رپورٹ

جلسہ

[illegible]

منعقدہ ۱۰ و ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۰ع

مرتبہ

حافظ احمد اللہ صاحب تاجر چرم و سابق آنریری سکرٹری

اپریل ۱۹۱۱ع میں

باہتمام محمد رحمت اللہ رعد

[illegible] کانپور میں چھاپی گئی

محمد صاحب (عنیگ) حال آنریری سکرٹری نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبل اسکے کہ ہم اس جلسہ کے تفصیلی حالات ناظرین کی خدمت مین پیش کرین مناسب معلوم ہوتا ہی کہ انعقاد جلسہ کی بعض اہم وجوہ پر ایک نہایت مختصر اور مفید بحث کرین جس سے اسبات پر بھی روشنی پڑ سکے کہ مدرسے کے شاندار افتتاحی جلسہ کی اصلی اور اہم بنیاد کیا تھی۔ آپکو معلوم ہی کہ مدرسہ نے جس خاموشی اور سکون سے دو سال کے معتدبہ زمانے کو علمی کامونکی روشنی مین بسر کیا ہی اُسکی نظیر بمشکل ملسکتی ہی۔ اس روش کا لازمی اثر یہ ہونا چاہیے تھا کہ مدرسہ نمود و نمایش کے غیر مفید شعبون سے اپنے کو بالکل الگ تھلگ رکھتا اور بیشک مدرسہ اپنی ایثار نفسی و خلوص کی زبردست طاقت پر ایسا کرنیکو تیار تھا۔ لیکن خاص تحریک جس نے مدرسہ کو اس عام شاہراہ پر چلنے کو مجبور کیا وہ معذرت کیلیے کافی سفارش ہی۔

زمانے کی عام روش نے باخبر اصحاب کو یہ یقین دلا دیا ہی کہ آجکل قومی اور مذہبی کامون کا نشو و نما جن اسباب پر موقوف ہی اُنمین سے ایک بڑی چیز اظہار و اعلان ہی۔

مدرسے کا کام بھی قومی و مذہبی کام ہی اور خصوصیت کیساتھ اسکو پبلک سے نہایت گہرا تعلق ہی اسلیے یہ بات بآسانی سمجھ مین آسکتی ہی کہ مدرسے کے علمی کارنامے کیون پبلک اشاعت و اعلان کے پلیٹ فارم پر لائے گئے غرضکہ قوم کو نئے طریقہ سے بیدار کرنا اور ایک اہم ترین

مذہبی اور قومی ضرورت کی طرف توجہ دلانا یہ وہ خاص امر تھا جس نے مدرسے کو اسکی سکون آمیز اور عزلت پسند روش سے ہٹا کر عام کامون کے انداز و ادا قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اور یہی وہ خاص داعیہ تھا جسکی تحریک سے مدرسے کا افتتاحی جلسہ بھی اعلان کے مفید پہلو سے ہم آغوش رہا۔

یہ تمہید جو حقیقت مین ہماری اصلی پالیسی کے حق مین ایک ضروری معذرت ہی ہماری دو سالہ رپورٹ کو ایک خاص اہمیت اور اطمینان آمیز نوعیت سے شروع کرنیکی امید دلاتی ہے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ونسئال اللہ التوفیق۔

جنرل کمیٹی مدرسہ مین جلسہ عطائے سندات طلبائے فارغ کا انعقاد و تاریخ طے پا جانے پر اشتہارات اور قومی اخبارات کے ذریعہ سے انعقاد جلسہ کا باضابطہ اعلان کیا گیا۔ ہر گوشۂ ملک سے بزرگان دین واکابر قوم نے شرکت جلسہ پر آمادگی ظاہر فرمائی تاکہ اراکین مدرسہ کے گذشتہ دو سالہ کارنامونکو چشم غور ملاحظہ فرما کر حوصلہ افزائی کرین۔ اغراض جلسہ کو باحسن وجوہ مکمل کرنیکی غرض سے مختلف کمیٹیان قایم کیگئین جو حسب ذیل ہین۔

کمیٹی استقبالیہ

جناب حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم و آنریری مجسٹریٹ کانپور۔ پریسیڈنٹ

جناب منشی محمد حمزہ صاحب تاجر چرم	سکرٹری
جناب منشی یسین حسن صاحب تاجر چرم	ممبر
جناب میان خیر الدین صاحب تاجر چرم	"
جناب منشی محمد حنیف صاحب تاجر چرم	"
جناب منشی علی رضا صاحب تاجر چرم	"
جناب منشی عبد القادر صاحب تاجر چرم	"

نام	عہدہ
جناب منشی عبدالحیٔ صاحب تاجر چرم	ممبر
جناب منشی لطف علی صاحب تاجر چرم	〃
جناب حاجی عبداللہ صاحب تاجر چرم	〃
جناب محمد واسع صاحب تاجر چرم	〃
جناب محمود احمد صاحب علیگ تاجر چرم	〃
جناب منشی تجمل حسین صاحب رئیس	〃

کمیٹی تیاری پنڈال

نام	عہدہ
جناب منشی سید ابوالحسن صاحب تاجر چرم و رئیس۔	پریسیڈنٹ
جناب منشی شیخ نواب دین صاحب تاجر چرم	سکریٹری
جناب شیخ محمد اسحاق صاحب تاجر دری و خیمہ	ممبر
جناب شیخ محمد اسمعیل صاحب تاجر دری خیمہ و	ممبر
جناب حاجی محمد وزیر صاحب سوداگر خشت	ممبر

کمیٹی مدارات مہمانان

نام	عہدہ
جناب منشی محمد اسمعیل صاحب تاجر چرم	پریسیڈنٹ
جناب منشی غلام سرور صاحب تاجر چرم	سکریٹری
جناب حافظ عبدالغفور صاحب تاجر چرم	ممبر
جناب حافظ احمد حسن صاحب تاجر چرم	ممبر
جناب شیخ فضل حسین صاحب تاجر چرم	ممبر
جناب منشی سلطان حسین صاحب تاجر چرم	ممبر

جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب تاجر چرم	ممبر
جناب میرزا مظہر حسین صاحب تاجر چرم	ممبر

کمیٹی طعام

جناب حاجی شیخ کریم بخش صاحب تاجر چرم	پریسیڈنٹ
جناب منشی عبدالغفور صاحب تاجر چرم	سکریٹری
جناب حاجی شیخ نبی بخش صاحب "	ممبر
جناب منشی کرم حسین صاحب "	ممبر
جناب منشی مولا بخش صاحب "	ممبر
جناب شیخ کریم الدین صاحب "	ممبر

کمیٹی ہائے مذکورۂ بالا کے علاوہ ذیل کے پرجوش طلبائے انگریزی۔ گورنمنٹ و دیگر اسکولس کانپور نے اپنی قابل قدر خدمات سے انتظامات جلسہ۔ مہمانون کے استقبال و مدارات مین بیحد امداد فرمائی۔ اس قابل عزت گروہ کا ہر فرد اپنے اپنے سینہ پر مدرسۂ الٰہیات کا خوشنما سیاہ مخمل پر کڑھا ہوا ہلالی بیج لگائے ہوے دوشبانہ روز ان تھک محنت اور سرگرمیونکا زندہ نمونہ بنا ہوا تھا۔

جناب شیخ رستم علی صاحب	جناب شیخ عابد حسین صاحب
جناب سید حسین صاحب	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب
جناب شیخ عبدالوہاب صاحب	جناب شیخ نصیر محمد صاحب
جناب شیخ بشیرالدین صاحب	جناب سید محمد واحد صاحب
جناب سید ظفر حسین صاحب	جناب سید کرامت حسین صاحب
جناب شیخ قدرت اللہ صاحب	

بنظر مزید سہولیت کمیٹی مدرسہ نے یہ امر بھی کر دیا تھا کہ ایام جلسہ مین جملہ کاروبار تجارت چرم بند رہے۔ تاکہ نہ صرف ہرتاجر چرم بلکہ اُسکے ملازمان بھی عام انتظامات جلسہ مین کافی حصہ لے سکین

مختصر کیفیت کمیٹھای مذکورہ

استقبالیہ کمیٹی

اس کمیٹی کے سرگرم ممبرون نے ہر اسٹیشن پر شبانہ روز سواریونکا انتظام نہایت خوبی سے کیا تھا اور ہر ٹرین پر مہمانونکی استقبال کیواسطے ممبر موجود رہتے تھے اور جہانتک ہمین علم ہے ہمارے معزز مہمان مین سے کسی صاحب کو کسی قسم کی تکلیف سواری ورقیام تک پونہچنے مین نہین ہوئی۔

کمیٹی مدارات مہمانان

اس کمیٹی نے اپنی خدمات نہایت خوش اسلوبی سے انجام دین۔ متصل مدرسہ تین ۳ عدد کمرے بغرض قیام مہمانان قبل سے خالی کراکر ضروری فرنیچر سے آراستہ کردیئے تھے اور مہمانون کی عام مدارات ونیز طعام وغیرہ وقت پر پہونچانے مین خاص طور پر سعی اور اہتمام کیا تھا۔

کمیٹی طعام

کمیٹی ہذا کے فرائض جسقدر اہم اور نازک تھے اُسیقدر مستعدی اور خوش انتظامی سے اس نے اپنی ذمہ داریونکو پورا کیا۔ اور اس کمیٹی کی قابل عزت کوششونکی بدولت

ہمارے محترم مہمانون کو بفضلہ کسی قسم کی تکلیف یا شکایت نہین ہوئی۔ وقت مقررہ پر پر تکلف اور لذیذ کھانے مع صبح کی چائے اور ناشتہ کے اختتام جلسہ تک ہر مہمان کی جائے قیام پر پہونچتی رہی۔

پنڈال

انعقاد جلسہ کیلیے تلاق محل کا وسیع و خوش منظر قطعہ آراضی جو کانپور کے عظیم الشان اسلامی جلسونکے لیے مشہور رہی تجویز کیا گیا تھا۔ جناب منشی سید ابوالحسن صاحب تاجر چرم رئیس کانپور نے بخوشی نہ صرف پنڈال بنانیکی اجازت دی بلکہ تیاری پنڈال کا اہم اور مشکل کام بھی اپنے ذمہ لے لیا۔

پنڈال جس اہتمام اور خوش اسلوبی سے تیار ہوا اُسکا اندازہ شرکاء جلسہ نے ہی بخوبی کیا ہوگا وسط مین نہایت وسیع اور شاندار ہال اور تین جانب نہایت موزون اور خوش نما کشادہ برآمدے تھے اور سامنے کے رخ پر فراخ اور بلند مربع پلیٹ فارم۔ داخلہ کے پھاٹک پر ایک شامیانا کے سایہ مین خوبصورت گملون مین نہایت خوش منظر قدآور پام اور مختلف ولایتی درخت اس قرینہ سے گیلیریز مین سجائے گئے تھے کہ بہترین پھول باغ کا نقشہ آنکھونکے سامنے پیش کرتے اور ہر وقت حاضرین جلسہ کے دماغی اور نظری دلچسپونکا باعث ثابت ہوتے تھے۔ تمام ہال مین برقی لمپ اور پنکھے مناسب اور ضروری مقامات پر آویزان تھے اجلاس کے وقت برابر پنکھے چلتے رہتے تھے۔ لیمونیڈ برف اور پانی کا کافی انتظام ہر وقت رہتا تھا۔ پلیٹ فارم پر نہایت خوش رنگ قیمتی قالین بچھائے گئے تھے۔ اور اونکے اوپر اعلی اور بہترین فیشن کا سیٹ (کرسیان) پلیٹ فارم کی زیب و زینت کو اور دوبالا کر رہا تھا۔ پلیٹ فارم کی پشت پر طلبا و اسٹاف و اراکین مدرسہ کی نشستین تھین۔ پلیٹ فارم کے مقابل اڈیٹران و نامہ نگاران اخبارات کے لیے جگہہ بنائی گئی تھی۔ ہال اور برآمدونکے بڑے حصہ مین دو ہزار کرسیان

اور بقیہ حصو نمین بچون کا خاص طور پر نہایت معقول انتظام کیا گیا تھا۔ تمام بنچین سفید چادرون سے منڈھی ہوئی تھین جنپر تین ہزار نشستین بآرام وآسایش ہوسکتی تھین۔ تمام ہال مع برآمدون اور پلیٹ فارم کے ہر اجلاس مین حاضرین سے بھر جاتا تھا

استقبال پریسیڈنٹ

۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ڈاگ گاڑی سے بوقت ۹ بجے دن عالیجناب آنرایبل صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب پریسیڈنٹ جلسہ کا تشریف لانا ہوچکا تھا۔ اسلیے استقبالیہ کمیٹی اور تمام معززین صبح ہی سے تیاریان کر رہے تھے۔ انگریزی مدارس کے مسلمان طلبا نے ہار اور پھولون کا نہایت جوش اور شوق کیساتھ انتظام کیا تھا مگر ہمارے معزز پریسیڈنٹ صاحب اس اصول کو پیش نظر رکھکر کہ ہمکو نمود اور نمایش کی جگہ عملی طریقہ اور سادگی کا لحاظ رکھنا چاہیے ساڑھے سات بجے صبح ایکسپرس سے تشریف لائے اور خاموشی کیساتھ اپنی جائے قیام یعنی حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم وآنریری مجسٹریٹ کی شاندار کوٹھی پر تشریف لیگیے اور اس طور پر صاحب ممدوح نے خود اپنے تئین اوس سادہ اور عملی اصول کا بہترین نمونہ ثابت کیا جسپر مدرسہ آغاز قیام سے کاربند ہے۔

اجلاس اوّل

سہ شنبہ کے دن اجلاس کی کارروائی شروع ہونیسے قبل ہی مہمانان وزیٹران جمع ہونا شروع ہوگئے ۸ بجے تک تمام ہال وبرآمدے پُر ہوچکے تھے۔ وقت مقررہ یعنی ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے عالیجناب آنرایبل صاحبزادہ صاحب بہمراہی حافظ محمد حلیم صاحب وبابو نظام الدین صاحب سکریٹری انجمن اسلامیہ امرتسر موٹر کار پر تشریف لائے قبل ہی سے

سید فضل الرحمن صاحب بی اے ایل ایل بی سکریٹری سب کمیٹی تعلیمی مدرسہ۔

مسٹر محمود احمد صاحب علیگ تاجر چرم وسکریٹری سب کمیٹی مالی۔ مدرسہ۔

جناب حاجی منشی عبد الغفور صاحب تاجر چرم ورئیس کانپور صدر انجمن جنرل کمیٹی مدرسہ

جناب منشی عبد القادر صاحب تاجر چرم وایس پریسیڈنٹ جنرل کمیٹی مدرسہ

جناب منشی محمد اسمعیل صاحب تاجر چرم جوائنٹ سکریٹری مدرسہ

جناب منشی محمد حنیف صاحب تاجر چرم

جناب منشی تجمل حسین صاحب رئیس

جناب منشی رحمت اللہ صاحب رعد مالک نامی پریس

جناب سید ابو الحسن صاحب تاجر چرم ورئیس

جناب شیخ محمد اشرف صاحب رئیس وتاجر

جناب منشی ثنا الدین صاحب تاجر۔

جناب نواب عبد الوحید خانصاحب

جناب سیٹھ علی محمد صاحب رئیس۔

حافظ احمد اللہ صاحب سکریٹری مدرسہ

ونیز دیگر عمائد ومعززین شہر بغرض استقبال پریسیڈنٹ پنڈال کے صدر پھاٹک پر موجود تھے۔ جنھون نے محترم پریسیڈنٹ کو چیرز کی گونجتی ہوئی آوازون اور پھولونکی بارش مین موٹر کار سے اوتارا۔ جملہ حاضرین جلسہ نے سروقد کھڑے ہوکر تعظیم دی۔ جناب پریسیڈنٹ صاحب پلیٹ فارم پر رونق افروز ہوے۔ پلیٹ فارم پر علما وعلمار کرام وروسا رعظام یورپین صاحبان بھی تشریف رکھتے تھے جنکے اسماے گرامی حسب ذیل ہین

جناب آر سروی اسکوائر ایجنٹ مسرز انیرکوان اسٹاین کمپنی تاجران چرم

جناب جے پرسٹن اسکوائر ایجنٹ مسرز میتھوز اینڈ کمپنی تاجران چرم

جناب ڈی مجل اسکوائر ایجنٹ مسرز اسٹائن فوربس کمپنی تاجران چرم

جناب ڈبلو پڑیڈان کیمب اسکوائر مسرز شرورڈ اسمتھ کمپنی تاجران چرم

جناب ایم اسٹاب اسکوائر ایجنٹ مسرز اسمٹ ساونڈرس اینڈ کمپنی تاجران چرم

جناب ڈبلو بوئب اسکوائر ایجنٹ مسرز برک برادرس کمپنی تاجران چرم

جناب سی ان اس جن والا اسکوائر تاجر چرم

آغاز کارروائی

اجلاس اوّل منعقدہ ۱۱- اکتوبر ۱۹۱۰ء

سب سے پہلے جناب قاری محمد صدیق صاحب نے نہایت خوش الحانی سے تبرکاً کلام پاک کے دو رکوع تلاوت فرمائے جسکو تمام حاضرین نے نہایت خاموشی سکون اور ادب کے ساتھ سنا اور متاثر ہوے اسکے بعد جناب حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم و آنریری مجسٹریٹ پریسیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی نے اپنی مختصر مگر جامع تقریر مین مہمانون اور شرکا جلسہ کا خیر مقدم ادا کیا۔

تقریر جناب حافظ محمد حلیم صاحب پریسیڈنٹ استقبالیہ کمیٹی

بزرگان قوم - آپکا اسوقت تشریف لانا اور ذوق شوق کیساتھ مدرسہ الٰہیات کے جلسہ مین شریک ہونا محض آپکی محبت قومی اور اُخوت اسلامی کا باعث ہے جسکو ہمیشہ آپکے دلون مین برقرار رہنے سے دنیا و آخرت کی بہبودی اللہ جل شانہ کے طفیل سے آپکے شامل حال رہیگی۔

آپ صاحبون نے ہماری اطلاع پر اپنا بیش بہا وقت صرف کیا، اور بہر حال اس جلسہ کی شرکت کو ضروری سمجھا اسلیئے مین بحیثیت پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی کے آپ

تمام صاحبون کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون - (چیرز)

حضرات - ہندوستان مین جب سے برٹش گورنمنٹ کا تسلط ہوا ہی اور ملکی امن وامان کے ساتھ علمی ترقیات ظہور پذیر ہوئی ہین ہر ایک مذہب اور اسکی عقائد کے متعلق بھی ایک طرح کی جانچ اور کرید پیدا ہو گئی ہی جس کے اثر نے نیا نیا جوش اور نئی نئی تحریکین پیدا کر دی ہین جو ہندوستان مین ایک طرف سے دوسری طرف پھیلتی جاتی ہین اور جو بظاہر ملک مین ایک مذہبی بیداری کے آثار نمایان کرتی جاتی ہین اگر یہ آثار اپنی معتدل حالت پر رہتے تو ملک کے لیے نیک فال ہوتے مگر بدقسمتی سے اُن کا رخ کچھ دنون سے بے رخ ہوتا جاتا ہی اور بعض بعض طبائع مین ضرورت سے زیادہ جوش بڑھتا جاتا ہی - مذہبی تحریکات جنکا مدار مروت محبت اور قناعت پر ہونا چاہیئے تھا روز بروز کجروی اختیار کرتی جاتی ہین جنکی نحوست سے بعض بعض کتب رسائل اور اخبارات کی طرز تحریر مین سختی اور درشتی اپنا خوفناک چہرہ دکھانے لگی ہی

حضرات مسلمان طلبا جو مختلف مدارس دینی مین تعلیم پاتے ہین اور جوانی ہی مین اُنکو مذہبی گفتگو اور مذہبی معلومات سے دلچسپی ہوتی ہی اسوقت ہمارے اکابرین کا اون سے دو خدشے پیدا ہو گئے ہین -

اوّل یہ کہ اونکا مذہبی ولولہ بغیر مختلف مذاہب اور مختلف عقائد کی تعلیم حاصل کیے ہوے کہین اُنکو خودرَو مناظرے اور بیہودہ بحث و تکرار کی جانب مائل نہ کر دے جسکا نتیجہ اُنکے لیے پریشانی بھی ہو اور پشیمانی بھی، دوم بدتہذیب لوگون کیساتھ مناظرہ اور مباحثہ کرنے مین اُنکا بھی طرز تقریر کہین ویسا ہی نہ ہو جائے جسکی مین ابھی شکایت کر چکا ہون - اگر خدانخواستہ ایسی صورت پیش آجائے تو ہماری جانب سے پروردگار کو اُس عطیۂ برکت کی ناشکر گذاری ہو گی جو اسوقت ملک مین امن وامان کے لقب سے پھیلی ہوئی ہی اور جسکی وسعت دینے اور برقرار رکھنے کا سب سے زیادہ ہماری گورنمنٹ کو فخر حاصل ہی - (چیرز)

حضرات! ان دونون اندیشون کے دور کرنے کیلیئے چند مسلمانان کانپور نے تحریک

کی اور اکثر مسلمانون نے تائید کی کہ اس شہر مین ایک مدرسہ بنام مدرسۂ الٰہیات جاری کیا جائے جسمین دیگر مدارس دینی کی منتہی طلبا داخل کرکے اُنکے درس مین ایک جدید نصاب تعلیم داخل کیا جائے جس سے اُنپر اخلاق و رتہذیب کی روشنی پڑے اور علاوہ مذہب اسلام کی دنیا کے دیگر مذاہب کی معلومات مین اُنکو دستگاہ حاصل ہو و کج بحثی اور توتو مین مین سے بچتے رہین اون مین قوت مباحثہ اسلیئے اور صرف اسلیے پیدا کرائی جائے کہ اگر اونکو مذہب کے متعلق ضرورتاً کسی سے کچھ کہنا ہو تو پیارے الفاظ مین مروت اور محبت کو لیے ہوے کہین اور اگر کسیوقت کسی غیر شخص سے کچھ سننا پڑے تو گو وہ کیسے ہی خراب الفاظ مین ہو مگر اوسپر تحمل اور برداشت سے کام لین۔ مجھکو اُمید ہی کہ ہمارے مدرسۂ الٰہیات کے فارغ التحصیل طلبا اخلاق اور تہذیب کے اُس دائرہ سے جو مدرسۂ الٰہیات کی تعلیم نے اون کے گرد کھینچ دیا ہی کبھی سر مو تجاوز کرنیکی کوشش نکرینگے۔

حضرات اس مدرسہ مین جو نصاب تعلیم دیا گیا تھا اُسکی مدّت دو برس کی رکھی گئی تھی اور آپ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ ہمارے سات طلبا نے امسال اُسکو ختم کرکے کامیابی حاصل کی ہی یہ طلبا ہمارے مدرسۂ الٰہیات کا پہلا نمونہ ہین جو حاضرین جلسہ کے روبرو پیش ہونگے اور خدا سے امید ہے کہ اب ہر سال ایسے طلبا ایک سے ایک بڑھکر نکلتے جاوینگے جو ملک کے لیے مذہبی معلومات کا ذریعہ اور اُسکے ساتھ اخلاق اور تہذیب کی مجسم تصویر ہونگے۔

حضرات قبل اسکے کہ آپ اس جلسہ کیلیئے پریسیڈنٹ کا انتخاب فرمائین مجھکو اجازت دیجئے کہ مین تمام حاضرین جلسہ کا جسمین علما و شمس العلما و بزرگان دین و ہمدردان قوم شریک ہین سب کا ایک مرتبہ شکریہ ادا کرون۔ (چیرز)

تقریر مذکور کے ختم ہونیکے بعد جناب منشی رحمت اللہ صاحب رعد مالک نامی پریس نے اپنی معمولی لطیف اور پرمغز تقریر مین انتخاب پریسیڈنٹ کی حسب ذیل تحریک فرمائی۔

اسپیچ جناب منشی حرمت اللہ صاحب رعد

بزرگانِ من! وہ کیا اسباب اور کیا ضرورتین تھین جنکی وجہ سے مدرسہ آلہیات قائم کرنا پڑا؟ اس سوال کا جواب میرے معزز دوست جناب حافظ محمد حلیم صاحب پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی نے اپنی تقریر مین دیدیا اسلیے مجکو اب اُسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔ البتہ آپ عرض کرنیکی اجازت دیجیے کہ ایسے پُر آشوب اور ظُلمَاتٌ بَعضُهَا فَوقَ بَعض یعنی تاریک در تاریک زمانے مین شہر کانپور مین مدرسہ آلہیات کا جاری ہونا بعینہ ایسا ہے جیسے عالم مین ہر چہار طرف اندھیرا گھُپ چھایا ہو، اور اسمین سے یکایک آفتاب نکل آیا ہو۔

صاحبو! مدرسۂ آلہیات کا کورس یعنی نصابِ تعلیم دو برس کیلیے مقرر ہوا تھا بحمد اللہ کہ امسال سات طالب علمون نے اُسکو بخوبی اور بخوش اسلوبی انجام کو پہونچا کر کامیابی حاصل کی جنکی عطائے سندات کیلیے آج کا یہ عظیم الشان جلسہ قرار پایا ہے۔ ایسے نورانی جلسہ مین ہمارے محترم دوست آنرایبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان بہادر کا تشریف لاکر شرکت فرمانا گویا ایکدن مین دو آفتابون کا طلوع ہوجانا ہے۔

صاحبو! آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب کون ہین؟ کہان تشریف رکھتے ہین؟ ہمیشہ کسقدر قومی خدمات انجام دیتے ہین؟ اس تفصیل کے لئے نہ وقت ہے اور نہ ضرورت۔ مجکو امید ہے کہ آپ حضرات جسقدر اس جلسے مین تشریف فرما ہین اُنمین فی صدی نوّے سے زیادہ ایسے ہونگے جو آنرایبل صاحبزادہ صاحب کو پیشتر سے جانتے ہونگے کیونکہ اُنکے کارنامہائے سابقہ خود اُنکے معرّف ہین نہ کہ مین۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

گر دلیلت باید از وی رو متاب

لہذا مین تحریک کرتا ہون اور نہایت زور سے تحریک کرتا ہون کہ ہمارے اس

جلسے کے آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان بہادر پریسیڈنٹ ہون۔

اس تحریک کی تائید جناب حاجی منشی عبدالغفور صاحب پریسیڈنٹ جنرل کمیٹی مدرسہ نے وتائید ثانی جناب مسٹر محمود احمد صاحب علیگ نے فرمائی۔ اور آنریبل صاحبزادہ صاحب چیرز کی گونجتی ہوئی آواز ونمین کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوے۔ جسوقت جناب ممدوح پریسیڈنشیل اڈریس پڑھنے کیواسطے کھڑے ہوے حاضرین کے پرجوش چیرز سے تمام پنڈال گونج اوٹھا۔

پریسیڈنشیل اڈریس عالیجناب آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا

زبان کو میری گویا کر الٰہی اپنی مدحت مین | کرون مردہ دلوں کو زندہ دل معجزبیان ہو کر
ترے آثار قدرت پر کرون دلچسپ تقریرین | جھکاؤن گردنین پیران منکر کی جوان ہو کر
کمر کستا ہون تیرے نام پر تو مجھکو ہمت دے | سہارے پر ترے اُٹھتا ہون تیرا مدح خوان ہو کر
جہان بھولون بتا ہمین جا بھٹکا وُن ہدایت کر | جو ہو لغزش تو مجھکو تھام میرا مہربان ہو کر
بھروسہ پر تری امداد کی بیڑا اُٹھا یا ہے | فلک کے بوجھ اُٹھانے پہ تلا ہون ناتوان ہو کر
کہان کا ضبط کیسا ننگ جوش یادباری مین | دل بیتاب پہلو سے نکل بھاگا فغان ہو کر

بزرگانِ من۔

جس وقت حاذق الملک بہادر کا تار اس جلسہ صدارت کے متعلق میرے پاس پہونچا اُس کا مضمون معلوم کرنے پر جو خیال سب سے اوّل میرے دل مین پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ کجا مین و کجا اس کی صدارت مجھ جیسے سیاہ کار جاہل اور ناچیز شخص کو ایسے مقدس اور پرعظمت جلسہ کی صدارت سے کیا تعلق؟ چنانچہ جوابی تار اور عریضہ مین اس خیال کو مین نے ظاہر کیا اور

اپنی نا قابلیت کا اعتراف صاف الفاظ مین کیا مگر باوجود اسکے جب پھر مجھسے خواہش کی گئی تو
تعمیل ارشاد کیلئے بسر وچشم طیار ہوگیا۔ مگر جو سوال اول میرے دلمین پیدا ہوا تھا ابھی تک
وہ میرے ذہن مین موجود ہی۔ جہانتک کہ مین نے اس امر پر غور کیا ہے اس سوال کے
دو جواب میری سمجھ مین آتے ہین۔ اوّل یہ کہ چونکہ آپکا مقصد اسلام کی خاص خوبیون کو دنیا
پر ظاہر کرنا ہی اسلیئے مجھکو صدر کرنیسے غالبًا آپ کی غرض اسلام کے اُس معجزہ کا ثبوت دینا ہے
جو کہ اسلام کے حقائق کو بڑے سے بڑے دماغون، اور وسیع سے وسیع علم کی پہنچ سے بھی
بالاتر ہین، مگر اُس کے ضروری اصول کو سمجھنے اور بیان کرنے سے ایک جاہل شخص بھی قاصر
نہین ہی۔ مین صفائی کے ساتھ اعتراف کرتا ہون کہ مین علم الٰہیات سے محض ناواقف
ہون اور اسلام کے متعلق جو کچھ مجھکو علم واندازہ ہی وہ اسلام کے اُس معجزہ کا نتیجہ ہی کہ جاہل بھی
اگر چاہین تو اُسکے ضروری اصول اور بین خوبیون سے آگاہ ہو سکتے ہین۔ دوم یہ کہ مجھکو
صدر کرنیسے تعجب نہین کہ آپ کا یہ مقصد ہو کہ اس طرح پر نئے تعلیم یافتہ گروہ مین سے ایک
فرد کو آپ اپنی متشرع اور مقدس جماعت کی طرف رجوع کر کے اُس کو نہ صرف راہ نجات
کی طرف متوجہ کرین بلکہ قوم کی اُن ضرورتون کا احساس اُسکے دل مین پیدا کرین جنکی
طرف سے کہا جاتا ہے کہ نیا تعلیم یافتہ گروہ عام طور پر غافل ہی۔ اور پرانے اور نئے
تعلیم یافتون مین جو بُعد پایا جاتا ہی اس طریقے سے اُسکو کم کرین۔ جہانتک مین غور کرتا ہون
یہی دو سبب آپکی دعوت کے میرے ذہن مین آتے ہین۔ اگر اسکے سوا کوئی اور
وجہ بھی ہو تو اُسکا علم آپ کو ہو گا مین اُسکے سمجھنے سے قاصر ہون *

اب مین چند الفاظ مین اُن وجوہ کو عرض کرونگا جنکی بنا پر مین نے اس دعوت
کو قبول کیا، کیونکہ مجھ جیسے شخص کیلیئے اس قسم کی دعوت منظور کر کے اُسکے متعلق ذمہ واری
کو اپنے دوش پر لینا ظاہر ہے کہ معمولی امر نہین ہی *

حقیقت یہ ہی کہ کچھ عرصہ سے میرا یہ خیال یقین کے درجہ کو پہونچ گیا ہی کہ اس زمانہ

مین اور اس ملک مین جو ہماری قوم کی حالت ہو اور اُس کو جن اسباب اور حالات کا سامنا درپیش ہو۔ اُن کے لحاظ سے نہ صرف ہماری قومی ترقی، بلکہ عزّت اور ثروت کے ساتھ اُسکا بقا اس پر منحصر ہے کہ قوم مین جسقدر با قوت، اور با اثر افراد ہین وہ نہ صرف باہمی اتفاق اور یک جہتی کے ساتھ کوشش کرین بلکہ اُن مین تحریک پیدا کرنیکے لیئے کوئی ایسا زبردست ذریعہ پیدا ہو جس کے اثر سے اُن کی تمام پوشیدہ اور خدا داد قوتین جوش کیساتھ حصول مقصد مین مصروف ہو کر اس زمانہ کے مقتضا اور ضرورتون کے مطابق قوم کو عزّت، اور ثروت اور حکومت کی اوّل صف مین پہونچا سکین۔ اگر اس مقصد کے احساس اور اُس کے حصول کے ذرائع کی تلاش مین کچھ بھی دیر ہوئی تو سخت اندیشہ ہو کہ کہین ہمیشہ کے لیے آخری امید بھی ہاتھ سے نجاتی رہے۔ اور پھر ہم واقعی اُس حالت پر نہ پہونچ جائین جسکی نسبت سرسید علیہ الرحمۃ نے بار بار اپنی قوم کو متنبہ کیا ہو، اور جس کے خیال سے بھی ہر ایک ذی ہوش مسلمان کا دل لرز جانا چاہیئے +

جہانتک مین قوم کی حالت سے واقف ہون رؤسا، اور امراکو چھوڑ کر اسوقت قوم مین دو گروہ، خاص طور پر افراد قوم کے دلون اور دماغون پر حاوی ہین اور اس وجہ سے اسوقت قوم مین جو کچھ قومی یا مذہبی زندگی ہو وہ انھین گروہون کے زیر اثر اور رہدایت ہو اول گروہ علمار دین کا ہو، اور دوسرا گروہ نئی تحریک کے ماننے والون اور نئے تعلیم یافتہ اصحاب کا ہو، ان دونون جماعتون کے افراد مین جس قسم کے تعلقات ہین اُنکی نسبت زیادہ عرض کرنیکی ضرورت نہین۔ اسقدر عرض کردینا کافی ہو کہ اُنمین نہ ایک کو دوسرے پر بھروسہ ہو اور نہ یک جہتی، بلکہ معمولی طور پر یہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ وہ دونون مختلف رستون پر چلنے والے اور مختلف اغراض رکھنے والے ہین، مگر حقیقت یہ ہو کہ اس وقت جو حالت ہو یہ لازمی نتیجہ اُن اسباب اور حالات کا ہو جنکا سامنا گذشتہ دو صدیون مین ہماری قوم کو اس ملک مین کرنا پڑا سلطنت کے زوال اور آخرکار نہ رہنے کی وجہ سے علما کی حالت پر اثر پڑنا لازمی تھا کیونکہ ہماری

سلطنت کے زمانہ مین علما کو دنیا کے اعلیٰ درجہ کے کاروبار سے واسطہ پڑتا تھا سلطنت کے انتظام مین اونکا حصّہ ہوتا تھا اور اسلیئے اُن کی اعلیٰ درجہ کی قوتین مصروف رہنے کی وجہ سے اُنکے دل و داغ زندگی کی حقیقی حالتون سے متاثر رہتے تھے۔ لیکن چونکہ گذشتہ دو صدیون مین ہماری قوم طرح طرح کے انقلاب کی زد مین رہی اسلیئے علما کے خیالات اور اُن کی حالت نے اس کشمکش سے متاثر ہو کر موجودہ شکل اختیار کی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ علما کے خیالات کو اس زمانہ کی زندگی کے عملی پہلو سے بہت کچھ بُعد ہو گیا۔ لہذا قوم کا وہ حصّہ جو زمانہ کی زد کو سہنے بیدار ہوا اُس نے جب علما ر کو اس زمانہ کے رنگ سے علیحدہ اور اپنے آپ کو اُنکے مطابق چلنے پر مجبور پایا تب اسکو وہ رستہ اختیار کرنا پڑا جس کو قومی تحریک یا نئے تعلیم یافتہ گروہ سے منسوب کیا جاتا ہے یہ جو کچھ ہوا حالات اور واقعات کا قدرتی نتیجہ تھا۔ اور اُسکا وقوع مین آنا ناگذیر تھا۔ اس لیے قوم کی موجودہ حالت کی بابت اس ملک کے مسلمانون کی موجودہ نسل کو ذمہ دار قرار دینا کسی طرح قرین انصاف وحق نہین ہی سلف کے حالات، اور تاریخی واقعات سے ممکن نہین کہ آنے والی نسلین متاثر نہون، اس لیے آج ملک مین جو ہماری حالت ہی ہم اس کے لیئے ذمہ دار نہین ہین پس اگر موجودہ نسل مین ایک جماعت دوسری کسی جماعت کو غلطی پر سمجھے تو اُسکے لیے یہ زیبا نہین کہ اُس غلطی کے لیئے اُس کو ذمہ دار قرار دے کر اُس سے نفرت یا علیحدگی اختیار کرے بلکہ قومی ہمدردی اور عقل کا اقتضا یہ ہی کہ اس غلطی کو گذشتہ زمانے کے نامبارک و تباہ کن اسباب کا نتیجہ تصور کر کے جو افراد اسمین مبتلا ہون اُن سے ہمدردی کرے تاکہ سب کے اتفاق سے غلطی رفع ہو ؂

اس اجمال کی اب مین تفصیل کرتا ہون، مین اوپر عرض کر چکا ہون کہ اس وقت ہماری قوم مین خاص طور پر با اثر دو جماعتین ہین ایک علماء دین، اور دوسرے نئے تعلیم یافتہ اور نئی تحریک کے ماننے والے اصحاب۔ حالت یہ ہے کہ علماء دین کی نسبت عام خیال یہ ہے کہ وہ ہماری قومی ضرورتون کو نہ پورے طور پر سمجھتے ہین اور نہ اونکو پورا کر سکتے ہین ،

بلکہ ایک حد تک قومی تحریک کے سدراہ ہین، کیونکہ قومی تحریک کا پروگرام جن اصول اور
جن طریقون پر مبنی ہے اُنکو ہمارے علما خلاف دین تصور کرتے ہین،، اور جن اصول اور طریقون پر
چلانا چاہتے ہین اونکو اس زمانہ کے مزاج اور رنگ کے مطابق نہ ہونیکی وجہ سے باعث کامیابی اور
فلاح نہین کہا جاسکتا، ان وجوہ سے کہا جاتا ہے کہ نیا تعلیم یافتہ گروہ علما سے مایوس ہے۔
مگر جسطرح تعلیم یافتہ گروہ کو ایک حد تک علماء دین کے متعلق غلط فہمی ہو رہی ہے اسیطرح ہمارے
علماء دین نئے تعلیم یافتہ گروہ کی مشکلات، اور حالات کے سمجھنے مین ایک حد تک غلطی کرتے
ہین علماء دین اسپر توجہ نہین کرتے کہ زمانہ کا مقابلہ کوئی نہین کرسکتا، اور اس کے تقضار کا زبردست
اثر سب پر قابو کرلیتا ہے۔ کوئی قوم زندہ نہین رہ سکتی جبتک کہ زمانہ کے مطابق رستہ اختیار نکرے
اس لیے قومی تحریک اور نئی تعلیم کے حامی اگر اس زمانہ کے مزاج کے مطابق قوم کو چلانا چاہتے
ہین تو وہ اُس چیز کی خیرخواہی کرتے ہین جسکے محافظ ہمارے علماء ہین، یعنی اسلام اور اسلام کے
پیروون کے،، اگر نئے تعلیم یافتہ اصحاب غلطی پر ہین تو یہ وہ غلطی ہے جسکے لیے وہ تنہا کسیطرح
ذمہ وار نہین، اگر ایک ناچیز مسلمان کو اپنی سچی راے عرض کرنیکا حق حاصل ہوسکتا ہے تو اُسی
کی بنا پر نہایت ادب سے مین نئے تعلیم یافتہ گروہ سے یہ عرض کرنے کی جرأت کرونگا کہ سرسید
علیہ الرحمتہ کی تمام کوششون، اور منصوبون کا اعلیٰ مقصد اسلام کی خدمت تھا، ہماری
دنیاوی حالت درست کرنے کے لیے جو کچھ پیر اعظم نے اپنی عظیم الشان زندگی مین کیا
اُس کا نصب العین یہی تھا کہ اس ملک کے مسلمان جو جہل اور افلاس کی وجہ سے مردہ
ہو رہے تھے اُن مین علم اور ثروت کے ذریعہ سے زندگی پیدا ہوکر اُن مین معزز اور کارآمد
پیرو بننے کی قابلیت پیدا ہو اُن کی نصف صدی کی کوشش سے خدا کے فضل سے ایک حد
تک ہم مین قومی احساس،، اور اس زمانہ کے مطابق سمجھ پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن قومی تحریک
مین روح پھونکنے کے لیے مذہبی بیداری ضروری ہے جو سرسید کا اصلی مشن اور مقصد تھا
اسکے لیے سب سے مقدم یہ ہونا چاہیے کہ اس وقت قوم کے دل و دماغ پر اثر رکھنے اور ڈالنے

والے جو جو ذرایع ہین اونکو متفقہ مقصد کے حصول کی طرف رجوع کیا جاوے۔ غور کرنے سے
معلوم ہوجائے گا کہ قوم کی مجموعی حالت کے لحاظ سے جسقدر علمار کا اثر قوم کے افراد پر ہے
ہرگز کسی اور جماعت کا نہین ہر اسلیے کیا وجہ ہے کہ جس جماعت کا مقصد محض قومی خدمت ہے
وہ اس ذریعہ سے کام لینے کی کوشش نہ کرے اسکا طریقہ یہی ہر کہ ہم لوگ جو نئے تعلیم یافتہ کہلاتے
ہین وہ صدق دل سے علمار دین کا ادب کرین اور قومی تحریک کے کام مین ان سے
مدد لینے کی خواہش اور کوشش کرین اور ہم ایسا کیون نہ کرین جبکہ خود ہمارے رسول پاک
فرماتے ہین کہ، وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب
وان العلماء ورثۃ الانبیاء،، (ترجمہ) اور عالم کی فضیلت عابد پر بالکل ویسی ہی جیسے چودھوین
رات کے چاند کی باقی تمام تارون پر اور علمار انبیا کے وارث ہین۔ پس جبکہ خاتم الانبیار
والمرسلین کا یہ ارشاد ہے تو کیا وجہ کہ ہم اسپر عمل نہ کرین۔ اور اگر صدق نیت سے کرینگے تو
انشاء اللہ اُس کا نتیجہ بھی حسب مُراد پائینگے، اسکے ساتھ ہمکو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اگر اسلام کی
حمیت اور محبت کے خیال سے علمار ہماری تحریک یا تجویز سے اختلاف کرتے ہین، تو گو اُن کی
راے ہمارے خیال مین غلط ہی کیون نہ ہو لیکن جس نیت سے وہ ایسا کرتے ہین وہ نہایت
قابل قدر اور اعتراف ہی خود سرسید علیہ الرحمۃ نے ایسے اختلاف کو مبارک اختلاف فرمایا
ہی، کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہو کہ اسلام کی حمایت، اور حفاظت مین جد و جہد کرنے والے
اصحاب موجود ہین۔ پس اب وقت ہی کہ ہم اپنے علماء کو یقین دلا دین کہ سچی کوششون
اور خالص حمیت کی نہ صرف ہم قدر کرتے ہین بلکہ اس کی عملاً تائید کرنے لیے تیار رہین ہم اپنے
عمل سے اُن پر ثابت کر دین کہ گو ظاہرا ہمارا طرز اور لباس اُن کو بہت مرغوب نہ ہو لیکن
ہمارے دل، اُس دین اور ملت، کی محبت سے بھرے ہین جنکے وہ امین ہین، اور ہم اپنے
پرجوش دلون، اور تعلیم یافتہ دماغون کو اُس مقصد کے حصول مین صرف کرنے کو ہمہ تن تیار
ہین۔ جس کی حفاظت کے لیے وہ اس زمانہ سے علیحدہ بیٹھے ہین۔ مجھکو خدا کے فضل سے یقین کامل ہے

کہ اس تجربہ کے بعد جو اس زمانہ مین مختلف شکلون مین علمار کو ہو چکا ہی، اور ہو رہا ہی، وہ ہماری اس خواہش کی ضرور قدر کرینگے، اور ہماری عقیدت مندی کو ضرور دین کے لیے کام مین لاوین گے اسی طرح مین نہایت عجز اور انکسار کیساتھ علمار دین کی خدمت مین عرض کرونگا کہ اسلام کی خدمت اور حفاظت کے لیے اُن کو ایسے خادمون کی ضرورت ہے جو اس زمانہ کے ہتھیارون سے حملون کے دفع کرنے کی قابلیت رکھتے ہون، میگزین، توپ اور بم کے گولون کے مقابلہ مین توڑیدار بندوقین یا آتشبازی کے گولے کام نہین دیے سکتے ہمارے علمار کو مذہب کی حمایت مین جو جنگ درپیش ہی کیا اُس کے لیے وہ ایسی سپاہ سے کیا کام لیسکتے ہین جو نہ فن جنگ سے واقف ہو نہ قواعد سے۔ نہ اُسکے پاس اس زمانہ کے ہتھیار ہون۔ نیز اس پر بھی توجہ چاہیے کہ علمار کی کوشش سی قوم کا سب سے زیادہ ہونہار اور آیندہ با اثر ہونے والا حصہ نئی تعلیم کی طرف کھنچا جا رہا ہی اور یقین کرلیجیے کہ کوئی وعظ یا کسی قسم کی تلقین، اور ہدایت اُن کو اس طرف سے ہٹا نہین سکتی۔ ایسی حالت مین اسلام کی خدمت یہ ہی کہ ہمارے علما قومی تحریک کی قدر کرین، جو حقیقی خدمت اس نے اس وقت تک کی ہی اوسکا اعتراف کرین اور اس طرح نئے تعلیم یافتہ گروہ کو اپنی طرف رجوع کر کے تمام قومون کو ایک جگہ جمع کرنے مین جو ثواب عظیم ہو گا اُس کو حاصل کرین۔

الغرض اس وقت تک جو حالت رہی وہ گذشتہ اور موجودہ زمانہ کے رنگ کا لازمی نتیجہ تھا۔ لیکن اب وقت ہی کہ ہم آنکھین کھولین اور ایک دوسرے کی مجبوریون پر غور کر کے متحد اغراض اور مقاصد کی طرف متوجہ ہو کر تمام منتشر قوتون کو یک جہتی کے ساتھ کام مین لانے کی کوشش کرین اور خدا کے اس کلام کو یاد رکھین کہ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا	اور اللہ کی رسی کو سب ملکر مضبوط پکڑو
وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ	اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو
عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ	جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس اُس نے

بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْہَا

تمہارے دلون مین محبت پیدا کی اور تم اُسکی نعمت کیوجہ سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پس اللہ نے تمکو اُس سے نجات دی۔

اس موقع پر مین ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہون جو ابھی حال کی واقعہ سے میرے ذہن مین آئی ہی گذشتہ ہفتہ مین جو سخت بارش عام طور پر ملک مین ہوئی اور اُس سے جان و مال کا جو نقصان ہوا اُسکا آپ کو علم ہو گا۔ ضلع ایٹہ مین جو گنگا پر سورون ایک بڑا تیرتھ کا مقام ہی۔ جہان ہزارون کوس سے ہندو نہانیکے لیے آتے ہین۔ گذشتہ ہفتہ مین وہان بڑا میلہ تھا۔ اور ہزارون جاتری گنگا کے کنارے پر ٹھہرے ہوے تھے کہ دفعتًا دریا مین اسقدر بڑا سیلاب آیا کہ چھاتی کی برابر گہرے پانی نے سب کو گھیر لیا۔ اس وقت قدرت نے ایسی بات اُن سب کے دل مین ڈالی جو نہایت پُرسبق ہے بجاے اس کے کہ تیر کر یا بھاگ کر بچنے کی کوشش کرتے تمام جاتریون نے یہ کیا کہ ایک نے دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گنگا جیسے زبردست دریا کا ایسا بڑا سیلاب اُن کو نہ بہا سکا۔ البتہ اُن مین سے جس نے بھاگ کر بچنا چاہا وہ سب بہ گئے۔ جو حالت گنگا کے کنارہ پر سیلاب کے وقت جاتریون کی تھی وہی حالت اس ملک مین آج ہماری ہے اگر اس صدمہ سے ہم بچنا چاہتے ہین تو اوّل کام یہ ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ سواے مجموعی وزن اور قوت کے اور کوئی چیز ہمکو مخالف حالتون کے سیلاب سے محفوظ نہین رکھ سکتی اس لیے اب وقت ہی کہ قوم مین جہان جہان قوت اور اثر ہے سب کو ایک جگہ جمع کیا جاوے ؛

بزرگان من! جو خیال مین نے آپکے سامنے عرض کیا ہی اُس کی وجہ سے مین نے اس مدرسہ کے ٹرسٹی صاحبان کی دعوت کو قبول اور اس جلسہ کی صدارت کو منظور کیا، کیونکہ اگر مین اس موقع پر اس مقصد کے متعلق کچھ بھی خدمت کرنے مین کامیاب ہو جاؤن

تو یقین کیجیے کہ مین اپنے آپ کو نہایت خوش نصیب سمجھون گا، اور آپ کا دل سے ممنون ہونگا کہ آپکے ذریعہ سے مجھکو ایسے ثواب کمانے کا موقع ملا - مین اوسکے ساتھ معافی چاہتا ہون، کہ نفس مضمون پر آنے سے قبل مین نے اسقدر طویل تمہیدی بیان مین آپ کا وقت لیا لیکن خاص حالات کے لحاظ سے مین نے اسکو ضروری سمجھکر چند اہم امور کیطرف توجہ دلانا مناسب خیال کیا

مدرسۂ الٰہیات کان پور

حضرات! آج جس مدرسہ کے سالانہ جلسہ کی صدارت کی عزت مجھکو حاصل ہے وہ اُن مہتم بالشان کامون مین سے ہے جنکے وجود سے زمانہ کے کسی بڑے انقلاب کا پتہ چلتا ہے، اور جس کا مقصد ایسے انقلابات کے مضر نتایج کا دفعیہ ہوتا ہے - سرزمین کانپور کو یہ فخر ہمیشہ سے رہا ہے کہ کل ہندوستان مین سب سے پہلے دین اسلام کی خدمت کے لیے چندہ سے ۱۲۸۵ھ مین مدرسہ فیض عام یہان قایم ہوا، اور اس طرح پر بقاے دین کے لیے اگر قومی تحریک کی کہین ابتدا ہوئی تو اس شہر مین ہوئی اور یہ اسی مبارک کام کا نتیجہ ہے کہ آج مدرسہ الٰہیات یہان نہ صرف قایم ہے بلکہ نہایت متبرک خدمت انجام دے رہا ہے - کس قدر پاک ہین وہ دل جن مین اس نیک کام کا اوّل خیال آیا، اور کس درجہ قابل قدر ہین وہ کوششین جنکی بدولت اُس نے یہ عملی ظہور اختیار کیا!!

بزرگان من! اب آپ کی اجازت سے مین مدرسہ الٰہیات کے مقاصد اور طریقۂ کارروائی کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہون - جہانتک مجھکو علم ہے اس مدرسہ کا اصلی مقصد اسلام کی اشاعت و حفاظت ہے - جو مقصد اس مدرسہ کا ہے اُسکی اہمیت اور ضرورت کی نسبت ایک لفظ بھی کہنے کی حاجت نہین، کیونکہ آج کل اس ملک مین جو کچھ ہو رہا ہے اور ہماری قوم اور مذہب کو جن مشکلات کا سامنا ہے اُنکے لحاظ سے اس مقصد سے غافل ہونا نہ صرف قومی گناہ ہے، بلکہ اس ملک مین اپنی قومی بقا کو خطرہ مین ڈالنا ہے۔

اس لیے مین اسی قدر عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہون کہ مجھکو اس مقصد سے دلی ہمدردی ہی
اور مجھ جیسا ناچیز شخص جس قسم کی خدمت اس مقصد کے متعلق کرسکتا ہی اُسکے لیے مین حاضر ہون
البتہ ایک امر کو مین اس موقع پر بالکل صاف کر دینا چاہتا ہون - جہان تک مین سمجھتا
ہون اس مدرسہ کے ارکین کا ہرگز ز نہار کسی مذہب یا فرقہ پر حملہ کرنا مقصود نہین ہی
نہ کسی کی مخالفت مین یہ کام شروع کیا گیا ہی - بلکہ اشاعت اسلام سے غرض یہ ہے
کہ جس امر کو ہم دل سے اور صداقت کیساتھ حق سمجھتے ہین ہم چاہتے ہین کہ ہم اپنے
ابنا رجنس کے روبرو اسکو تہذیب، اعتدال، اور متانت کے ساتھ پیش کرین، کیونکہ
جس کو ہم اپنے لیے بہترین تصور کرتے ہین کوئی وجہ نہین کہ دوسرونکو بھی اُس سے مستفید ہونے
کا موقع نہ دین - اور جبکہ ہم اپنے مذہب کی حقیقی صداقت کے بھروسہ اور زور پر اُسکو
پبلک اور دنیا کے روبرو پیش کرتے ہین، اور سوائے مہذب اور معقول دلائل عرض کرنے
اور حقائق قدرت کی طرف توجہ دلانے کے اور کسی طریقہ سے اُسکی تائید نہین کرتے تو ظاہر ہے
کہ اس قسم کے مشن کی ہر ایک ذی عقل اور معقول پسند شخص کو دل سے قدر کرنی چاہیے - جہانتک
کہ آپکے مقصد کا تعلق حفاظت اسلام سے ہی، اسکی غرض اُن اعتراضات کا جواب دینا ہے
جو دیگر مذاہب کے اصحاب اسلام پر کرتے ہین اور اُن مسلمانون کو دین اسلام پر قایم رکھنا ہے
جو جہل کی وجہ سے تذبذب اور اندیشہ کی حالت مین ہین - مجھکو یقین ہی کہ ہر ایک منصف مزاج
شخص آپکے اس مقصد سے دلی ہمدردی کریگا، کیونکہ ہماری آزاد، اور پرامن گورنمنٹ
کے عہد مین جس طرح ہر ایک شخص کو اسکا پورا موقع ہی کہ اپنے مذہب کی اشاعت بلا روک
ٹوک کر سکے اسیطرح ہر ایک کو یہ بھی حق ہی کہ اپنے دین کی حمایت مین جو ضروری کوشش
کرنا اُسکا فرض ہی اُسکو جائز طریقون سے کرے پس آپکے مدرسہ کے دونون مقاصد
نہایت محمود، اور اُن کے حصول کے جو طریقے آپنے قرار دیے ہین وہ نہایت مسعود ہین
یہ معلوم کرکے مجھے نہایت طمانیت حاصل ہوئی کہ اس تھوڑے زمانہ مین جو طریقہ آپنے

اعتراضات کے رد، اور اپنے مشن کی اشاعت کا اختیار کیا ہے۔ وہ نہایت مہذب اور موثر ہے۔ جو چھوٹے چھوٹے رسالے آپ نے شایع کیے ہین اور اُن مین جس اعتدال اور تہذیب کیساتھ موافق اور مخالف مباحث پر لکھا ہو وہ نہایت اطمینان بخش اور آیندہ کے لیے امید افزا علامت ہو، میرا مشورہ ہمیشہ یہی ہوگا کہ اسلام جیسے پاک مذہب کی اشاعت اور حفاظت مین کبھی حد اعتدال سے تجاوز جائز نہین۔ ہمارے مذہب کی اشاعت کا سب سے بڑا جز خداے پاک کے نام کی منادی ہو، اور جس قلم یا زبان سے اُس ذات اقدس کا نام نکلے کیسے زیبا اور جائز ہو سکتا ہو کہ اُس سے کوئی سخت لفظ یا خلافِ تہذیب کلمہ کا اظہار ہو پس اس وقت اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہی ہو اور اُسکے برحق ہونیکا اوّل ثبوت یہ ہو کہ اُسکے نام مین جو کچھ کام کیا جاوے وہ نفسانیت سے پاک اور شیطانی جذبات کے اثر سے مبرا ہو، مین اوپر عرض کر چکا ہون کہ آپ کا اصلی مقصد اشاعت وحفاظت اسلام ہو۔ لیکن اصلی سوال یہ ہو کہ اس مقصد کے حصول کا بہترین طریقہ کیا ہو؟ آپ صاحبون نے مدرسۂ الٰہیات کی شکل مین اسکا عملی جواب دیا ہو، اور قوم کو بتلایا ہے کہ یہ کام کس طرح کرنا اور کس طرح ہونا چاہیے۔ آپ حضرات نے محض زبانی جمع خرچ نہین کیا بلکہ اپنے وقت، اپنی توجہ اپنی آسایش، اور دولت کا معتد بہ حصّہ اُسکی تکمیل مین آپ چپ چاپ صرف کر رہے ہین۔ اس مدرسہ مین دیگر مدارس کے منتہی طلبہ کو قرآن مجید کی تعلیم خاص طور پر دیجاتی ہو اور اُسکے ساتھ بائبل شریف اور وید مقدس کا مطالعہ بھی لازمی ہو، موجودہ فلسفۂ الٰہیات کے ساتھ علم کلام اور مناظرہ بھی سکھایا جاتا ہو، اور علاوہ مختلف مذاہب کی کتابون کے مطالعہ اور میگزین واخبارات کے پڑھنے کے آپکے طلبا کو رموز فطرت اور قانون قدرت کے مسائل کی طرف بھی توجہ کرنا ہوتی ہو اور اسی کیساتھ وحدانیت، رسالت، معاشرت، اخلاق اور تہذیب وغیرہ کے مسائل بھی اُن کو سمجھائے جاتے ہین، اور اُن مسائل کو نرم اور شایستہ الفاظ مین دوسرون کو سمجھانے کی مشق طلبا کو کرائی جاتی ہو۔ اس مدرسہ

کی تعلیم کے لیے جو نصاب قرار دیا گیا ہے اُسکی نسبت کچھ عرض کرنا میرا منصب ہنین ہے جو بزرگ اسکے اہل ہین اُنھون نے اسکو مقرر کیا ہے، اور وہ یا انہی کے درجے کے اصحاب اُسکے متعلق راے زنی کر سکتے ہین۔ اسی طرح پر جو طریقہ تعلیم قرار دیا گیا ہی اُسکی بابت بھی اظہار رائے کرنا مجھ جیسے جاہل شخص کو زیبا نہین۔ البتہ عام طور پہ قومی ضروریات کے لحاظ سے جو میری رائے ہی اُس کو مین عرض کرونگا جو تعلیم اس مدرسہ مین دیجاتی ہی اُسکا مقصد جہانتک کہ مین سمجھتا ہون مسلمان مشنریون کو پیدا کرنا ہے، اور ظاہر ہے کہ اشاعت اسلام اور حفاظت کیلیے یہ ازبس ضروری ہی، مگر قابل غور یہ امر ہی کہ اس زمانہ مین کس قسم کے مشنری ہمکو درکار ہین؟ اس مین کوئی شک نہین کہ علم کلام کی تعلیم نہایت ضروری اور مفید ہی اسلام پر جو حملہ نئے فلسفہ اور جدید سائنس کی تحقیقاتون کی طرف سے ہو رہا ہے، اُسکی مدافعت کے لیے علم کلام کی ضرورت ہے۔ ایام قدیم علم کلام اس زمانہ کی ضرورتون کے لیے کافی ہی یا نہین؟ یہ وہ بحث ہے جو میرے علم اور قابلیت سے بالاتر ہے۔ لیکن ہمارے علما کا فرض ہی کہ اس مسئلہ کی طرف خاص توجہ فرماوین اور جس قسم کے ہتیارون کی ضرورت اس زمانہ کی سائنس اور فلسفہ کے حملے کی مدافعت کے لیے ضروری ہی اُن کو بہم پہونچا کر اسلام کی حفاظت کرین۔ اصول مناظرہ کی تعلیم بھی نہایت مفید اور ضروری ہے، کیونکہ طلبا جو کچھ علم حاصل کرینگے اسکے استعمال کی قوت پیدا ہونا نہایت ضروری ہی اور خاص کر اشاعت اور حفاظت اسلام کے لیے مناظرہ کی قوت اور قابلیت لازمی چیز ہے۔ اس مدرسہ مین نہ صرف اسلامی دینیات کی تعلیم ہوتی ہی بلکہ دیگر مذاہب کے متعلق اور خاص کر بائیل اور وید کی تعلیم بھی ہوتی ہی نیز یہانپر تحریر اور تقریر کرنا طلبا کو سکھایا جاتا ہی اور اس دو سال کے عرصہ مین اس مدرسہ کے طلبہ نے اس مین بہت کچھ ملکہ حاصل کر لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مشن کے کام کے لیے ایسی معلومات حاصل کرنا ازبس ضروری ہی اور حصول مقصد کے لیے یہ نہایت

اعلیٰ درجہ کا علمی طریقہ ہے۔

عمیر

قرآن کی تعلیم

لیکن صلی چیز جسکی تعلیم خاص اہتمام سے اس مدرسہ مین ہوتی ہے اور ہونی چاہیے، وہ کلام پاک ہی جو ہمارے لیے ہر چیز کا معدن اور مخزن ہی، اور جو حقیقی محافظ اسلام کا ہی کیونکہ اسوقت تک کوئی چیز ہمارے پاس اپنی اصلی حالت مین باقی ہی تو وہ قرآن مجید ہی۔ ہمارے مذہب کا یہی وہ حصّہ ہی جسپر اس وقت تک سبکا اتفاق ہی۔ مذہب کے عقائد اور ارکان اور قومی مقاصد اور ضرورتون کے متعلق اختلاف و نفاق نے ہماری قوم کو چھلنی کر دیا ہی۔ مگر کس طرح شکریہ ادا کیا جائے اُس ذات اقدس کا جس نے ہماری اس دولت کو خاص اپنی نگرانی مین رکھا، اور چودہ سو برس کی مدت سے اُسکو اس وقت تک محفوظ رکھا، پس بہت ہی بڑا کام کیا اس مدرسہ نے جو قرآن مجید کی تعلیم کا خاص اہتمام کیا، اسلامی تعلیم کا یہی وہ سرچشمہ ہے جہان سے ہماری امیدین پوری ہو سکتی ہین اور انشاء اللہ ہونگی۔

قرآن مجید وہ برگزیدہ کلام ہی، انسانی زندگی کی تمام ضرورتون کے لیے اُس مین ایسی کامل ہدایت ہی۔ ہر قسم کے علوم کے لیے ایسا پر معنی مخزن ہی، اور ترقی و فلاح کے لیے ایسی صراط مستقیم کی طرف وہ رہنمائی کرتا ہے کہ اسکے موجود ہوتے ہوے ہمارا اس حالت مین رہنا اور اُس سے فائدہ نہ اُٹھانا فی الحقیقت انسانی غفلت اور بدنصیبی کی ایک حیرت خیز اور عبرت انگیز مثال ہی مجھکو افسوس ہی کہ بوجہ کمی علم مین اس بیش بہا نعمت کی خوبیون کو بیان کرنے اور اُسکے اسرار کے سمجھنے اور سمجھانے سے قاصر ہون۔ لیکن اسلام کے منجملہ اُن معجزات کے جو چودہ سو برس سے اپنا اثر دکھا رہے ہین ایک یہ بھی ہی کہ بقراط، اور سقراط، اور فلاطون کے لیے جس قدر قرآن مجید دقیق اور عمیق ہی اُسی قدر جاہل اور سیدھے سادھے مسلمانون کے لیے سہل اور عام فہم ہے اس مبارک معجزہ کی بدولت مجھکو بھی جرات ہوتی ہی کہ اس مضمون کے متعلق بہ حیثیت ایک جاہل

مسلمان ہونے کے کچھ عرض کرون +

کس قسم کی تعلیم ہو

بزرگانِ من! بڑا علمی سوال آپکے سامنے یہ ہی کہ اس مقدس کتاب کی کس قسم کی تعلیم ہونی چاہیے جس سے کام کے مشنری پیدا ہون - کیونکہ مشن کا کام جس قدر اہم ہی اُسی قدر مشکل بھی ہی +

اسلاف و اخلاف کی حالت کا فرق

یہ سچ ہی کہ اس زمانہ مین اشاعت اسلام کے لیے اُس قسم کے مصائب کا سامنا نہین ہی جیسی کہ ابتداے اسلام مین مسلمانون نے برداشت کین، اور جن کی نسبت نواب محسن الملک مرحوم نے اپنے اُس مشہور لکچر مین جو اُنھون نے بمقام حیدرآباد اسلام پر دیا تھا نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا ہو - اس لیے مین اُسکے ایک حصہ کو اس مقام پر نقل کرنیکی اجازت چاہتا ہون اُنھون نے فرمایا تھا کہ ا-

"میرے عزیز بھائیون! آپ کو خدا کا شکر کرنا ہیے کہ یہ مشکل کام اشاعت اسلام کا جس کی مدد کے لیے آج آپ جمع ہوئے ہین) خدا نے آپ پر کیسا آسان اور سہل کر دیا ہی کہ نہ اُس کا کرنا آپ کو مشکل ہی اور نہ وہ مصیبتین اور تکلیفین جو اس کے پیچھے آپکے بزرگون نے اُٹھائین آپکے سامنے ہین - اس کے آغاز ہی پر خیال فرمایئے کہ آج جو اس اہم کام کے لیے آپ جمع ہوئے تو اس مین آپ کو کیا تکلیف ہوئی - بڑی سے بڑی زحمت یہ ہوئی کہ نسیم صبح کی طرح ٹھنڈے ٹھنڈے گھر سے نکلے، اور باد بہاری کی مانند ایک ہوادار اور پرفضا مکان مین آ پہونچے جھالردار پالکیون کی بدولت سر نے نہ جانا کہ آفتاب کی تمازت اور دھوپ کی شدت کیا چیز ہے، صبا رفتار گھوڑون نے پاؤن کو خبر نہ ہونے دی کہ کانٹون کا درد اور آبلون کی سوزش کس کا نام ہی - گھر سے بھوکے نہ نکلے کہ خالی پیٹ پکارتا وا الجوع الجوع

پیاس کی تکلیف نہ ہوئی کہ سوکھی زبان چلاتی "العطش العطش" پھر اُسکے انجام پر نظر کیجیے کہ آپ کو کیا کرنا ہے چند درم یا چند دینا رسے مدد کرنی اور اپنی اپنی کمائی مین سے ایک چھوٹا سا حصہ دینا ۔ نہ وطن سے ہجرت کی ضرورت، نہ خویش و اقارب سے جدا ہونے کی حاجت اب خیال کرو اپنے بزرگون کو کہ انھون نے اس کام کے پیچھے کیسے دکھ اور درد سہے اور کیسی مصیبتین اور تکلیفین اُٹھائین ۔ اسلام کی محبت مین اپنے پیارون اور عزیزون کو چھوڑا مان باپ جورو بچون کو خیر باد کہا، بے زاد و راحلہ خدا کی راہ مین چل کھڑے ہوئے ۔ ایسی جلتی تپتی پتھریلی زمینون پر چلنا پڑا، جہان سوائے گرم آفتاب کے اُن کے سر پر کچھ سایہ نہ تھا، اور ایسے پُر خار جنگلون مین جانا پڑا، جہان سوائے نوکدار کانٹون کے ان کے سوجے ہوئے پاؤن کا کوئی غمخوار نہ تھا بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوتے، اور پیاس کی شدت مین زبان مُنھ سے نکلی ہوتی، مگر وہ خدا کے شیر، اللہ کی یاد مین سیر کبھی اُف نہ کرتے اور اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرنے مین تمام مصیبتون کو راحت سمجھتے ۔ درحقیقت اسلام اُن کا تھا اور وہ مسلمان تھے ۔ ہم نام کے مسلمانون کو اسلام کی کیا قدر، اور اُس کا کیا درد لیلے کی یاد مین بادیہ پیمائی کا مزہ قیس ہی جانتا ہے اور عشق شیرین کے کوہ کنی کے درد کی فرہاد ہی کو خبر ہے ۔

تو نازنین جہانی و ناز پروردہ　　ترا ز سوز درون و نیاز ما چہ خبر

چو دل بمہر نگارے نہ بستۂ اے ماہ　　ترا ز حالت عشاق بے نوا چہ خبر

انھین کا وہ اسلام تھا جس کی بدولت اس اُمّت نے "خیر الامم" کا لقب پایا، اور اُن کے حق مین خدا نے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنّاس فرمایا ۔ انھین کی حیرت انگیز کوششون کے سبب سے اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوان پر اُڑنے لگا، اور ایشیا کے میدانون اور یورپ کے پہاڑون مین اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی"

نواب محسن الملک مرحوم نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل درست ہی، جو مصائب ہمارے اسلاف نے

جھیلین اُن کے مقابلہ مین اشاعت کا کام اب بہت بڑی تفریح ہے۔ ریلون کے سفر اور ہوٹلون اور عمدہ سواریون اور پرآسایش مسجدون مین جائے قیام مہانداری اور خدمت کے لیے عقیدت مند مسلمان حاضر اور دل بڑھانیکے لیے قوم کا بڑا حصہ ہر وقت موجود۔ غرضیکہ جان کا خوف نہ تکلیف کا اندیشہ اگر دل ہو اور ہمت تو اس طرح پر دین اور دنیا دونون حاصل ہو سکتے ہین۔ لیکن بزرگان من! اصلی مقصد مین کامیابی کے لحاظ سے اس زمانہ مین بھی دقتون کی کچھ کمی نہین۔ ہمارے اسلاف کو اگر ظاہری مشکلات کا سامنا تھا اسی کے ساتھ اُن کو باطنی سہولتین ایسی تھین جن کے مقابلہ مین ظاہری رکاوٹین اور جسمانی تکالیف کچھ حقیقت نہین رکھتین۔ جن چیزون کو ہم اس وقت ان کی مشکلات اور مصائب تصور کرتے ہین فی الحقیقت وہی اُن کے اصلی ہتیار تھے جن کی بدولت اُنھون نے اسلام کا بیج مخالفون کے دلون اور دماغون مین بویا تھا۔ ہزار لکچرون سے بڑھکر اسلاف کے مشنریون کی الجوع الجوع کی پکار تھی جو مخالون کے دلون کو مفتوح کرتی تھی۔ ہماری فصاحت اور بلاغت کچھ حقیقت نہین رکھتی ان درد بھرے الفاظ کے سامنے جو قرن اول کے مسلمان مشنریون کی کانٹے بھری زبانون سے دین کے منادی کرنے مین نکلتے تھے۔

قابل غور یہ امر ہو کہ وہ کیا چیز تھی جسکے سبب سے اُس زمانہ کے مسلمان اس قدر مصائب کو قلبی مسرت کے ساتھ برداشت کرتے تھے؟ اور کون چیز اب غائب ہو کہ باوجود اسقدر سہولتون کے اس زمانہ مین اشاعت اسلام کے لیے کام کے افراد دستیاب نہین ہوتے؟ اس سوال کا جواب قرآن پاک اور اسکے مطالب مین موجود ہے اور جو بزرگ اُسکے عالم ہین وہ اُنکو بخوبی بیان کر سکتے ہین کیونکہ اسلام نے دنیا کو جو سبق سکھائے ہین وہ سب کلام پاک مین موجود ہین مین اس وقت صرف اُن تین اصون کو بیان کرونگا جن کا میرے خیال مین ہماری عملی زندگی سے خاص تعلق ہے اور جنکو ہر وقت ذہن نشین رکھنے کی ہمکو سخت ضرورت ہے یہی وہ اصول ہین جنھون نے چند روز مین کفر کو ایمان سے

تاریکی کو نور سے، جہل کو علم سے، تعصب کو فراخ دلی سے، غفلت کو بیداری سے، خرابات کو تہذیب اور اخلاق سے، نفاق کو اتفاق سے غرضیکہ حیوانیت کو انسانیت سے عرب مین بدل دیا تھا +

اصول اول توحید

ان اصولون مین سب سے اوّل توحید ہے، اسلام کا یہ بنیادی اصول ہے اسکی کل عمارت اسی پر مبنی ہی یہ مانا کہ توحید کا علم ابتداے آفرینش سے ہی لیکن جو خالص اور بے لاگ اور بے شرک توحید اسلام کی ہی وہ دنیا مین کبھی کسی اور مذہب کی نہین ہوئی ۔ اور جو خاص ہر وقت تعلق مسلمانون کو خدا سے رہا ہی وہ اور مذہب کے لوگون مین نہین رہا۔ اللہ جل شانہ قرآن پاک مین مسلمانون کے دل کی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔

فالٰہکم الٰہ واحد فلہ اسلموا وبشر — لوگو تم سب کا خدا وہی، خداے واحد تو اُسیکے
المخبتین الذین اذا ذکر اللہ — فرمانبردار بنو اور اے پیغمبر عاجزی کرنیوالے بندون کو جنت کی
وجلت قلوبہم — خوشخبری سنا جو وہ ایسے نیک ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہی انکے دل لرز اُٹھتے ہین

اس زمانہ کے مسلمانونکا براہ راست تعلق اپنے خالق سے تھا اور کسی حالت مین وہ اُسے نہین بھولتے تھے انکا قول و فعل یہ تھا۔

کرین دنیا کے دھندے دلمین جوش یادِ باری ہو — جبین بابِ خدا پر، پشت پا ہو فرق دنیا پر

سچے موحدون کے متعلق کلام پاک مین فرمایا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صبغۃ ،، — (کہدے) ہم تو اللہ کے رنگ مین رنگے گئے اور کون رنگ بہتر ہو سکتا ہے اللہ کے رنگ سے۔

اِس زمانہ کے مسلمانون کو اللہ کے رنگ کی سخت ضرورت ہی، اور اس لیے ہمارا فرض ہی کہ اُسکے اصلی مفہوم کو اور عملی زندگی مین اُس سے جو مراد ہے اسکو سمجھنے کی کوشش کرین اس کا جو مفہوم میرے ذہن مین ہی اُس کو اُن اصولون کی تفصیل مین عرض کرونگا جن کو ذیل مین

بیان کرتا ہون +

علاوہ توحید کے اسلام کم جن دو اصولون کی طرف مین اس وقت آپ بزرگون کو توجہ دلانا چاہتا ہون اُن کو مین ''عبدیت'' اور خلافت یا نیابت آلٰہی سے تعبیر کرتا ہون +

عبدیت

یہ اصول کلام پاک کے سب سے اوّل الفاظ مین متمکن ہے۔

''الحمد للہ رب العلمین'' مین ایسا زبردست سبق مخفی ہے کہ اگر ہم اُس کو دل سے سمجھین، اور اپنی زندگی کو اُس سے متاثر کرنے کی کوشش کرین تو چند ہی روز مین ہماری قوت بدلتی نظر آنے لگے۔ ان چار الفاظ مین خالق ذوالجلال نے اس امر کا ہمیشہ کے لیے قطعی فیصلہ کر دیا کہ دنیا مین حمد وثنا جسقدر اور جو کچھ بھی ہو سکتی ہین، وہ سب محض اسیکو سزاوار ہین، کیونکہ وہ رب العالمین ہے، اور اس لیے دنیا مین جس کسی کو حمد وثنا کا مستحق قرار دیا جاوے یا تصور کیا جاوے جبکہ وہ سب اللہ جل جالہ کی مخلوق ہین تو اصلی حمد وثنا مخلوق کے بانی اور مصنف ہی کو سزاوار ہے۔ اس طرح پر دنیا مین حمد جسقدر بھی ہے وہ خالق کے حصہ مین آچکی، کیونکہ جس چیز پر ہمکو ذرا بھی گھمنڈ یا شیخی ہو وہ بھی اُسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔

''تصور جس کا دل مین لائین ہم خالق ہی تو اُسکا''

بزرگانِ من! اگر ہم ٹھنڈے دل سے اور واقعات کے لحاظ سے اس مسئلہ پر غور کرین تو ہم کو ایسا سبق حاصل ہو جس کے ذریعہ سے خود غرضی، اور نفس پرستی کی جڑ کٹ جائے، کیونکہ اگر ہمکو اپنی عبدیت اور ہیچ ہونے کا پورا پورا احساس اور اللہ کے خالق اور اپنے مخلوق ہونے کا صحیح اندازہ ہو جائے (جو کہ واقعہ ہے) یعنے اگر ''الحمد للہ رب العالمین'' کے حقیقی معنی ہماری زندگی پر اثر کر جائین تو انسانی ہستی کی بہت سی دشواریان رفع ہو جا دین، اور بہت سی دقتون کا اصلی سبب ہماری خود غرضی اور نفس پرستی ہے +

یہ نظام جو شبانہ روز ہم دیکھتے ہین، چونکہ کوئی فرضی یا طلسمی تصویر نہین، اور جو رنگ

ہر رنگ کے خیالات ہمارے روبرو گذرتے ہین وہ وہمی یا خیالی نہین ہین ،بلکہ خالقِ اکبر کی قدرتِ کاملہ کے شیون و راسکا ظہور ہی اسلیے اُسکی مرضی یہ بھی نہین کہ انسان اپنے آپ کو ہیچ اور قدرت کے اس تماشہ کو بے اصل سمجھ کر دنیا کو چھوڑ بیٹھے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ دنیا کی آفرینش بے سود ہو جائے جس طرح گوتم بدھ نے دنیا کی بے ثباتی کے خیال سے ہر چیز کو ہیچ سمجھ کر رہبانیت کا طریقہ اختیار کیا اور خدا کی کائنات اور اُس کے مقصد کو بے کار اپنے عمل سے ثابت کیا اسیطرح پر حضرت عیسیٰ سے جن تعلیمات اور اصول کو منسوب کیا جاتا ہی اُنھوں نے بھی اصول عبدیت کو افراط تفریط کی حد تک پہونچا کر اُس کو ایک حد تک ناقابل العمل کر دیا۔ لیکن جیسا کہ مین ذیل مین عرض کرونگا ،خالق ذوالجلال کا یہ منشا نہین تھا کہ اُسکی کائنات کو فضول سمجھکر خدا داد قوتون اور اُسکے مواقع کو انسان نظر انداز کر دے ؎۔

خلافت یا نیابت آلہی

چنانچہ خداوند جل جلالہ قرآن مین فرماتا ہی کہ "انی جاعل فی الارض خلیفہ" ان الفاظ مین وہ اصول متمکن ہی ،جس کو مین نے خلافت یا نیابت آلہی کے نام سے تعبیر کیا ہے جسکی معنے یہ ہین کہ خداوند جلیل نے انسان کو اس زمین پر اپنا نائب بنایا۔ یہ امر خاص طور پر قابل غور ہے کہ اصول عبدیت کے ذریعہ سے جسقدر انسان کا کفر توڑا ،اور اس کا ہیچ ہونا ثابت کیا قریب قریب اُسی کے اس اصول خلافت یا نیابت مین انسان کے درجہ کو بڑھایا ہی۔ کیونکہ جس مخلوق کو خدا کی نیابت کا شرف حاصل ہوتا ہے ہے کہ اُوسکا مرتبہ اور مقام کس قدر اعلی اور ارفع ہونا چاہیے ، اس اصول کے دو نتیجے لازمی ہین۔ ایک طرف تو دفعتًا انسان کے سامنے ولولون ، حوصلون ، اور امنگون کا میدان کھل جاتا ہی ، اور دنیا مین کوئی چیز باقی نہین رہتی جو اُس کے ارادہ کی پہونچ سے بچے رہے۔ دوسرے یہ کہ انسان پر اس امر کی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہی کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا نائب عملاً ثابت کرنیکی کوشش کرے ،جس کے معنے یہ ہین کہ خالق ذوالجلال نے جسقدر ترقی کی استعداد انسان مین رکھی ہی اُس کی تکمیل اور اُس کے انتہائی مدارج طے

کرنے کی حتی الامکان سعی کرے لیکن نائب الٰہی ہونے کی حیثیت سے انسان جسقدر بھی ترقی اور کامیابی حاصل کرے اُسکی مثال ایسی ہی ہو جیسے کہ ایک کارندہ جو عدالت مین اپنے آقا کی طرف سے کسی مقدمہ مین پیروی کرتا ہو، گو مقدمہ کے جیتنے کی حالت مین نام اُسکے آقا کا ہی ہوتا ہو پبلک بھی کہتی ہو کہ فلان زمیندار جیتا، کارندہ کا کوئی نام نہین لیتا - البتہ کارندہ کی کارگذاری یا عدم کارگذاری کا نتیجہ اُسکو اُسکے آقا سے ملتا ہو اسیطرح پر انسان کی کوشش سے دنیا مین جس قدر بھی ترقی ہو، یہ سب خالق اکبر کے شیون قدرت ہین اسکے لیے انسان کو کسی شیخی یا تعلی کا حق نہین نہ دنیا پر اُسکا کچھ احسان ہو البتہ جس معاوضہ کا وہ مستحق ہوگا وہ اُسکو اُسکے مالک حقیقی سے ملے گا۔

عبدیت و خلافت کا اتحاد

میری ناچیز رائے مین اسلام کا بڑا احسان دنیا اور نوع انسان پر یہ ہی کہ اُس نے ان دو اصولون کو (جو ظاہرا ایک دوسرے سے متناقض معلوم ہوتے ہین) ایک جگہ جمع کرکے زندگی کے بڑے دقیق مسئلہ کو حل کر دیا - کیونکہ ایک طرف تو عبدیت کے اصول نے انسان مین سے خودی کے مادہ کو مٹا کر، یا کم کرکے، اُس کو بہت کچھ شیطان کے اثر سے محفوظ کر دیا، اور اسطرح پر فساد کے اسباب مین کمی کردی - اور دوسری طرف نیابت کے تخت پر انسان کو مشرف فرما کر ہر ایک قسم کی ترقی، اور اولوالعزمی کا رستہ اسکے سامنے کھولدیا - اور نہ صرف رستہ کھول دیا، بلکہ دنیا کی ترقی کی تکمیل کی ذمہ داری اُس پر عاید کر دی - فی الحقیقت اسلام کا بڑا کمال یہی تھا کہ اُس نے عملی زندگی کے لحاظ سے مذہب کی میزان عبدیت اور نیابت کے پلڑون کو ایسے صحیح اندازہ پر قائم کیا ہے کہ اگر ہم اسکو سمجھین تو دین اور دنیا دونون ہمکو حاصل ہون

پیغمبر اسلام کی پاک زندگی

لیکن سب سے زیادہ قابل توجہ یہ سوال ہو کہ وہ کونسی قوت تھی جس کے ذریعہ سے آغاز اسلام

مین اُن اصلون نے مسلمانون کی زندگی پر اثر کرکے اُنکی کایا پلٹ کر دی۔

اس سوال کے جواب کا پتہ ہمکو اوس شخص کی زندگی کے حالات مین ملے گا، جس کو خدا نے اس دنیا مین اپنے نام کی منادی کرنے کے لیے بھیجا تھا، اور جس کا لقب خاتم الانبیا اور خاتم المرسلین ہے۔ جن دو اصلون کی طرف مین توجہ دلا رہا ہون اُنکے اصل مفہوم کا پتا رسول مقبول اور اُنکے خلفاء راشدین کی زندگی مین پورے طور پر ملتا ہے۔ اور فی الحقیقت انکی مقدس و پاک زندگی کے حالات خاص طور پر مطالعہ کے قابل ہین جس اسلام کی ہمکو ضرورت ہے اور جو اسلام ہماری عملی زندگی کو درست کرسکتا ہے وہ وہی ہے، جو قرآن شریف کے الفاظ، اور رسول مقبول اور خلفاء راشدین کے کارنامون مین محفوظ ہے

بزرگان من! دنیا مین سب سے زیادہ امتحان کا وقت ثروت کا وقت ہے۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ بڑے بڑے ثابت قدم اور مستقل مزاج لوگون کے خیالات بدل جاتے ہین اور چونکہ انسان بالطبع حالتون کا مطیع ہے، اسلیے حکومت اور دولت پر جب اختیار حاصل ہوا اُس وقت کوئی متنفس نہین جو متاثر نہو، اور کوئی شخص نہین جسکے خیالات اور طرز زندگی مین فرق نہ آیا ہو۔ لیکن آپ رسول مقبول کے اُس زمانہ پر توجہ فرمایئے جبکہ لاکھون انسانون کے نہ صرف فعل بلکہ دل اُن کے قبضۂ قدرت مین تھے جب کہ اُن کا ہر ایک لفظ امت کے لیے قانون اور ہر ایک فعل مخلوق کے لیے ہدایت تھا۔ جبکہ اُنکو نہ صرف ظاہری افعال پر بیرونی قوت کے سبب اختیار حاصل تھا، بلکہ اُمت کے دلونپر پوری حکومت حاصل تھی، جبکہ مسلمان نہ صرف اُنکی رعایا تھے بلکہ اونکی اطاعت کو اپنی مغفرت کا ذریعہ سمجھتے تھے غرضیکہ جبکہ دونون جہان کی فلاح کی کنجی اُن کے ہاتھ مین تھی اُسوقت اُنھون نے اپنی ذات کے لیے کیا کیا اور عبدیت کا کیسا ثبوت دیا باوجودیکہ بیت المال پر پورا پورا اختیار رکھنے کے اُنھون نے اپنی گذر آخر وقت تک مزدوری اور محنت سے کی، اور باوجود اسلامی فتوحات اور ممالک پر قابض ہونیکے اُنھون نے

اپنے لیے ایک چپہ زمین یا ایک درم بھی مرتے وقت نہ چھوڑا۔ گو تمام اُمّت اُن کے اشارہ پر چلتی تھی، اور آج تک چودہ سو برس سے کروڑون انسان چل رہے ہین لیکن اُنھون نے اپنی ذاتی غرض کیلیے کسی انسان پر حکومت نہین جتائی اور ہمیشہ نہ صرف فرمایا بلکہ عمل سے کر دکھایا کہ "انا عبد مثلکم"، جو شخص شاہنشاہون سے بدرجہا زیادہ باعظمت اور بارعب ہواکے پاس ایک جنگلی بدو آتا ہے اور ببول کے کانٹو دار درخت پر دھکیل دیتا ہے، لیکن وہ اُس بدو کو معاف کرتا ہے، او کچھ سزا نہین دیتا۔ ایک یہودی عورت اسکو زہر دیتی ہے، اور وہ اس سے کسی قسم کا انتقام نہین لیتا۔ جو لونڈی چاہتی ہے اُن کا ہاتھ پکڑ کر لیجاتی ہے اور اپنا حال کہتی ہے، وہ اس کو توجہ سے سنتے ہین۔ یتیمون کی پرورش، مریضون کی خدمت، اور ناوارون کی دلداری وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کفار اُسپر حملے کرتے ہین اور طرح طرح کی تکالیف پہونچاتے ہین، لیکن وہ برداشت کرتا ہے، اور سخت سے سخت برتاؤ پر بھی بُرا نہین مانتا اور اپنے ذاتی عیش و آرام پر کبھی متوجہ نہین ہوتا۔ اور با وجود اسقدر بڑا کام کرنے کے اُس کا طرز ظاہر نہین کرتا کہ اُس نے کچھ کیا ہے۔ بلکہ اپنی نسبت اگر کچھ کہتا ہے تو یہی کہ "عبد مثلکم" اور اپنی ذات کے لیے رسالت کی شان پر عبدیت کو مقدم رکھتا ہے۔

لیکن وہی شخص جو ایک لونڈی سے کھچا جاتا ہے، اور ایک بدوی جنگلی جسکو دھکیل دیتا ہے وہ جسوقت نیابت الٰہی کی شان دکھاتا ہے تو اُسکا جلال روے زمین کے سلاطین کو کپکپا دینے والا، اور بڑے بڑے فراعنہ کے دل ہلا دینے والا ثابت ہوتا ہے۔ خدا کے نام کی منادی کے لیے، اور شرک کی وبا اور تاریکی کو دفع کرنے کے لیے وہ نہ پُرانی رسوم کی پروا کرتا ہے، نہ انسان کی ناسمجھ دل آزاری کا خیال کرتا ہے، اور نہ کشت و خون سے اندیشہ کرتا ہے، جس نے کبھی کسی غلام سے بھی کوئی سخت لفظ نہین کہا وہ قیصر روم کو یون خط لکھتا ہے، کہ یا تو وہ ایمان لائے یا جزیہ دے، یا جہاد کا مقابلہ کرے۔ غرضیکہ حیثیت

نائب الٰہی وہ دنیا سے گناہ اور تاریکی کو دور اور اُسکی جگہ حق کی روشنی اور نئی زندگی پھیلانے کے لیے عارضی تکالیف کی کچھ پروا نہین کرتا ؛

وہ شخص جس نے کبھی چیونٹی کا بھی دل نہین دکھایا وہ صدیون کی رسوم کی بیخکنی کے لیے تیار ہوگیا، اور اُنکے حامیون کو خس و خاشاک کی برابر بھی تصور نہین کیا، جس نے کبھی کسی سے تحکمانہ ایک لفظ بھی نہین کہا، اُس نے انسان کی ظاہری اور باطنی زندگی کے لیے ہر ایک قسم کا قانون قرار دیکر نافذ فرمایا، اور اُسپر اُنکو چلایا۔ جو شخص دولت پر کبھی نگاہ نہین کرتا، وہ دولت کے استعمال، اور سوسائٹی کو اُنپر چلنے کے لیے رستہ بتاتا ہی۔ یہ شان تھی نیابت الٰہی کی

حضرات!

گدایان در دولت کی اونچی نگاہین ہین　　　لگائین ٹھوکرین گر پیش پا ہو تاج شاہانہ

فدا ہو جانیکے لایق یہ کارنامہ ہے!! ایک طرف تو عبدیت کا اس طرح پر حق ادا کیا کہ اپنے تمام جذبات اور نفسانیت کو بالکل عملاً نیست کر دیا" اور دوسری طرف اپنے جلال اور سطوت سے کفر والحاد اور ظلم و ظلمت کو بیخ و بنیاد سے پکڑ کر ہلا دیا اور دنیا کے بہت بڑے حصہ سے اُن کو مٹا کر تہذیب اور شایستگی، علم اور انصاف، اور تمدن و ترقی کی جڑ جما دی ؛

خلفاے رسول

یہ کیفیت نہ صرف رسول مقبول صلعم کی تھی بلکہ اُنکا پرتو اُنکے خلفا ر راشدین پر ہو گیا تھا اور یہی سبب ہے کہ اسلام نے جلد اور ایسی حیرت انگیز ترقی کی۔ مین اس وقت صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات سے دکھاؤن گا کہ عبدیت اور نیابت الٰہی کے اصول پر اُنکا کیسا عمل تھا ؛

شمس العلما مولانا شبلی صاحب نعمانی نے "الفاروق" مین ایک مقام پر حضرت عمر کے اخلاق و عادات کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہو اُس سے چونکہ پورے طور پر

عبدیت اور نیابت الٰہی کا ثبوت ملتا ہے، اسلیے اُس کو اس جگہ عرض کرنے کی مین اجازت
چاہتا ہون - وہ لکھتے ہین ”حضرت عمر کی زندگی کا ایک رُخ یہ ہے کہ روم اور شام پر فوجین
بھیج رہے ہین اور قیصر اور کسرای کے سفیرون سے معاملہ پیش ہی، خالد و امیر معاویہ سے باز پرس ہے
سعد وقاص، ابو موسیٰ اشعری، عمرو بن العاص کے نام احکام لکھے جا رہے ہین،، (یعنی یہ نیابت
الٰہی کی شان ہے) دوسرا رخ یہ ہے کہ بدن پر بارہ پیوند کا کرتہ ہے، سر پر پھٹا سا عمامہ ہی
پانون مین پھٹی جوتیان ہین پھر ایسی حالت مین یا تو کاندھے پر مشک لیے جا رہے ہین کہ بیوہ عورتون
کے گھر پانی بھرنا ہے یا مسجد کے گوشہ مین فرش خاک پر لیٹے ہین اسلیے کہ کام کرتے کرتے تھک
گئے ہین اور نیند کی جھپکی سی آگئی ہی، بار ہا مکہ سے مدینے تک سفر کیا، لیکن خیمہ یا شامیانہ
کبھی ساتھ نہ لیا جہان ٹھہرے کسی درخت پر چادر ڈالدی اور اُسی سایہ مین پڑ رہے - ابن سعد کی
روایت ہی کہ اُنکا روزانہ خانگی خرچ ”دو درم تھا“ جس کے کم و بیش ۱۰ آنہ ہوتے ہین - ایک دفعہ
اخلف بن قیس روسا رعرب کے ساتھ اُنکے ملنے کو گئے - دیکھا تو دامن چڑھائے ادھر اودھر دوڑتے
پھرتے ہین اخلف کو کہا کہ آؤ تم بھی میرا ساتھ دو - بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے -
تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ مین کتنے غریبون کا حق شامل ہی،، ایک شخص نے کہا ”امیر المومنین آپ
کیون تکلیف اُٹھاتے ہین کسی غلام کو حکم دیجیے، وہ ڈھونڈ لائے گا“ فرمایا ”اے عبد اعبد منی“
یعنی مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہی -

حضرت عمر جیسا باوقار اور بارعب حکمران اور اسکی یہ حالت کہ قمیض مین دس دس پیوند لگے
ہین، بے وارث عورتون کے گھر جا کر اور اُنکی دہلیز پر بیٹھ کر اُنکے خطوط لکھ رہے ہین،، اونٹون کے
بدن پر خود تیل مل رہے ہین - اور جب بیت المقدس کو فتح کرنے جاتے ہین تو کپڑون مین پیوند
ہین اور اونٹ کی مہار پکڑے ہوے پیدل تشریف لے جاتے ہین - یہ وہ ہمیشہ کے لیے زندہ
رہنے والے واقعات ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ اُن کو اپنی عبدیت کا کسقدر گہرا خیال تھا -
اور وہ خالق کی خوشنودی کے مقابلہ مین مخلوق کے سطحی اور عارضی اعتبارات کو کس قدر ہیچ

سمجھتے تھے۔ مگر اسی کے ساتھ یہ وہ شخص تھا جو خالد ابن ولید جیسے سپہ سالار اور فاتح کو یک قلم عہدہ سے علیحدہ کرکے گردن مین چادر ڈال کر اپنے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیتا ہے، اور فوراً اسکی تعمیل ہوتی ہے، اور جس کے عہد مین اسکے زیر ہدایت روز نئے ملک اور غیر اقوام مفتوح ہوکر دائرہ اسلام مین داخل ہوتی جاتی ہین، جسکا رعب مرکز خلافت سے لیکر انتہائے حدود تک یکسان باثر تھا اور جو اپنی ذات مین مجسم قوت اور جلال شاہی تھا۔ یہ نمونے تھے سچے موحدون پاک بندون، اور خاص نائبان ایزدی کے اور انہی کی وجہ سے دین و دنیا دونون مین مسلمانون کے لیے آسانی ہوگئی

قرن اول کے مسلمان

خلفاء راشدین کے بعد قرن اوّل کے مسلمانون کی زندگی مین بھی ان دونون اصولون پر بہت کچھ عمل پایا جاتا ہے وہی مسلمان جو جنگل مین اونٹ چراتے تھے، اور مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے وہ دوسرے ممالک مین جب اشاعت اسلام کے لیے جاتے تھے تو قیصر اور کسریٰ کے دربارون مین اس بیباکی اور بے پروائی سے جاتے تھے، اور اپنے دین کی حمایت مین اس طرح گفتگو کرتے تھے گویا وہ بادشاہ ہین اونکا مخاطب اُنکی رعیت گو اُن مین تکبّر یا نفس پرستی نام کو نہ تھی، لیکن بہ حیثیت قاصد اسلام اور نائب خدا ہونیکے وہ کسی چیز کی ہستی نہین سمجھتے تھے اور یہی وہ اخلاق تھا جسنے اُن کو تمام دنیا کی قوتون پر فاتح اور رکاوٹون پر حاوی کر دیا تھا۔ اس وقت کے مسلمانون کی زندگی کی پوری تصویر ذیل کے اشعار مین میرے والد مرحوم نے کیا خوب بیان کی ہے:-

کرین محنت تو ایسی دیکھکر سب دنگ ہو جائین — جو سجدے مین جھکین تو خاک کے ہمرنگ ہو جائین

نہ ہون دلدادہ دنیا پر نہ اس سے تنگ ہو جائین — نہ دب کر صلح کر بیٹھین نہ گرم جنگ ہو جائین

ضرورت مقتضی ہو جسقدر اتنا تعلق ہو

نہ اظہار تکبر ہو نہ پرد ائے تملق ہو

اسی مضمون کو ہماری قوم کے شکسپیر اور اسلام کے فدائی مولانا حالی نے ذیل کے اشعار مین کس عمدگی سے ادا فرمایا ہے:۔

سب اسلام کے حکم بردار بندے　　سب اسلامیونکے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفا دار بندے　　یتیمون کے رانڈونکے غمخوار بندے
وہ کفر اور باطل سے بیزار سارے
نشہ مین مئے حق کے سرشار سارے

نہ کھانون مین تھی وان تکلف کی کلفت　　نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت　　فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا
نہ تھا جس مین چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہبان　　ہو گلے کا جیسے نگہبان چوپان
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکسان　　نہ تھا عبد و حر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تھین آپس مین ایسی
زمانہ مین ماجائی بہنین ہون جیسی

رہ حق مین تھی دوڑ اور بھاگ اونکی　　فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اونکی　　شریعت کے قبضے مین تھی باگ اُن کی
جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

یہ کیفیت تھی انکی عبدیت کی، اور خدا کے رنگ مین رنگے ہوے ہو نیکی، لیکن جب نیابت الٰہی کی شان کے اظہار کا وقت آتا ہے تو وہ وہ کرتے ہین جو ذیل کے اشعار مین بیاں کیا گیا ہے:۔

کیا اُمیون نے جہان مین اجالا ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
بتون کو عرب اور عجم سے نکالا ہر ایک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا
زمانہ مین پھیلائی توحید مطلق
لگی آنے گھر گھر سے آوازِ حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین پڑی کھلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتش کدون مین لگی خاک سی اُڑنے سب معبدون مین
ہوا کعبہ آباد گھر سب اُجڑ کر
سجے ایک جا ساری دنگل بچھڑ کر

لیے علم و فن اُن سے نصرانیون نے کیا کسبِ اخلاق روحانیون نے
ادب اُن سے سیکھا صفاہانیون نے کہا بڑھ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گھر نہ دنیا مین تاریک چھوڑا

ارسطو کے مردہ فنون کو جلایا فلاطون کو زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا
کیا بر طرف پردہ چشم جہان سے
جگایا زمانہ کو خواب گران سے

اصول عبدیت اور نیابت الٰہی کے متعلق مین نے جو کچھ عرض کیا ہے اُس سے اصلی غرض یہ ہے کہ کلام پاک کی جو تعلیم دی جائے وہ اُن اصولون کے خیال سے دی جائے اور اسکا خاص اہتمام کیا جائے کہ ہماری زندگی حتی الامکان اُن اصول کے زیر اثر اور ہدایت ہو کیونکہ ہماری موجودہ نکبت اور زوال کا بہت بڑا سبب اُنھی صفات کا معدوم ہو جانا ہے۔

ہماری اخلاقی کمزوریان

عام طور پر ہم مین تکبر تعلی، حسد رشک نفس پرستی تنگ دلی، اور غیض وغضب موجود ہے اور خواہش انتقام نے ہمکو مغلوب کر رکھا ہے۔ ہمارے ظرف اسقدر چھوٹے ہوگئے ہین کہ ذرا سی بات کرتے ہین تو فوراً داد کے طالب اور منتظر ہوتے ہین، ذرا سا احسان کرتے ہین اور شکرگذاری کے خواہان، ذرا سے نفع کے لیے قوم فروشی کے لیے طیار، ذرا سے خوف سے خودداری کو خیرباد کہنے پر آمادہ ذرا سے نقصان پر مخالف کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے، ذرا سے لالچ کے لیے جھوٹے حلف اٹھانے کے لیے مستعد ذرا سے عارضی عیش کے لیے دائمی فوائد اور قطعی فرائض سے غفلت کرنے کے عادی، غرضیکہ عبدیت کا جو تقاضا ہے اُسکے بالکل برخلاف ہمارا عمل ہے ؛

اصول نیابت آلٰہی کا فقدان

اسیطرح پر اصول نیابت الٰہی کا کوئی شعبہ ہماری زندگی مین نظر نہین آتا۔ خدا نے دنیا کی جو آج شان وشوکت اور عظمت دی ہے اور اُس مین روز بروز جو اُسکی قدرت کے شیون رنگ برنگ کی شکلون مین ظہور پذیر ہو رہے ہین اُن مین ہمارا کوئی حصہ نہین، نہ موجودہ علوم سے ہم واقف نہ اُنکی حدود کو وسعت دینے مین ہم کو شان، نہ دولت ہمارے پاس نہ اس کے ذرائع پیدا کرنے کا ہمکو خیال نہ موجودہ آباد زمین پر ہماری زیادہ حکومت اور نہ غیر آباد حصۂ زمین کو آباد کرنیکا ہمارا خیال، مخلوق الٰہی کی آسائش اور ترقی مین اضافہ کرنے کی نہ ہم مین قابلیت نہ اسکا حوصلہ۔ غرضیکہ خداوند جلیل کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے اسکی مخلوق کی فلاح اور بہبودی کے متعلق جو ذمہ داری ہے اُسکا نہ ہم مین احساس اور نہ اُسکو پورا کرنیکی قابلیت آج خلافت ایزدی کا کام وہ قومین کر رہی ہین جنکو ہم کافر کہتے ہین، مگر حق یہ ہے کہ خدا کی عظمت اور قدرت کا جہانتک تعلق اس دنیا کی ترقی سے ہے اُسکا ثواب وہی اقوام کما رہی ہیں

ہین جوان کی شان بڑھانے مین اپنی تمام قوتین صرف کر رہی ہین ہم اس سے قطعًا محروم ہین
پس جبکہ نہ عبدیت کا ہم کو خیال، اور نہ خلافت کی قابلیت تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ہم اس
دنیا مین ترقی کر سکین، کیونکہ ترقی کے اصلی راز یہی دونون اصول ہین، اسلیے میری قطعی رائے ہے
کہ اگر ہم دینی یا دنیاوی ترقی کرنا چاہیے ہین تو ہر حالت مین ہمکو قرآن مجید کی ان دو ہدایتون کو
اسم اعظم کی طرح اپنے گلون کا تعویذ بنا کر ہمہ تن اُن پر عمل کرنیکی مردانہ وار کوشش کرنا چاہیے۔

ہمارے مشنری اور اصول نیابت الٰہی

میری یہی رائے اسلام کے مشنریون کے متعلق ہی، جن کا کام نہایت کٹھن ہے۔ اور
روز بروز ہوتا جائیگا، کیونکہ جن لوگون سے اُن کا مقابلہ ہے، اور آئندہ ہوگا وہ ہر ایک قسم کی قابلیت
رکھتے ہین ایسے وقت مین اگر کوئی اصلی تدبیر ہے تو وہ یہ ہے کہ ہمارے مشنریون کے اخلاق مین قرن
اول کے مسلمانون کی جھلک ہو ان مین اگر انکی سی عبدیت اور خلافت ایزدی کی قابلیت نہ ہو
تاہم اُسی پر چلنے کا حوصلہ اور ولولہ تو ضرور ہو۔ ان مین یہ قوت ہو کہ اپنے علمی دلائل، اور منطقی
براہین کو اپنی پاک زندگی اور تسخیر کرنیوالے چلن سے مسخر بنا سکین، یہ ظاہر ہے کہ انکو عیسائی اور ہندو
مشنریون سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ عیسائی مشنریون کے اخلاق اور طریقے آپ سب کو معلوم ہین کہ کس قدر
با اثر اور کشش کرنے والے ہوتے ہین اور اُسی کے ساتھ اُنکے پاس علم اور روپیہ دونون قسم کی دولت ہے، جنکو وہ
اپنے دین کی اشاعت مین خوب صرف کرتے ہین۔ ہندو مشنری بھی ذاتی ایثار مین روز بروز قابل قدر
مثالین قایم کرتے جاتے ہین۔ گھر بار چھوڑنا دولت لٹانا، تکلیف اُٹھانا انکے لیے بالکل معمولی
بات ہے اسکے ساتھ اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہندو اب کثرت سے سنیاسی بنکر اس کام کو چپ
چاپ طریقے سے دور دراز مقامات پر انجام دے رہے ہین اس ملک کے آریون نے جو گروکل قایم
کیے ہین، جنکی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے ان مین جس قسم کی تعلیم دیجاتی ہے وہ غالبًا
آپ سب کو معلوم ہے۔ میرا یہ یقین ہے کہ جو طالب علم وہان سے منتہی ہو کر نکلین گے وہ

علمی معلومات، مذہبی و قومی اور مشنری جوش، جفاکشی، قوت ایثار اور قوت مقابلہ کے لحاظ سے ایسا زبردست گروہ ہوگا کہ جن کو اُن سے مقابلہ پڑے گا وہی بخوبی اندازہ کرسکین گے اور خاص کر مسلمان مشنریون کو جس قوت کا مقابلہ کرنا پڑے گا اُسکا حال تجربہ پر معلوم ہوجاے گا - پس اگر ہم فی الحقیقت حفاظت اسلام پر کمربستہ ہین تو ہم کو مقابلہ کے لیے اُسی قسم کے بلکہ اُن سے بہتر ہتیار مہیا کرنے چاہئیین - جن ہتیارون کی ہمکو ضرورت ہے وہ اسلام کے سلح خانہ مین موجود ہین، البتہ انکے سنبھالنے کے لیے اور اُن کے استعمال کرنیکے لیے قوت اور ورزش کی ضرورت ہے جو صرف اصول عبدیت اور نیابت الٰہی پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے ؀

پس اس زمانہ مین اگر آپ چاہتے ہین کہ مسلمان مشنری کامیاب ہون اور جو خاص دقتین اور رکاوٹین درپیش ہین وہ دور ہوجائین تو یہ تب ہی ممکن ہی کہ اُنکے خیالات، اخلاق، اور طرز عمل مین اصول عبدیت اور نیابت الٰہی کی شان پیدا ہو - عیسائی مشنریون کی کامیابی بہت کچھ اُنکی دولت قوت انتظامیہ اور مہذب طریقون کی بدولت ہی - ہندو مشنریون کے اثر کا راز اُنکی قوم کی حمایت اور اتفاق اور روز افزون جوش مین مخفی ہے - ان حالتون کا مقابلہ مسلمان مشنری اُسی وقت کرسکتے ہین، جبکہ ایک طرف تو اصول عبدیت سے متاثر ہوکر، وہ نہ صرف اپنی کمزوریون سے آزاد ہو کر دین الٰہی کی خدمت مین ہمہ تن مصروف ہین بلکہ سچے انکسار اور ایثار کے زبردست ہتیارون سے مخالفون کے دلون کو وہ تسخیر کرین اور دوسری طرف نیابت الٰہی کی شان اور ذمہ داری کو محسوس کرکے انسانی زندگی اور ترقی کے ہر پہلو کے متعلق ایسے خیالات اور عقائد کا اظہار کرین جن سے دنیا کے سامنے اسلام ہر ایک قسم کی ترقی اور بہبودی کا بہترین ذریعہ ثابت ہو ؀

دلون کی تسخیر

خوب سمجھ لیجیے کہ مخالف دلون کی فتح کوئی آسان امر نہین ہی - یہی وہ قلعہ ہے جس کو نہ کوئی فوج پست کرسکتی ہی اور نہ کوئی زبردست سے زبردست ہتیار اُسکو شکست کرسکتا ہے،

آپ ظاہری قوت کے لحاظ سے زبردست ہون تو آپ ایک شخص کو شہید کر سکتے ہین، جسمانی
تکلیف پہونچا سکتے ہین صفحہ ہستی سے مٹا سکتے ہین۔ لیکن اوسکے دل کی تسخیر آپکے اختیار سے باہر ہے
دلون کی فتح اگر ہو سکتی ہے تو امر حق کے ذریعہ سے۔ لیکن محض امر حق کا وجود یا زبان سے اس کا اظہار
ہرگز کافی نہین ہو مثال کے طور پر فرض کر لیجیے کہ امر حق مثل ایک اُس زبردست گولہ کے ہے جس
مین کفر کو زخمی اور ہلاک کرنے کے لیے گراب بھرے ہین۔ مگر یہ آپ کو معلوم ہے کہ گولہ کتنا ہی بڑا
کیون نہ ہو جبتک توپ کے ذریعہ سے اور بارود کے ذریعہ سے وہ نشانہ پر نہ لگایا جاوے عملاً اوسکا کچھ
اثر نہین۔ اسی طرح پرتا وقتیکہ امر حق کے گولے کو انسانی اخلاق کی توپ کے ذریعہ سے اور صداقت
کی بارود کے زور سے مخالفون کے دلون، دماغون پر نہ لگایا جاوے اوسوقت تک دلون کی
فتح اور دماغون مین حق کی روشنی پہونچانا کسی طرح ممکن نہین۔ اس لیے نہایت ضروری ہے
کہ اسلامی مشنریز کے اخلاق اور ان کی صداقت عملاً مثل ایک توپ اور بارود کے ہون
تاکہ اُنکے ذریعہ سے توحید کی رحمت اور اسلام کے نور کو مخالفون کے دلون اور دماغون مین جاگزین
کرکے امر حق کی حکومت قایم کرین۔ اپنے اس خیال کی تائید مین ایک حال کا واقعہ عرض کرنیکی
اجازت چاہتا ہون۔ گذشتہ چند سالون مین طاعون کا جب بہت زور ہوا، اُس زمانے مین
اکثر مقامات مین یہ دیکھا گیا کہ جب طاعون کی بہت شدت ہوئی اور اسکے سبب سے موتون کی
بہت کثرت ہوتی تھی، تو ہندو خوف سے اور اپنی جان بچانے کے لیے اپنے مُردون کو چھوڑ کر چلے
جاتے تھے۔ برخلاف اسکے مسلمان نہ صرف اپنے مردون کی نہایت اہتمام اور ہمدردی کے ساتھ
تجہیز اور تکفین کرتے، بلکہ ہندون کے مُردون کو بھی اُنکے آخری مقام پر بغیر کسی خوف کے پہونچا
دیتے تھے۔ مسلمانون کے اس طرز عمل کا یہ نتیجہ ہوا کہ بعض مقامات مین ہندو مسلمانون کے اس ایثار
اور خلوص سے متاثر ہوکر خود بخود مسلمان ہوگئے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ بغیر کسی وعظ یا تلقین کے
محض اپنی نیک اور صادق طرز عمل سے اس خاص امر مین مسلمانون نے اپنے مذہب کی عظمت کا کیسا
پورا ثبوت دیا، اور اُسکا کیسا اثر ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دلون کی تسخیر حقیقی واقعات سے

ہوتی ہے، نہ کہ باتون سے - اور اس زمانے مین بھی اگر ہم اوّل اپنی زندگی مین اپنے مذہب
کی اُن خوبیون کا عملی ثبوت دین جنپر انسانی شرف مبنی ہو تو چند روز مین اُسکے نتائج معلوم ہو جائینگے

ایک نہایت اہم سوال

لیکن اب سوال یہ ہو کہ ایسے مشنری کیسے پیدا ہون؟

اس سوال کا جواب ہماری موجودہ حالت و قحط الرجال کے لحاظ سے نہایت مشکل ہے
اور اسکے متعلق مدرسہ کے منتظمان کو جو مشکلات ہونگی اُن کا مجھکو پورا پورا اندازہ ہے - رائے
دینا اور اعلی سے اعلی نصب العین کی طرف توجہ دلانا چندان مشکل نہین ہو - لیکن خیالی تجاویز
کو عملی شکل مین منتقل کرنا نہایت دشوار ہے - اس حالت کے لحاظ سے ممکن ہو کہ کسی صاحب کا
یہ خیال ہو کہ رسول کریم اور خلفاے راشدین اور قرن اول کے مسلمانون کے اخلاق کے متعلق
جو کچھ مین نے اس موقع پر عرض کیا ہے اور اُنکے اخلاق اور طرز عمل کو نصب العین قرار دینے
کی نسبت جو تحریک کی ہی وہ سب فضول ہو، کیونکہ بلحاظ حالات موجودہ وہ سب شیخ چلی کے
منصوبے ہین - یہ سب درست اور بجا اور مین اسکو بخوبی سمجھتا ہون - لیکن اسکے متعلق مین ذیل
کے سوالات عرض کرتا ہون -

(۱) کیا دنیا مین آجتک قومی فلاح اور ترقی کا کوئی کام بغیر مشکلات کے ہوا ہی
(۲) خاصکر اس زمانہ مین اور اس ملک مین کیا مسلمانونکی بہبودی کا کوئی ایسا کام
ہی جسمین سخت دشواریان نہ ہون (۳) کیا دنیا مین ہمیشہ مشکلات کا پیمانہ اور دائرہ اُس مقصد
کی اہمیت کے اندازہ کے مطابق نہین ہو جس کے حصول کی خواہش ہو (۴) کیا اس
زمانہ مین اور اس ملک مین اسلام کی اشاعت و حفاظت سے بڑھکر مسلمانون کی بہبودی
اور عزت کے ساتھ بقا کے لیے کوئی اور کام ہی یا ہو سکتا ہے (۵) جس کام مین سات
کروڑ انسانون کی نہ صرف بہبودی بلکہ عزت اور ثروت کے ساتھ ان کا بقا منحصر ہو

تو کیا ایسے مقصد کا حصول آسانی سے ہوسکتا ہے۔ اور جبکہ نہین ہوسکتا تو کیا اُن لوگون کو جنھوں نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا ہے ایک قسم کی سعی و ایثار کے لیے تیار نہین ہونا چاہیے۔ (۶) کیا مسلمانون کے لیے رسول مقبول صلعم، خلفاے راشدین، اور قرن اول کے مسلمانون کی تقلید سے بڑھکر اور کوئی سیدھا مسلک ہوسکتا ہی، اور اشاعت اسلام اور حفاظت اسلام کے لیے کیا اُس سے بہتر اور کوئی صراط مستقیم ہوسکتا ہے (۷) اگر نہین تو ایسی حالت مین کیا ہم سب کا یہ پہلا فرض نہین ہی کہ کم از کم صداقت کے ساتھ دل سے ہمت اور ارادہ تو اس رستہ پر چلنے کا کرین اور کامیابی اُس ذات قدس کی مرضی پر چھوڑ دین جس کے نام کی منادی اصلی غرض و منشا اُس مشن کا ہے۔ پس میری ناچیز راے تو یہ ہے کہ اپنی موجودہ ناقلیت کے خیال سے اپنے نصب العین کے پیمانے مین کمی کا دھیان بھی نہ کرنا چاہیے اور اگر ایسا خیال ہو تو پھر کام کا نام بھی نہ لینا چاہیے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جو عملی تدابیر ضروری اور مناسب ہین اُنکے متعلق مین اپنی راے عرض کرتا ہون امید ہی کہ ارکین مدرسہ اسپر توجہ فرمائینگے۔

تعلیم و تربیت و پرورش

سب سے اوّل میری عرض یہ ہی کہ آپکے مقاصد کے لحاظ سے تعلیم کے ساتھ تربیت ہونا نہایت ضروری ہی، کیونکہ جس اخلاق کی طرف مین نے اوپر توجہ دلائی ہے وہ بغیر تربیت پیدا نہین ہوسکتا ارکین مدرسہ نے جو اصول قرار دیئے ہین اُنمین بھی ترتیب کا خیال رکھا ہی، لیکن اس تجویز کے عملی پہلو پر غور کرنا سب سے مقدم ہی کیونکہ سب سے اول سوال یہ ہی کہ تربیت دینے والے کیسے دستیاب ہون۔ محض قواعد وضع کر دینے اور طلبہ کو کسی تعلیم گاہ مین رکھنے سے تربیت نہین ہوتی جبتک کہ اخلاق اور اسلامی تہذیب کے زندہ نمونے طلبہ کے سامنے نہ ہون اور تعلیم گاہ مین علمی و اخلاقی اور سچی مذہبی ہوا نہ پیدا ہو اسلیے اوّل کام آپ کا ایسے استادون کا دستیاب کرنا ہے جو اس مقصد کے مطابق قابلیت رکھتے ہون۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس وقت ہماری قوم مین بڑے بڑے جید عالم

اور فاضل موجود ہین جو ہر طرح پر عزت اور وقعت کے قابل ہین، اول جو عالم اس وقت آپکے
مدرسہ کے پروفیسر ہین اُنھون نے اس دو سال کے عرصہ مین جو کام کیا ہے وہ نہایت قدر اور عزاف
کا مستحق ہے۔ لیکن اس زمانہ مین اشاعت اور حفاظت اسلام کے کام کو کامیابی کے ساتھ کرنے کے لیے طلبہ
کو تعلیم و تربیت دینے کے لیے جس قسم کی قابلیت درکار ہے اُسکو ذیل مین عرض کرتا ہون :-

(۱) کلام پاک کے حقائق اور اُسکے مطالب کو روشن ضمیری اور فراخ دلی کے ساتھ سمجھنے
کے علاوہ شریعت اسلام اور تاریخ اسلام سے پوری واقفیت رکھنا (۲) توریت، انجیل، اور ویدکے
اصولی مطالب کے متعلق معلومات کے علاوہ مذہب موسوی و عیسوی اور ہنود نے نوع انسانی کے
اخلاق اور تمدن پر جو اثر ڈالا ہے اُسکے آگاہی رکھنا، اور اُسکے مقابلہ مین اسلام کی برکتون کا
صحیح علم اور اندازہ ہونا (۳) کم از کم زبان انگریزی مین کافی استعداد رکھنا، اور اس زمانہ کے
سائنس اور فلسفہ سے واقف ہونا۔ (۴) تحریر اور تقریر کرنیکی قابلیت رکھنا۔ علاوہ اردو زبان
کے انگریزی اور بھاشا مین تحریر اور تقریر کرنیکی قابلیت رکھنا (۵) مذکورہ بالا قابلیتون کے ساتھ
اخلاق محمدی اور قومی ہمدردی کے لحاظ سے قابل مثال زندگی بسر کرنیکی قوت اور قابلیت رکھنا۔

میری رائے یہ ہو کہ جبتک کہ خود استادون مین اس قسم کی قابلیت نہ ہو طلبا کا مشن کے
کام کے لیے تیار ہونا مشکل ہے۔ اس لیے جس طرح ممکن ہو اس قسم کے اُستاد بہم پونہچانا اول
کام ہونا چاہیے۔

عملی طریقہ

اسکا عملی طریقہ یہی ہی کہ ہمارے عربی مدارس کے منتہی طلبہ مین سے ایسے طلبا کو
منتخب کیا جائے جو نہ صرف طباع اور فراخ دل ہون، بلکہ قدرتی طور پر ذاتی اغراض
اور نفس پرستی کے خیالات سے آزاد ہون اور جن مین قومی خدمت کی خاص صلاحیت ہو۔ ایسے
ایسے منتہی طلبہ کو انگریزی اور سائنس کی تعلیم دی جاے، اور ایسا کہ اسوقت آپ کے مدرسہ مین ہو رہا ہی

دید بھاسس اور دیگر بڑے بڑے مذاہب کی مقدس کتابون پر انکو عبور کرایا جاے +

ایک مشورہ کا اعادہ

اسی کے ساتھ مین اس موقع پر وہی مشورہ دونگا جو گذشتہ مارچ مین دیوبند کے جلسہ دستاربندی مین عرض کیا تھا۔ یعنی یہ کہ اگر آپ یہ چاہتے ہین کہ آپکے علما مین اس زمانہ کے علمی قوت اور وہ زندگی پیدا ہو جو اپنی قابلیتون کو بااثر بنانے کے لیے لازمی، اور وہ قومی رنگ ورور پیدا ہو جس کے بغیر ہر ایک قسم کا علم آپکے مقصد کے لیے بے سود ہے۔ تو آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے طلبا کو کچھ عرصہ کے لیے انگریزی اور سائنس کی تعلیم کے لیے علیگڈھ کالج مین بھیجین۔ یقین کیجیے کہ اس وقت مین یہان علیگڈھ کالج کی طرف سے وکالت کے لیے کھڑا نہین ہوا ہون۔ مجھ جیسے ہزارون نے وہان تعلیم پائی ہی اور مجھ جیسے زیادہ سیکڑون اُسکی خدمت کر رہے ہین۔ مین صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ علیگڈھ کالج قوم کی سب سے زیادہ قابل قدر جائداد اور سب سے زیادہ بیش بہا سرمایہ ہے۔ میری مراد اسکی عالیشان عمارتون اور پرشوکت سازوسامان سے نہین ہے۔ بلکہ جو چیز اُس مین خاص طور پر قیمتی ہی، وہ قومی زندگی ہی جو اسکی ہوا مین سرایت کر گئی ہے۔ اس بحث سے کچھ نتیجہ نہین کہ کیون اور کیسے ہوا یہ عرض کر دینا کافی ہے کہ یہ واقعہ ہے۔ اب وقت ہے کہ گذشتہ قصون کو چھوڑ کر محض اصلیت پر توجہ کیجائے۔ اور جو نایاب چیز قوم کے پاس ہے اُس سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اور اگر ایسا کیا جاوے گا تو آپ کو معلوم ہوگا کہ قوم کی مردہ دلی اور غفلت کو رفع کرنے اور اُس مین زندہ دلی اور قومیت کا احساس پیدا کرنیکا اُس سے بہتر عملی طریقہ اور کوئی نہین ہے کہ قوم کے طباع اور ہونہار طلبا کو علی گڈھ کالج مین ایک مدت تک تعلیم دلائی جاوے۔ اور جبکہ آپ ایسے طلبا کو بھیجینگے جو پیشتر سے علمی اور دینی معلومات مین منتہی ہون گے اور جنکے مذہبی عقائد پختہ ہو چکے ہونگے اسلیے کسی کو یہ اعتراض کرنیکی گنجائش بھی نہین ہے کہ علیگڈھ کی تعلیم سے مذہبی رنگ مین فرق

آجائے گا بلکہ نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف تو آپکے منتہی طلبا اپنے علم وفضل اور مذہبی عقائد کے ذریعہ سے
کالج کی ہوا مین دینی رنگ کو اور زیادہ پختہ کرنے مین مدد دینگے ،، اور دوسری طرف کالج کی زندگی
بخش ہوا اور قومیت کی روح پھونکنے والی زیست سے آپکے منتہی طلبار کے خیالات مین وسعت
دلون مین قومی جوش اور عادت مین عملی قوت پیدا ہونے کے علاوہ اس زمانہ کی حالت اور ضرورتون کا
پورا پورا اندازہ ہوگا اور اس طرح پر اس زمانہ کی کشمکش کا مقابلہ کرنے کی اُن مین قابلیت پیدا ہوجاویگی
جس کے بغیر آپ کی مشن کا کام کامیابی سے ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا +

چند عملی تدابیر

علاوہ مذکورۂ بالا مشورہ کے مین یہ بھی عرض کرون گا کہ حسب ذیل عملی تدابیر جہانتک
ہوسکے اختیار کی جائین (۱) مسلمان گریجوایٹون کو معقول وظائف دیکر اس کام کی طرف
راغب کیا جاے - آپکے پروگرام مین پیشتر سے یہ تدبیر موجود ہے، اور امید ہے کہ آپ اصحاب
کی توجہ اور تعلیم یافتہ گروہ کی ہمدردی سے اس کام مین کامیابی ہوگی - (۲) عیسائی مشنری
جس طرح دنیا مین اپنے دین کی اشاعت کر رہے ہین اُن کی طرز کارروائی اور انتظام پر طلبار
کی اطلاع کے لیے لیکچرون کا انتظام ہونا چاہئے - اس ملک مین برہمو سماج اور آریہ سماج کے
ممبر جس طرح اپنے طریقہ کی اشاعت کر رہے ہین اُسکی مفصل اطلاع طلبا کو ہونا چاہیے - (۴)
اسی ملک کے جغرافیہ اور خاصکر مختلف حصص مین جو اقوام آباد ہین اُن کے حالات وخواص اور
موجودہ حالت کی نسبت طلبار کو علم ہونا چاہیے، کیونکہ اشاعت اور حفاظت دونون کا تعلق
زیادہ تر اس ملک کے انہی باشندون سے ہے جو تہذیب اور سوشیل حالت کے لحاظ سے بہت پست
ہین یا ان لوگون مین جو مسلمان نہین ہین اُنکو دائرۂ اسلام مین لانے کی کوشش کرنا نہایت
ضروری اور اہم کام ہے - اسی طرح پر جو مسلمان ہین یا مسلمان کہلاتے ہین اُن مین اسلامی روح
پھونکنا، اور جو حملے ان پر ہو رہے ہین یا آیندہ اور زیادہ ہون گے، اُن سے اُن کو محفوظ رکھنا

ازبس ضروری فرض ہے۔ لیکن اسکے لیے لازمی ہو کہ اسکے متعلق پوری پوری اطلاع اور واقفیت ہمارے مشنریون کو ہو۔ (۵) ابتدا مین طلبا کی تعداد بڑھانیکی فکر نہ ہونی چاہیے بلکہ کوشش یہ ہونا چاہیے کہ کامل مشنری آپکے مدرسہ سے طیار ہو کر نکلین۔ کیونکہ ایک کامل شخص اپنی زندہ مثال سے اور بہت سے کام کرنیوالے پیدا کر سکتا ہے (۶) طلبا کے دل مین اس امر کو جاگزین کرنا چاہیے کہ مناظرہ اور منطقی بحث سے زیادہ اُن کو اپنے طرز عمل و راخلاق کے دلائل پر زیادہ وثوق رکھنا چاہیے۔ اسکے متعلق خاص خاص علما ر اور اکابر قوم سے کم از کم سال مین چار مرتبہ وعظ یا لکچر طلبا ر کے سامنے دلوائے جائین

کچھ کام کی سہولیت کے متعلق

اس کے بعد اب مین چند مشورے مشن کے کام مین سہولیت اور مدد کے لیے عرض کرنیکی اجازت چاہتا ہون:۔ (۱) کلام پاک کے وہ خاص خاص حصے جنمین ارکان مذہب کی تعلیم ہے اور جن مین خدا کے وجود اور توحید کے متعلق موجوداتسے ثبوت دیا گیا ہے اُنکو چھوٹے چھوٹے رسالون کی شکل مین اردو اور بھاشا کے ترجمون اور مختصر شرحون کے ساتھ طبع کرا کر تقسیم کرانا چاہیے۔ (۲) خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ اور خلفار راشدین اور قرن اوّل کے خاص خاص مسلمانون کے وہ حالاتِ زندگی جنسے اُنکی عبدیت اور نیابت الٰہی کا ثبوت ملتا ہو چھوٹے چھوٹے رسالون مین اردو اور بھاشا مین طبع کرا کر عام طور پر تقسیم کرنا۔ اسلام کے اصول اور اُسکی خوبیان اور اُس نے نوع انسان کے اخلاق اور تمدن پر جو عمدہ اثر ڈالا ہے اُن امور کو چھوٹے چھوٹے رسالون مین اردو و بھاشا مین طبع کرا کر عام طور پر تقسیم کرنا۔ (۴) مخالفین اسلام جو اعتراضات کرتے ہین اونکی تردید مہذب الفاظ مین لکھکر رسالون کی شکل مین طبع کرا کر عام طور پر تقسیم کرانا۔ یہ وہ کام ہے جو آپکے مدرسہ کے فاضل پرفیسر اور اُن کے شاگردون نے شروع کر دیا ہے، اور جو تین رسالے اُنھون لکھکر شائع کیے ہین انکے طرز تحریر اور بحث سے پوری امید ہوتی ہے کہ انشار اللہ آپکے مشن کو کامیابی ہوگی۔

آریہ سماج کے اصحاب جو اعتراضات ہمارے مذہب پر کرتے ہین اُنکا جواب آپکے رسالون مین نہایت ہی متانت اور سنجیدگی مگر زور دار قالب کے ساتھ دیا گیا ہے، اور مجھکو یقین ہو کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو اس سے بہت نفع ہو گا - (۵) جہان غلامی، اور مسئلہ ازدواج وغیرہ کے متعلق جو اعتراضات مخالفین اسلام یا دیگر مذاہب کے علمانے کیے ہین اور اُنکے جو جوابات ہماری قوم کے علما اور اکابر نے دیئے ہین، اُنکو چھوٹے چھوٹے رسالون کی شکل مین طبع کرا کر عام طور پر اور خاص کر تعلیم یافتہ گروہ مین تقسیم کرنا - (۶) سب سے اہم بات یہ ہے کہ مشن کا کام محض وعظ اور لکچر پر محدود نہین رہنا چاہیے، اور نہ آپکے مشنریون کو محض دورہ پر قناعت کرنا چاہیے -

مشنریون کے فرائض

بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ جس مقام اور نواح مین اس کام کی ضرورت معلوم ہو وہان خاص آپکے مشنری کام کرین، اور وہان کے لوگون مین وہ نہ صرف وعظ و تلقین کے ذریعہ سے بلکہ اپنی اسلامی زندگی کی مثال سے اُن پر اثر ڈالین - خوب یاد رکھیے کہ محض دورہ کرنے اور دعوت کی روٹیان کھانیسے مشن کا کام نہوا ہے اور نہ ہو گا - عام لوگ توحید اور اسلامی شریعت کی خوبیون کو محض منطقی دلائل کے ذریعہ سے نہ کبھی سمجھے ہین اور نہ اب سمجھین گے - البتہ اگر توحید اور اسلامی شریعت کو ذاتی عمل کے دلائل سے جاہل لوگون کے دلون و دماغون مین پیش کیا جاوے تو ضرور اثر ہو گا - اگر آپکے مشنری مختلف مقامات مین جا کر قیام کرین، اپنی محنت سے بسر اوقات کرین غریبون کی بیماری مین مدد کرین، اونکے روزانہ کاروبار مین اُن کو نیک صلاح دین ظالم عہدہ دارون کی سختی سے اُن کو پناہ دینے کی کوشش کرین غرضکہ اپنے برتاؤ اور طرز عمل مین عبدیت اور نیابت آلٰہی کا ثبوت دین تب انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھین گے کہ آپکے مشن کو کیسی کامیابی ہوتی ہے ورنہ سالانہ ٹیکس وصول کرنیکے سلسلہ مین وعظ و پند کرنے کے لیے، اب بھی بہت سے علما دورہ کرتے ہین لیکن نتیجہ جو ہے وہ ظاہر ہے، یہ مین سمجھتا ہون کہ جو مشورہ مین نے دیا ہو

اس پر عمل فوراً نہین ہوسکتا ہی، اور ابھی کچھ زمانہ تک آپکے مشن کا کام دورہ کے ذریعہ سے ہوگا لیکن ہر حالت مین آپکے مشن کا یہ لازمی اصول ہونا چاہیے کہ آپکے مشنری جس مقام پر بھی جاوین وہان کسی کو اپنی ذاتی ضرورت کیلیے حتی الامکان تکلیف نہ دین۔ بلکہ اسکا اہتمام کرین کہ حسب دستور کوئی دعوت کرے تو سوائے خاص خاص حالتون کے عام طور پر اسکو بھی نامنظور کرین اور کسی کو میزبانی کی تکلیف نہ دین۔ سفر و قیام کے اخراجات پورے طور پر اُن کو مدرسے سے ملنا چاہئین۔ کسی حالت مین کسی شخص سے کسی قسم کا تحفہ یا نذرانہ آپکے مشنریون کو نہین لینا چاہیے۔ کیونکہ یاد رکھیے کہ جس شخص نے اپنا ہاتھ ایک دفعہ بھی ذاتی غرض کے لیے پھیلا دیا اُسکی زبان مین پھر کچھ اثر نہین رہتا، اور کلام پاک جیسی زبردست قوت اُس کے مُنہ مین ایسی ہوجاتی ہی جیسے پانی مین بارود۔

پروگرام کا جزو اعظم

بزرگان من! اس مین کوئی شک نہین کہ جس کام کا بیڑا اس مدرسہ نے اٹھایا ہے اور جہان جہان اس قسم کے کام پیشتر سے ہو رہے ہین یا آیندہ ہون وہ سب ایک حد تک ضروری اور اپنی حالتون اور ضرورتون کے مطابق مستحق امداد اور پوری توجہ کے ہین۔ ایسے کامون کی جو کچھ اہمیت ہے اسکی نسبت مین اپنا خیال تفصیل سے اوپر ظاہر کرچکا ہون۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ عرض کرنے پر مجبور ہون کہ جبتک ہم بحیثیت قوم ذلیل وخوار اپنی ہم عصر قومون کے مقابلہ مین مجموعی حالت مین پست ہین اس وقت تک اشاعت اسلام کا کام بہت کچھ ناکام رہیگا۔ کیونکہ اول سوال ہر ایک غیر مذہب شخص کے دل مین یہ پیدا ہوگا کہ جو لوگ پیشتر سے مسلمان ہین اُن کے اخلاق اور تمدن پر اسلام نے کیا اثر ڈالا۔ مخالفین اسلام اگر یہ پوچھین کہ اس ملک مین سات کرور انسان جو اسوقت مسلمان ہین وہ اپنے طرز عمل اور حالت مین اسلام کی کیسی تصویر پیش کرتے ہین تو اسکا کیا جواب ہوگا

اس مین کوئی شک نہین کہ اگر انصاف سے کوئی دیکھے تو ہماری موجودہ حالت کے لیے
کلام پاک اور شریعت اسلامی ذمہ دار نہین - کیونکہ جب ہم اُن پر عمل ہی نہین کرتے تو اُنکا
کیا قصور محض کہدینے یا خیال کر لینے سے کوئی حقیقت مین مسلمان نہین ہوسکتا، تاوقتیکہ
احکام آلٰہی اور ہدایت رسول پر عمل نہ کرے - لیکن جو مخالف ہین وہ ان بحثون پر توجہ
کبھی نہ کرینگے - پہلے زمانہ مین ہر ایک مسلمان ایک حد تک مشنری کا کام کرتا تھا، کیونکہ
جب غیر قومون یا مذہب کے لوگون کو اُس سے سابقہ پڑتا تھا تو اُسکا اخلاق اور برتاؤ
مجسم تصویر عبدیت اور نیابت آلٰہی کی ہوتی تھی - اور چونکہ اُس مین یہ صفات محض اسلام
کی وجہ سے پیدا ہوتی تھین، اسلیے خود بخود دیکھنے والون اور پڑھنے والون کے
دل اسلام کی طرف کھنچتے تھے - علاوہ اسکے جب روز بروز اسلام کا اثر اور اس کی
حکومت دنیا مین بڑھتی جاتی تھی، اور اُسکے پیرو دنیا مین ہر ایک لحاظ سے معزز اور
ممتاز تھے اُس وقت ہر شخص کو اسکی طرف رغبت ہوتی تھی - لیکن آج حالت اس کے
بالکل برعکس ہو ہر لحاظ سے ہم پست اور خستہ حال ہین اور یہ وہ کیفیت ہے جو اس ملک
مین اشاعت اسلام کے کام مین سخت حارج اور بہت بڑی سد راہ ہو گئی - پس نہایت
مودبانہ اصرار کے ساتھ مین عرض کرتا ہون کہ اس ملک کے مسلمانون کی عام حالت کو درست
کر کے اُن کی ثروت اور فلاح کے ذریعہ سے اسلام کو خوشنما شکل مین پیش کرنا اسلام کے
پروگرام کا مقدم جزو ہے - یقین کیجیے کہ یہی خیال تھا جس کی وجہ سے سرسید علیہ الرحمۃ
نے اس ملک کے مسلمانون کی حالت کو درست کرنے مین اپنی عظیم الشان کوشش اور
قابلیتون کو صرف کیا - اُن کا اصلی نصب العین اسلام کی ترقی تھا، اور جو کچھ اُنھون نے
کیا اسی نیت اور ارادہ سے کیا کہ جہل اور افلاس جو دین و دنیا کے مخرب ہین اُن کو قوم
مین سے نکال کر علم اور ثروت کو ترقی دین تاکہ قوم معزز اور ممتاز ہو کر اشاعت اسلام
اور حفاظت اسلام کے قابل ہوسکے کیونکہ جس قوم کی حالت دین و دنیا دونون کے لحاظ سے

درست نہ ہو اُس کے ذریعہ سے اشاعت اسلام کا کام کیسے کامیابی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت مین اگر اشاعت اسلام کے کام مین ناکامیابی ہوئی تو ہرگز یہ ہمارے پیارے مذہب کا قصور نہ ہوگا، بلکہ اس کے لیے ذمہ دار اس ملک کے مسلمانون کی موجودہ حالت ہوگی

ہمارے اکابر و علمار

اس عرض کرنیسے میری اصلی غرض یہ ہے کہ ہماری قوم کے جو اکابر اور علمار اشاعت اسلام کے متمنی ہین، اُن کو قوم کی اصلی حالت کی طرف متوجہ ہو کر ترقی کے حقیقی اسباب سے کام لینا نہایت ضروری ہے اور جس ترقی کو دنیاوی ترقی کہا جاتا ہے اسکی طرف سے غفلت کرنا اصلی مقصد مین کامیابی کے ذرایع کو فراموش کرنا ہے ؛

اس امر مین میرا روے سخن خاص طور پر علما کی طرف ہے، جو باوجود انقلابات زمانہ کے اب بھی قوم کے بہت بڑے حصہ پر اثر رکھتے ہین، اور جن کو قوم کے دل و دماغ مین تحریک پیدا کرنے اور روشنی پہونچانے کے بے مثل مواقع حاصل ہین۔ اس لیے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرنا نہایت ضروری ہے

اسلام کی عالمگیر انجمن

بزرگان من! قوم مین تحریک اور زندگی پیدا کرنے کے لیے سالہا سال سے انجمنین قایم ہو رہی ہین، ہر ایک بڑے شہر او قصبہ مین اسی قسم کی کوشش ہو رہی ہے، چوبیس سال سے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور چند سال سے مختلف صوبجات مین پراونشیل کانفرنس قایم ہین اور انکے ذریعہ سے قومی تحریک اور تعلیمی ترقی، عام بہبودی کی تجاویز کی طرف افراد قوم کی توجہ دلائی جا رہی ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلحاظ مجموعی ترقی اور جمہوری بیداری کی ابھی تک بہت کم ترقی ہوئی ہے۔

کیسی حیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ قوم کی ترقی کا دار مدار ان انجمنون کی کاروائی پر ہوا اور وہ بڑی انجمن جو چودہ سو برس سے قایم ہے، اور جس کے بانی خود حبیب اللہ تھے اُس سے فائدہ نہ اُٹھایا جاوے۔ اسلام خود ایک ایسی بڑی انجمن ہے، اور اُس کی ممبری اور جلسون کے قواعد ایسے دائمی اور با اثر ہین کہ باوجود ہمارے تنزل کے اَبتک ان پر بہت کچھ عمل ہو رہا ہے÷

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا تجربہ مجھکو ہے۔ سال بھر کوشش اور فکر کی جاتی ہے اور بمشکل اڑھائی ہزار ممبر دستیاب ہوتے ہین اُسکے جلسون مین ڈیڑھ یا دو ہزار سامعین بمشکل سے جمع ہوتے ہین اور جو اصحاب جلسہ مین تشریف لاتے ہین اُن پر جلسہ کی کارروائی کا یکسان اثر نہین ہوتا۔ کچھ موافق کچھ نیم موافق، اور کچھ مخالف۔ یہی حالت عام طور پر ہماری انجمنون کی ہے۔ بعض افراد جن کے دل مین قومی حالت کا احساس اور اُسکا درد ہے وہ کلب اور انجمنین قایم کرتے ہین، لیکن نہ ممبر جلسون مین آتے ہین اور نہ قواعد پر عمل ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے اسلام کی انجمن پر توجہ فرمائیے ہر جمعہ کو ہر ایک شہر اور قصبہ مین جمعہ مسجد مین جلسہ ہوتا ہے، ممبر بغیر بلائے آتے ہین اور امام صاحب خطبہ کی شکلین جو تقریر کرتے ہین اُسکو نہایت توجہ سے سامعین سُنتے ہین۔ عیدین کو ہر ایک شہر اور قصبہ مین قرب و جوار کے مسلمانون کا بہت بڑا جلسہ ہوتا ہے اور ممبر بغیر بلائے دلی ذوق شوق کے ساتھ جوق جوق جلسے مین آتے ہین اور اور امام صاحب کا خطبہ نہایت عقیدت مندی کے ساتھ سنتے ہین۔ سال بھر مین نہایت جد و جہد کے ساتھ کل ملک مین ایک کانفرنس ہوتی ہے، لیکن عیدین کو سال بھر مین دو مرتبہ ملک مین ہزارون مقامات پر لاکھون مسلمانون کی کانفرنسین ہوتی ہین جن مین مسلمان اپنے دلی عقیدہ کی وجہ سے نہایت خلوص کے ساتھ شریک ہوتے ہین۔ کیا وجہ ہے کہ جو اسلامی اور قومی مقصد کانفرنسون اور انجمنون کے ذریعہ سے حاصل کرنے کی کوشش

کی جاتی ہو وہ ان مواقع پر حاصل نہ کیا جائے؟ کانفرنس مین مسلمانون کو جمع کرنے کی بہت بڑی غرض یہ ہو کہ سامعین کے دل و دماغ مین اُن خیالات کی تخم افشانی کی جائے جو قومی زندگی کی راہ سمجھانے والے اور قوم مین زندگی پیدا کرنے والے ہین - یہی مقصد اُن مواقع پر مدنظر کیون نہ رکھا جائے جو ہر جمعہ اور عیدین کو ہر ایک شہر اور قصبہ مین حاصل ہوتے ہین -

کامیابی کا انحصار

لیکن یہ تب ہی ہو سکتا ہو کہ ہمارے علما اس طرف توجہ کرین - کیونکہ ان ہفتہ وار اور سالانہ جلسون کی باگ انھین کے ہاتھ مین ہے مین ڈرتے ڈرتے نہایت ادب اور خلوص کے ساتھ اپنی قوم کے علما کی خدمت مین عرض کرونگا کہ نماز جمعہ اور عیدین کے موقع پر اگر وہ عربی خطبون کے ساتھ ان خیالات کو بھی سامعین کے سامنے پیش فرمایا کرین جن کی طرف مین نے اوپر اشارہ کیا ہو تو اُن کے ذریعہ سے ہزارون اور لاکھون مسلمانون کے دل اور دماغون مین ہر ہفتہ اور ہر سال تازگی اور روشنی پیدا ہونے کا سامان ہو جائے - عربی خطبہ برکت کے لیے وہ ضرور پڑھین، لیکن اسکے ساتھ حاضرین کو توجہ اُن کی حالت اور ضرورتون کی طرف بھی ضرور دلاوین، اور چونکہ اُس وقت حاضرین کے دل علما کی طرف رجوع ہوتے ہین ایسی حالت مین اگر زندگی بخش خیالات کا اظہار ہو تو نتیجہ وہی ہوگا جیسے جاندار بیج کو عمدہ زمین مین ڈالنے سے ہوتا ہو کیسی ہی زرخیز زمین کیون نہو اگر ان مین مردہ بیج ڈالے جائینگے تو پیداوار جو ہوگی وہ ظاہر ہے - اسی طرح پر ہمارے علما کو اپنے حاضرین کے عقیدت مند دلون مین اُن خیالات کی تخم افشانی کرنا چاہیے جو اس زمانہ مین مثل تازہ اور جاندار بیج کے ہین -

علما سے اپیل

پس نہایت زور مگرادب کے ساتھ مین اپنی قوم کے علما سے اپیل کرتا ہون کہ اسوقت
جو بے مثل موقع ان کو حاصل ہے اس سے قومی ضرورتون اور زمانہ کے اقتضا کے مطابق کام
لیکر وہ اسلام کی خدمت مین اصلی حصہ لین اگر وہ اس طرف متوجہ ہونگے تو مجھکو پورا یقین ہے
کہ تعلیم یافتہ گروہ ان کی زیر ہدایت خدمت کرنے کو تیار ہوگا، ہمارے علما مثل فوجی افسرون
کے ہین، اور ہم لوگ اُنکی سپاہ ہین، اگر وہ یہ چاہتے ہین کہ انکی سپاہ اس زمانہ مین اشاعت
اسلام کے لیے فتوحات اور حفاظت اسلام کے لیے غنیمون کے حملون کو دفع کرے تو اُن کا فرض
ہے کہ وہ ان لوگون کو اپنی سپاہ مین بھرتی کرین جو اس زمانہ کے قواعد اور فن جنگ سے
واقف ہون، اور ہتیارون سے مسلح ہون جو اس زمانے کی نئی ایجادون کا مقابلہ کر سکین
اب اسکا فیصلہ مین خود روشن ضمیر علما پر چھوڑتا ہون کہ اس کام کے لیے وہ قوم مین سے
کن لوگون کو منتخب کر سکتے ہین ۔

خالق ذوالجلال سے دعا کیجیے کہ جو مہم اس وقت اسلام کو درپیش ہے اُسکے لیے تیار
ہونے کیلیے علما اور نئے تعلیم یافتہ گروہ کو وہ ہدایت کرے جو کامیابی کے لیے حقیقی طور
پر صراط مستقیم ہو !!!

حکومت کی برکات

بزرگان من ! پیشتر اس سے کہ مین اپنی تقریر کو ختم کرون چند الفاظ ایک ایسے
امر کی نسبت عرض کرنا چاہتا ہون جسکا ذکر کرنا مین اپنا فرض سمجھتا ہون۔ جبکہ ہم اپنی موجودہ
حالت مین ایسے اہم مقصد اور کام کے متعلق جیسا کہ اشاعت اور حفاظت اسلام کا ہے نہ
صرف بغیر کسی قسم کی روک ٹوک کے بلکہ حکومت وقت کی پناہ مین بڑے بڑے اور ہر قسم کی

جائز کوشش کرسکتے ہین تو کس قدر مشکور ہم کو ہونا چاہیے اس قوم اور قوت کا جسکی بدولت ہمکو
یہ آزادی اور مواقع حاصل ہین - جس طرح نوع انسان کی بقا کے لیے ہوا کا وجود لازمی ہی اور جسطرح
خالق مطلق نے اس نعمت کو غیر محدود مقدار مین اپنی مخلوق کیلیے پیدا کیا ہی اسیطرح موجودہ مبارک
عہد مین آزادی کی نعمت ہر قسم کی قومی زندگی اور زندگی بخش تحریکون کے لیے جسقدر ضروری ہی
اوسیقدر عام طور پر ہماری جائز اور مناسب ضرورتون کے لیے بغیر کسی قید کے کل رعایا کو حاصل ہے
برٹش گورنمنٹ کی خوبی صرف یہ ہی نہین کہ اُسکے عہد مین رعایا کو اپنی ترقی اور بہتری کے سامان
پیدا کرنیکا پورا پورا موقع ملتا ہی بلکہ اسکا اصلی جوہر اور وہ بات جسکے لیے ہم اُسکو خدا کی رحمت تصور
کرتے ہین یہ ہی کہ وہ خود اپنی رعا کے دل ودماغ کو تر و تازہ اور روشن کرنا چاہتی ہی اور اُسکے اصول
سلطنت کا اثر منجمد اور تاریک خیالات مین اسقدر حرکت اور روشنی پیدا کرنے والا ہے کہ اوسکو سمجھکر اُسکا
اعتراف کرنا اور اُس سے مستفید ہونا ہماری عین خوش نصیبی ہی اس وقت جو یہ جلسہ ہو رہا ہی یا اس
قسم کی جو اور تحریکین ہماری قوم اور ملک مین ہو رہی ہین کیا یہ نتیجہ اُس زندگی بخش اثر کا نہین جو ہماری
روشن ضمیر اور فراخ دل گورنمنٹ کے وجود سے ہم سب پر ہو رہا ہی اسلیے ہماری گورنمنٹ کا ہمپر
محض یہی احسان نہین ہی کہ عام امن اور آزادی کے ذریعہ سے ہم سب کو ایک جگہ جمع ہو کر اپنے
دین کی اشاعت اور حفاظت کی تدابیر سوچنے کا ہمکو موقع دیا بلکہ اُس کا پہلا اور اصلی احسان ہمپر یہ ہے
کہ اسکی روشن ضمیری، فراخ دلی، اور زندگی بخش حکومت نے سوتون کو جگایا، دلون مین جوش
اور دماغون مین روشنی پیدا کی اور اپنی زندہ مثال سے وہ مہذب اور طریقے سکھائے جن کے
بغیر قومی اور جمہوری تحریک کے کام کامیابی سے کبھی انجام نہین پا سکتے پس ہماری ان کوششو اور کامونکو
جو کچھ کامیابی حاصل ہو اسمین جو حصہ ہماری گورنمنٹ کی برکتون کا ہوگا اسکو کسی حالت مین فراموش
نہین کرنا چاہیے بلکہ جس طرح اور جس شکل مین بھی ہم اسکا بدلہ کر سکین اُسکے لیے ہمکو ہر وقت
تیار رہنا چاہیے، ہمکو قطعاً یہ فیصلہ کر لینا چاہیے (جیسا کہ ہماری قوم نے کر لیا ہے) کہ ہمارے
قومی پروگرام مین سب سے مقدم چیز برٹش گورنمنٹ کا وجود اس ملک مین ہی، کیونکہ اس زمانہ

ہین ہمارے ایک قسم کی بہبودی کی ابتدا اسی سرچشمہ سے ہوتی ہو اس لیے اُسکی بقا ہمارے لیے لازمی ہے۔

بزرگانِ من! جو اصحاب ہمارے اس یقین ورا سکے اظہار کو خوشامد سے تعبیر کرتے ہین اُنکو کرنے دیجیے۔ جب گورنمنٹ اور قوم انگلشیہ ہمارے لیے عملی طور پر روز روشن مین تمام دنیا کے سامنے ہماری ترقی اور بہتری اور امن آسایش کے وہ سامان محض اپنی روشن ضمیری فراخ دلی، ہمت، اور جرات کے ذریعہ سے پیدا کرچکی جو آجتک نوع انسان کی تاریخ مین کسی ایک قوم نے دوسری قوم کے لیے نہین کیے تو اگر ہم اس بے مثل واقعہ سے اور اُسکی وجہ سے جو برکتین ہمکو حاصل ہین اُن سے متاثر ہوکر اپنے دلی جذبات اور خیالات کو ظاہر کرین کو کیا غضب ہے اگر یہ خوشامد ہی تو مبارک ہے یہ خوشامد ممدوح ہے یہ خوشامد، اور ہم سب کو دل سے مرغوب ہے یہ خوشامد، مردود ہے وہ خوشامد جو ذاتی اغراض کے لیے ہو، ملعون ہے وہ خوشامد جو قوم فروشی کے لیے ہو، اور ذلیل اور قابل نفرت ہے وہ خوشامد جو غلامانہ لجاجت پر مبنی ہو، حق شناسی اور صفائی کیساتھ اُس کا اظہار عین فرض انسانی ہو۔ پس کچھ پروا نہ کرنا چاہیے ہم کو اس قسم کے طعن کی، اور اپنے خالق کو حاضر اور ناظر سمجھکر جو دل مین ہے اس کو آزادی کیساتھ علی الاعلان بیان کرنا چاہیے۔ زمانہ اور واقعات اور زندگی کے حقائق خود بتا دینگے کہ جو کچھ ہم کہتے ہین یہ خوشامد ہے یا ادائے فرض ہے۔

مکرر شکریہ

اب آخر مین نہایت ادب مگر صداقت کیساتھ مین آپ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپنے اسقدر دیر تک مجھ جیسے ناچیز کے پریشان خیالات کو اس توجہ اور عنایت سے سنا۔ خاص طور پر ممنون ہون اراکین مدرسہ کا جن کی مہربانی اور قدردانی کی بدولت مجھکو یہ عزت نصیب ہوئی ورنہ کہان مین اور کہان اس مقدس جماعت کی صدارت۔۔

پریسیڈنشل اڈریس کے ختم ہونیکے بعد آنرایبل پریسیڈنٹ صاحب نے حسب ذیل رزولیوشن پیش فرمایا جو بالاتفاق پاس ہوا۔

رزولیوشن

یہ جلسہ حضور ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر افسوس کرتا ہے اور حضور جارج پنجم کی تخت نشینی پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہے اور انکی درازی عمر اور حشمت و اجلال کی ترقی کی دعا کرتا ہے۔

اسکے بعد جناب حافظ احمد اللہ صاحب آنریری سکریٹری نے حسب ذیل رپورٹ پڑھکر سنائی۔

رپورٹ

جناب پریسیڈنٹ صاحب و معزز حضرات

یہ پہلے دوسالہ رپورٹ مدرسہ آلہیات کی نہایت ادب سے پیش کیجاتی ہی۔

حضرات مسلمانون سے وہ ساری خوبیان جنکے سبب سے وہ ایک زمانہ مین محسود روزگار رہ چکے تھے جاتی رہین مگر الحمد للہ کہ اسلام کی محبت اور اسپر یقین اب بھی باقی ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جسکی وجہ سے ایک جاہل سے جاہل مسلمان گو وہ کیسی ہی مصیبت مین مبتلا ہو لیکن جب اسلام پر کسی آفت کو آتے ہوے دیکھے گا تو ناممکن ہی کہ وہ اپنی مصیبتون کے سامنے اسلام کی آفت کا خیال نہ کرے اس مین شک نہین کہ اس خیال مین ضعف ہی اور حد درجہ کی لاپروائی پائی جاتی ہی لیکن احساس باقی ہی، اور یہی احساس ہماری آیندہ زندگی کی علامت ہے،

حضرات۔ اگر آپ چند برس پہلے کے واقعات پر نظر کرین تو آپ کو صاف معلوم ہوگا کہ ہمارے اگلے اور پچھلے حالات مین کیا تغیر ہوا ہے پہلے ہم مین سے ہر ایک شخص ذاتی اغراض مین مبتلا تھا۔ قومی اور مذہبی اغراض سے کوئی آگاہ نہ تھا اور تاریکی کی کالے کالے بادلون نے گھیر رکھا تھا جنکے اندھیرے مین اُن کو اپنے اور غیر کے پہچاننے کی صلاحیت بمشکل باقی تھی اور اور اخوت کا وہ سبق جو ہمارے ہادی برحق کی تعلیمات مین اوّل درجہ رکھتا ہی بہت کچھ بھلا دیا گیا تھا مگر اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم سمجھنے لگے ہین کہ ہماری ذات کے سوا ہمارے اوپر دوسرون کے بھی حقوق ہین اور جیسے اپنے نفس کی سلامتی اور حفاظت درکار ہے اُسے اپنی قوم اور مذہب کی حفاظت بھی لابدی ہی کیونکہ بغیر قومی و مذہبی حفاظت کے ہماری اپنی زندگی محالات سے ہے۔ اور یہ اوسی مبارک

احساس کا نتیجہ ہے کہ جب اسلام اور مقدس بانئی اسلام روحی فداہ کی نسبت چھوٹے اور لغو اعتراضات جن سے وہ ذات پاک مبرا اور منزا ہے کیے جاتے ہین اور جن سے بیشتر ملک کا اخباری حصہ بھرا ہوتا ہے اور جو بدقسمتی سے مذہب کے نام سے انسانون مین نفرت اور بیہودگی پھیلانیکا بہترین آلہ ہین ایسے مدارس قائم ہین جہان اسلام کے خلاف جہادیونکی فوج تیار کیجاتی ہے۔ ملک مین کوئی قریہ ایسا نہین جہان پرنا واقف اور جاہل مسلمانون کو بہکانے اور اسلام سے منکر کرنیکی باقاعدہ انجمنین نہ ہون۔ کثیر التعداد ناواقف اور جاہل مسلمان انکے شکار بن چکے ہین اور بنائے جاتے ہین یہ اور اسی قسم کے بہت سے حالات تقاضا کر رہے تھے کہ ایک ایسے دار العلوم کی بنیاد ڈالی جاوے۔ جہان علوم جدیدہ کیساتھ ساتھ قانون قدرت اور رموز شریعت کے مسائل طلبا کو ذہن نشین کرائے جاوین۔ تاکہ وہ باسانی خدا کے بتیجھے ہوے اور انسانون کے ترتیب دیئے ہوے مذہب مین فرق کر سکین۔

حضرات۔ چند کمزور نفوس یعنی تاجران چرم کانپور نے جو عرصہ سے آنسو بھری آنکھون سے دیکھتے اور متاثر ہوتے تھے اپنے اسلامی جذبات پر قابو پاکر خداے برتر پر بھروسہ کرتے ہوے اس دار العلوم کی بنیاد ڈالی جسکی افتتاحی رسم بصدارت "حاذق الملک جناب حکیم حافظ اجمل خانصاحب" بتاریخ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء انجام پذیر ہوئی۔ آپ صاحبان کو معلوم ہو کہ اس وقت مدرسہ کی بالکل ابتدائی حالت ہے۔ لوگون نے تعلیم مدرسہ آلہیات کے فوائد ابھی اچھی طرح نہین سمجھے بعض لوگ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہین، اور بعض سمجھنا ہی نہین چاہتے، بعض نہایت ہمدردی اور اور جوش سے حمایت کر رہے ہین اور بعض سخت مخالفت پر آمادہ ہین۔ زمانہ ایک انقلاب کی حالت پر ہے لیکن مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اسکی اشاعت اور وسعت کا موافق گروہ بڑھتا جاتا ہے اور مخالف گروہ ایک گونہ اعتدال پر آتا جاتا ہے۔ ایک وقت ابتدائی وہ تھا کہ اخباری دنیا مین مخالفت کی آواز بلند ہو رہی تھی اور ایک وقت یہ ہے کہ اخباری دنیا کی مخالفت سنجیدہ اور روز افزون موافقت سے بدل گئی امید ہے کہ مشاہدہ اور تجربہ مخالفین کو

یہ بات کہنے پر آمادہ کر دیگا۔ کہ جبتک مسلمان علما، علوم جدیدہ سے مسلح نہ ہونگے اُس وقت تک اسلام کی اشاعت مُحال ہی۔ وہ بزرگ جو مدرسہ کی ضرورت اور تعلیمات سے کم ہمدردی فرماتے ہین اگر آنکھ کھول کر اخبارات۔ رسالہ جات اور ہزارون ناگوار واقعات جو مذہبی روحون کو بیحد صدمہ پونہچاتے رہے ہین ملاحظہ فرمائین تو ہم یہ کہنے کی جرارت کر سکینگے کہ وُہ ہی سب سے زیادہ حامی اور مددگار ثابت ہونگے اور اسبات کا موازنہ کرسکینگے کہ آجکل کی دنیا کدھر جا رہی ہی اور ہم اپنی قوم کو کدھر لیے جا رہے ہین۔

گرامی حضرات! مدرسہ کے عملی راستہ مین منجملہ دیگر رکاوٹون اور دشواریون سے نصاب تعلیم کا مسئلہ نہایت اہم اور پیچیدہ تھا۔ علمی اصحاب اور مشاہیر علمای کرام سے مشورہ کیا گیا تعلیمی سب کمیٹی مدرسہ نے تدوین نصاب کے متعلق متعدد غیر معمولی اجلاس منعقد کرکے بحث و مباحثہ کیا۔ لیکن ہم اپنے بزرگ اور پیشوای قوم عالیجناب نواب وقار الملک بہادر مدظلہ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہین کہ جناب ممدوح نے مدرسہ کا نصاب تعلیم جناب مولنا حبیب الرحمن خانصاحب شروانی سے مرتب کرائین ہماری امداد فرمائی جیسکو شمس العلما جناب علامہ شبلی صاحب نعمانی نی بھی پسند فرمایا۔ ہم ان حضرات کے تہ دل سے مشکور ہین۔

نصاب تعلیم باعتبار مضامین حسب ذیل ہی۔

(۱) دینیات (۲) فن مناظرہ (۳) علم کلام (۴) علوم جدیدہ (۵) سنسکرت و انگریزی باعتبار سبجکٹ کے زبان سنسکرت لازمی۔ انگریزی اختیاری۔

حضرات سب سے بڑی دقت جو نصاب تعلیم کے طے ہوجانیکے بعد پیش آئی وہ فراہمی طلبا تھی کیونکہ بدقسمتی سے عربی خوان گروہ نے مدرسہ کی تعلیمی تفاصیل کو ابتداً بالکل نہ سمجھا تھا۔ ہمارے سب کمیٹی تعلیمی نے حسب ذیل وظائف کا اعلان کیا۔

(۱) گریجویٹ جسکی سکنڈ لنگویج عربی رہی ہو یا جسکو معمولی طور پر ادب و صرف نحو سے واقفیت ہو ۔۔۔ صہ ماہوار

(۲) فارغ التحصیل عربی طالب علم جو سنسکرت یا انگریزی سے معمولی واقفیت رکھتا ہو یا انٹرنس پاس شدہ یا انڈر گرایجویٹ جسکی سکنڈ لنگویج عربی رہی یا معمولی طور پر علم ادب و صرف نحو مین وقفیت رکھتا ہو — للعہ ماہوار

(۳) فارغ التحصیل عربی طالب علم — ۵ ماہوار

(۴) قریب فارغ التحصیل عربی طالب علم — معہ ماہوار

اعلان مذکور اخبارات مین شایع کیا گیا اور سشن مدرسہ شروع ہوا سشن اول ۱۳۲۲ھ سے رمضان ۱۳۲۶ہجری تک ختم ہونا پایا مگر بجائے اسکے کہ ہر چہار طرف سے طلبا کی درخواستین بغرض داخلہ آتین بہت کم اور بدقت تمام چند درخواستین موصول ہوئین جسقدر طلبا سال اول مین دستیاب ہوے اُنکی تعداد گیارہ ہے چار طالب علم تکمیل سے پہلے علٰحدہ ہو گئے جنمین ایک صاحب ناکارہ سمجھکر خارج کر دیئے گئے سات طالب علم نصاب تعلیم پورا کر کے فارغ ہوے جنکے نام مع وظیفہ حسب ذیل ہین جنکی عطاے سندات کا یہ جلسہ ہے۔

(۱) مولوی حامد حسن صاحب اعظم گڈھی معہ (۲) مولوی ابو محمد صاحب مونگیری معہ
(۳) مولوی محمد اسمعیل صاحب بہاری معہ (۴) مولوی نصیر الدین صاحب ہزاری باغ معہ
(۵) مولوی امام الدین صاحب ڈھاکہ معہ (۶) مولوی محمد اسمعیل صاحب سلطانپوری عنہ
(۷) مولوی مظہر الدین صاحب بجنوری عہ

اس طرح پہلے سال کا درجہ قائم ہوا۔ تعلیم کی ابتدا ہوئی مگر مخالفین کی طبع آمائی ختم نہ ہوئی۔ کسی نے مدرسہ واہیات نام رکھا کوئی نیچریون کا مجمع تبلانے لگا۔ طلبا کے بھکانے مین کوئی وقیقہ اُٹھا نہ رکھا گیا۔ اور اسی مخالفت سے بعض طلبا دور دراز سفر کرکے آئے مگر داخلہ سے انکار کر گئے۔ غرضکہ ہر صورت سے مخالفت کی گئی۔ لیکن جو مشیت الٰہی تھی اُسکا نتیجہ آپ حضرات کے سامنے ظاہر ہے وہ یہ کہ دو سال کی تعلیم کے بعد کامیاب طلبا کو سندات تقسیم ہو رہی ہین۔ اور ہم بوثوق کہ سکتے ہین کہ ہمارے طلبا ایسی سند پانیکے اہل ثابت ہوئے ہین۔

حضرات! نصاب تعلیم کے دیکھتے ہوے ہمکو مناسب اساتذہ کی سخت ضرورت پیش آئی ہزار کوشش کی مگر پڑھانیوالے میسر نہ ہوے ہم اپنے قابل پروفیسر مولنا آزاد سبحانی کے مشکور ہین کہ اُنھون نے کل بار تعلیم اپنے سر لیا کتب جدیدہ کو خود محنت کر کے تیار کیا طلبا کو نوٹ دیے انکے خیالات درست کیے مناظرہ کے آداب و اصول سکھلائے غرضکہ تعلیم کے کل صیغون کو اسی طرح مکمل کیا کہ ملک کے لایق اور ذی علم حضرات نے مدرسہ کا معائنہ کرتے وقت نہایت گرمجوشی سے دلی اطمینان اور وثوق ظاہر کیا معاینہ بک کے چند اقتباسات حسب ذیل ہین

(۱) جناب کپتان نواب ممتاز الدولہ صاحب بہادر حیدرآباد دکن اپنے معائنہ مین تحریر فرماتے ہین

"جب مین نے مدرسہ الٰہیات کانپور کی کیفیت اکثر اخبارون مین پڑھی تو مجھکو اس ضروری اور مفید مدرسہ کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا .... پہلے جس کلاس مین گیا وہان دس گیارہ طالب العلم موجود تھے جنکو مولوی عبد القادر صاحب آزاد سبحانی تدریس فرمارہے تھے اُن سے ملاقات کی۔ مولوی صاحب موصوف نے مہربانی فرماکر انہین سے طلب علمون سے بطریق سوال وجواب کے مباحثہ کرایا جسکے سننے سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف نے نہایت محنت اور عمدگی سے دشمنان اسلام کے جوابات دینے اور اُن سے مباحثہ اور مکالمہ کرنیکے لیے بخوبی تیار فرمایا ہے اور مین نہایت خوشی کے ساتھ کہتا ہون کہ یہ طالب العلم بھی نہایت شوق سے اپنا مذہبی اور قومی فرض سمجھ کر بدل محنت کرتے ہین اور شوق سے سیکھنے پر آمادہ معلوم ہوتے ہین اگر اسی ذوق وشوق سے انکی تعلیم ہوتی رہی اور لوگ اپنا فرض منصبی سمجھکر اس مدرسہ مین تعلیم پانے کے لیے داخل ہوتے رہے اور قوم نے بھی اپنی امداد دینے مین کمی نہ کی تو مجکو یقین کامل ہے کہ خدا کے فضل وکرم سے یہ مدرسہ بہت کچھ ترقی کر کے اپنی قومی حفاظت کیلیے

تیار ہو جائے گا"

(۲) جناب مولنا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی اپنے معائنہ مین تحریر فرماتے ہین ۔

"مدرسہ آلہیات کانپور کو جس سے خوش قسمتی سے میرا تعلق آغاز کار سے قائم ہے،
آج مین نے دیکھا اور اُسی کے مدرس مولنا عبد القادر صاحب سے نیاز حاصل کیا ۔ نصاب تعلیم
اور طرز تعلیم کی بابت دیر تک گفتگو کی ۔ پڑھانے کا طریقہ اسطرح کہ مولوی صاحب
ممدوح نے میرے مواجہ مین دوقت تدریس شروع ہو جانیکے سبب) سبق پڑھایا طلبا کے
سوالات وجوابات سُنے اور امتحان سہ ماہی مین جو سوالات کیے گیے تھے وہ سنے ۔
ان تمام امور سے مین نے یہ نتایج اخذ کیے کہ مدرسہ آلہیات کی جو غرض ہونی چاہیے وہ
وہ پیش نظر ہے ۔ مدرس اپنے فرض کو سمجھ رہے ہین اور اُسکے پورا کرنیکے اہل ہین، طلبا ذہین
اور با فہم ہین، اور کوشش کرتے ہین کہ سبق کو سمجھین ۔ نصاب یقین ہی کہ رفتہ رفتہ درست
اور مکمل ہو جائیگا آغاز اُمید افزا ہے مجھ پر جس چیز نے سب سے زیادہ اثر ڈالا وہ سوالات
امتحان کا انداز تھا ایک مشہور عالم کا مقولہ ہی کہ دو خوبی سوال نصف عقل ہے"
ایک اور خوبی مدرسہ کی ہیئت کذائی ہے جو اسکے علمی ہونے کی شہادت دے رہی ہے
اور یہ خوبی اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ وہ کاروباری ہاتھون سے ہوا ہو مین نے اوپر
لکھا ہے کہ آغاز سے میرا تعلق اس مدرسہ کیسا تھ ہے لیکن میرا اقرار ہے کہ میرے ذہن مین وہ مفہوم
تھا جو مدارس کا عام طور پر ہوا کرتا ہے اسلیے اندیشہ ہوتا تھا کہ اسکا قیام کیونکر ہوگا لیکن
جس سادہ انداز اور عملی شکل سے اپنے قیام کی شہادت دے رہا ہو وہ ایک نظر مین
مطمئن کر دینے کو کافی ہو اگر اس طرح یہ مدرسہ چلتا رہا تو انشاء اللہ تعالے بہت آسانی سے
اپنے اغراض پورے کریگا مین آرزو کرونگا کہ مہتمان مدرسہ اسکو اسی سادہ اصول پر
جاری رکھین ۔ طلبہ کی کثرت ۔ عمارت کی شان وغیرہ زائد امور پر توجہ مبذول نہ
فرمائین بلکہ مختصر تعداد طلبہ کو رکھکر اُنکی تکمیل کی کوشش فرماتے رہین ۔ طلبا کی تشنگ

دینی ترقی اور دینی پابندی کا لحاظ رکھین جیسا کہ واضح ہوتا ہو کہ اسوقت بھی ہے "

(۳) جناب آنریبل مولوی محمد رفیع الدین صاحب بیرسٹر بمبی اپنے معائنہ مین تحریر فرماتے ہین۔

"آج مین نے اس مدرسہ کو دیکھا اور یہان کے طلبا کی بحث بھی سنی مجھ نہایت خوشی ہوئی کہ مسلمانونکو مباحثہ کی ضرورت معلوم ہوئی اور ایسے مدرسہ کی ضرورت بھی محسوس کرنے لگے مین ہرایک مسلمان کا فرض سمجھتا ہون کہ وہ ایسے مدرسون کی مدد کرے۔

(۴) معائنہ جناب ابوالخیر عبدالوہاب صاحب بہاری پروفیسر عربی مدرسہ عالیہ کلکتہ

"ہمنے مدرسہ الٰہیات کان پور کا معائنہ کیا پانچ سات طلبائے اپنی سپیچین دین آریہ سماج کے اصول و فروع توڑتے ہوے حقانیت اسلام کی شان تقریرون سے اُن کے ٹپکین۔ کمال فرحت و سرور ہوا ماشا اللہ۔ بات بات مین ویدونکے فقرات معرض تقریر مین آیا کیے جس سے موازنہ ہوسکتا ہو کہ ان لوگون کو اعلی اُصول پر سنسکرت کی علوم اور زبان کی تعلیم دی جارہی ہے یہ گروہ اہل اسلام مین عزت اور وقت کے ساتھ جہان تک دیکھا جائے وہین تک کم ہو عنقریب ایک خاصی جماعت علما متکلمین اور مناظرین کی اس مدرسے نکلکر ہندوستان کے ہر گوشہ مین اعلاء کلمۃ اللہ کی شان سے سطح زمین منور اور مشرف کریگی۔ اللہم زد بفزد آمین ثم آمین۔

طلباء علوم عربیہ جو دیگر مدارس مین تعلیم پاتے ہین وہ ضرور اس مدرسۂ الٰہیات مین چند سال رہ کر نقصانات کی تکمیل کرین ورنہ ضروریات کے اعتبار سے اُنکا وجود و عدم سے زیادہ وقعت پذیر نہین ہے۔

(۵) جناب مولانا نظام الدین صاحب برہمراہی جناب مولانا اسرارالحق صاحب اپنے معائنہ مین فرماتے ہین

"یہ مدرسہ الٰہیات ہندوستان مین اپنی خود نظیر ہو اور جناب مولانا عبدالقادر صاحب نہایت تحقیق اور تدقیق سے تعلیم اور تدریس کو انجام دیتے ہین۔ طلبانے نہایت استقلال اور خوش بیانی لطافت اور فصاحت سے تقریرین کین"

ہمکو مسرت ہی کہ ہمارے طلبا نے ایسے قلیل وقت مین ایسے قیمتی ریمارک مدرسہ کے

واسطے حاصل کیے جو بانیان مدرسہ کی حوصلہ افزائی کا باعث ہین۔
حضرات۔ ایسے نازک وقت مین جبکہ مخالفت کی آگ ہماری قوم مین بھڑکی ہوئی تھی کسی ایسے شخص کا ملنا بعید از گمان تھا جو سنسکرت کی تعلیم ہمارے طلبار کو دے سکے اور اس مدت دو سالہ مین طلبار کو بقدر ضرورت تیار کر سکے ہمارے گروہ مین سنسکرت دان حضرات کی تعداد بہت کم ہے اور جو حضرات اس علم کے ماہر خیال کیے جاتے ہین وہ درس دینے مین کافی دلچسپی نہین لیتے۔ لیکن خوش قسمتی سے پنڈت کنجہاری لعل صاحب جو علوم سنسکرت کے کافی ماہر اور نہایت بے تعصب بزرگ ہین ہمکو مل گیے جنھون نے گزشتہ دو سال کے عرصہ مین طلبار کو سنسکرت لکھنے پڑھنے اور بھاشا زبان مین تقریر کرنے پر قادر بنا دیا ہم پنڈت صاحب موصوف کے بیحد شکر گزار ہین۔
محترم حضرات۔ سب سے بڑی ضرورت ایسی تعلیم گاہ کے لیے ایک عظیم الشان کتب خانہ کی ہے جس مین مذہبی و علمی کتابون کا کافی ذخیرہ موجود ہو۔ اسکے موجودہ ذرائع آمدنی کافی نہین ہین۔ اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہم اپنے سچے ہمدردان قوم و بہی خواہان ملت سے نہایت قوی امید کے ساتھ اپیل کرتے ہین ہم اپنی قلیل آمدنی سے جو کچھ کتابون کا سرمایہ جمع کر چکے ہین بفضلہ وہ ہماری موجودہ ضرورتون کے لیے کافی ہے کیونکہ اسمین اسوقت تک سات سو سے زائد کتابین موجود ہین اور ہم وقتاً فوقتاً اسمین مفید اضافہ کرنیکی کوشش بھی کرتے رہتی ہین۔
معززین۔ ہم کبھی اس بات سے غافل نہین رہے کہ ہمارے طلبار جنکے ذمہ حفاظت اور اشاعت اسلام کا اہم کام سپرد کیا گیا ہے۔ عام معلومات اور ضروریات زمانہ سے پوری طور باخبر ہون اور انکو معلوم رہے کہ ملک کی مذہبی دنیا مین دوسرے کیا کچھ کر رہے ہین۔ پس منجملہ دیگر وسائل کے اخبارات کا مطالعہ بھی نہایت ضروری امر تھا اس غرض کے لیے حسب ذیل اخبارات طلبار کے زیر مطالعہ رہتے ہین۔

(۱) روزانہ پیسہ اخبار (۲) البشیر (۳) وکیل (۴) وطن (۵) الحق (۶) نور (۷) جیون تت

(۸) پرکاش (۹) آریہ مسافر آگرہ (۱۰) آریہ مسافر جالندھر (۱۱) ویدک فلاسفی (۱۲) نظام المشائخ (۱۳) انوار الاسلام (۱۴) الھدایت (۱۵) الندوہ (۱۶) البیان (۱۷) ترقی و تجلی (۱۸) علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ (۱۹) پنجاب آبزرور (۲۰) رسالہ تشحیذ الاذہان (۲۱) ضیاء الاسلام (۲۲) ریویو آف ریلجنس وغیرہ اخبارات کی فہرست سے آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ انمین اکثر اخبارات ایسے بھی ہین جو ہمارے پاک اسلام پر بطور فرض ہمیشہ نکتہ چینی کرتے رہتے ہین - ہم خوشی سے اظہار کرتے ہین کہ ان جملہ وسائل کے اثر سے مدرسہ کے طلبا ہمارے مشن اور مقصد مین اس درجہ کامل اور کافی طور پر تیار ہوگئے ہین کہ قوم کو ان پر کافی اطمینان کرنا چاہیے، جو واقعات زرین حروف سے لکھنے کے قابل ہین انمین سب سے بڑا کام ٹریکٹون کا سلسلہ ہے ملک کی مذہبی تالیفات کو جدید علم کلام اور مناظرہ کے صحیح اصول کی روسے کمزور دیکھکر مدرسہ نے ان مفید اور مؤثر رسائل کا سلسلہ شروع کیا - اسکا جو کچھ اثر ملک کے موافق اور مخالف دونون حصون پر ہوا وہ معزز اخبارات کے قیمتی ریویوز سے جنکے چند اقتباسات حسب ذیل ہین ظاہر ہو سکتا ہے -

روزانہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۰ء رقم طراز ہے

"ایک ٹریکٹ تقریبًا دو جز کا مدرسہ الٰہیات کانپور کی جانب سے شائع ہوکر مفت تقسیم ہوا ٹریکٹ مین ورشنا نند سرستی کے پچیس سوالات کے جوابات نہایت محققانہ مدلل عام فہم - اور تسکین بخش ہین چالیس سوالات آریہ صاحبان کی خدمت مین پیش کیے گیے ہین اور وہ اپنی نوعیت مین انوکھے ہین سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انکے پڑھنے سے اس بنیاد کی کمزوری اور بے اصولی جسپر آریہ سماج کے دھرم کی عمارت قائم ہے کھلے بندون نظر آتی ہے ہم مدرسہ الٰہیات کانپور کو اس بحث کا موجد مانتے ہین اور مبارکباد دیتے ہین -

البشیر مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء مین جناب سید محمد صاحب مشہور نامہ نگار ٹریکٹ نمبر ۷ کے مسئلہ اصول ازدواج پر ایک محققانہ ریویو کرتے ہوے تحریر فرماتے ہین -

"یہ ٹریکٹ اُن تمام مسلمانون کی نظر سے گزرنا چاہیے جنکو آریہ صاحبان سے ملنے چلنے کا موقع ملتا ہے

یہ ایک نظر پڑھکر فراموش کر دینے کے قابل نہین بلکہ بار بار دیکھنے اور کتب خانہ مین محفوظ رکھنے لائق ہے۔ اس رسالہ کا یہ اثر ہوا کہ پرکاش لاہور گھبرا اٹھا اور اُس نے آریہ سماج کے سو جانے پر افسوس ظاہر کیا ہے حالانکہ بہت سی کتابین تصنیف ہوتی رہتی ہین اور اُنکے دلائل کو فرسودہ دلائل کہکر ٹال دیا جاتا ہے۔ مگر مناظرہ کا یہ جدید اسلوب ہے ڈھانچ مین تو ہین رہی انگلے برس کی تیلیان کہنے کی اجازت نہین دیتا اور یہی حضرت مصنف کی کامیابی کا نشان ہے اخیر رسالہ پر جو دو ٹریکٹ کا اعلان ہے جو مدرسہ شائع کرنا چاہتا ہے لیکن پرکاش لاہور ٹریکٹ نمبر ۲ کی وجہ سے اسقدر پریشان ہے کہ شائع ہونیوالے رسالون کو شائع شدہ سمجھکر غل مچانا شروع کر دیا اور یہی حال دوسرے سماجی احباب کا ہے۔ مین کہونگا کہ مدرسہ آلہیات کانپور نے اپنے فرض کو خوب سمجھا؛؛

روزانہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۱۰ء مین ایک ہندو نامہ نگار گوپال نامی تحریر فرماتے ہین:

"جناب اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار۔ بندگی۔ اِن دنون مدرسہ علم آلہیات کانپور سے جو دو نمبر ٹریکٹ شائع ہوچکے ہین اُنکی متانت اور سنجیدگی سے انکار کرنا چاند پر خاک ڈالنا ہے نہایت سنگین اور مضبوط اصول پر اُنکی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اسکی جو معمولی حرکت سے جنبش نہین کھا سکتے جس فراخ دلی اور تہذیب سے کام لیا۔ وہ علم و روشنی کا تقاضا ہے۔ کچھ اعتراض ایسے بھی ہین جو خود ہم پر پڑتے ہین مین اپنے یقین مین ستہ (سچ) بات کو چھپانا پاپ سمجھتا ہون اسلیے مین آریہ سماج کو دوستانہ صلاح دیتا ہون کہ بہت جلد اِن ٹریکٹو کا جواب اُسی پیرایہ جس پیرایہ کے سوالات ہین دے ورنہ یہ سمجھ لیا جائے گا کہ آریہ سماجی شایستہ شاستراتھ (مباحثہ) سے جی چراتے ہین اور اُنکا بھنڈار (خزانہ) خالی ہوچکا اُن سے جواب نہ بن آئے تو بڑے بڑے مہاتما اور ویدوان سناتن پنڈتون سے توجہ کرین وہ ان باتون کا اُتر (جواب) نہایت آسانی سے دیدینگے۔ مین دوبارہ تاکید کر کے سماج کو صلاح دیتا ہون کہ جلدی اپنے دہرم کی خبر لین۔ کیونکہ یہ زمانہ کورانہ تقلید کا نہین ہے سوسائٹی کا اثر زبردست ہوتا ہے۔

رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ جون ۱۹۱۵ء ریویو کرتا ہے۔

"ٹریکٹ نمبر ۳ مین سماجی پرمیشر اور اسلامی توحید کا مقابلہ کیا گیا ہے یہ ٹریکٹس بڑی تحقیقات سے لکھے جاتے ہین ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مصنف جو طلبا مدرسہ الٰہیات مین ہین آریون کی کتابون سے خوب واقف ہین اس ٹریکٹ مین ویدک مت پر چالیس اعتراضات کیے گئے ہین اور اعتراض کے نمبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ٹریکٹ مین بھی چالیس سوال درج تھے یہ سلسلہ ٹریکٹ بہت مفید ہے یہ ٹریکٹس مفت تقسیم ہوتے ہین"

حاضرین اس ہی سلسلہ مین اسقدر کہنے کی اور جرأت کرونگا یہ ہی نہین کہ ٹریکٹون نے اپنا اثر صرف ہندوستان ہی تک محدود رکھا ہو بلکہ برما چین افریقہ وغیرہ دور دراز ممالک سے بھی کثرت سے ان کی طلبی کی درخواستون نے انکے اثر کے محیط اور عالمگیر ہونیکی شہادت دی ہے زیادہ خوشی کی بات یہ بھی ہے کہ سوالات جو طلبا کے قلم سے نکلے ہین وہ ملک کے اکثر حصون مین مناظرہ کا دستور العمل بنگئے ہین اس موقع پر یہ امر ظاہر کرنا بیجا نہ ہو گا کہ اس کام مین جسقدر صرف کثیر واقع ہوا ہے اُس کا بار عظیم بھی بانیان مدرسہ نے اپنے ذمہ ہی رکھا مگر اس سلسلہ کو قائم رکھنے کے لیے ضرورت ہی پرجوش مسلمان اپنی قیمتی امداد سے ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہین۔

حضرات مدرسہ کا مشن صرف طلبا کی تعلیم اور ٹریکٹون کی اشاعت تک محدود نہین ہی بلکہ اُس کے کارنامون مین دوسرا کام واعظین کے ذریعہ سے دیہاتون مین تبلیغ اسلام کا فرض انجام دینا ہے جسکے لیے واعظ مقرر کیے گیے ہین اسوقت تک مدرسہ کیجانب سے دس مکاتب ابتدائی بھی نواح کانپور مین قائم کیے گئے ہین جنمین ۱۷۴ بچے تعلیم پا رہے ہین انتہا نہایت قابل قدر کام وُہ سعی اور کوشش ہی جسکی بدولت اسوقت تک ۵۴ آدمی مشرف بہ اسلام ہوے مذکورہ بالا کوششون کا ایک بدیہی اثر یہ بھی ہوا کہ دیہات کے ۱۲۵ نومسلم راجپوت پورے طور پر اسلام کے پابند ہو گئے۔

اس مقام پر حساب آمد و خرچ پیش کیا گیا۔ دیکھیے ضمیمہ نمبر (۱)

گرامی قدر حاضرین - اب تک جو کچھ کھا گیا وہ ہماری ناکارا اور عجز آلودہ کوششونکی داستان تھی - اُمید ہے کہ آپ لوگون نے اُسے غور اور ہمدردی و رحم کے کانون سے سُنا ہوگا مگر اب ہم کچھ کہنا چاہتے ہین وہ بزرگان قوم سے ایک زبردست اپیل ہو - آپ حالات مذکورہ بالا سے خود اندازہ فرما سکتے ہین کہ ہم نے ابتک کیا کیا ہے اور کیا کر رہے ہین اور آیا ہم اس قابل ہین کہ آپ متفقہ طور پر ہمکو ہمارے انسٹیٹوشن کو - اور ہمارے مقاصد کو رحم و ہمدردی کی نگاہ سے دیکھ سکین - اسکا فیصلہ خود آپ حضرات کی قومی حمیّت اور احساس پر چھوڑا جاتا ہے مگر پھر بھی ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے ؎

مابدین مقصد عالی نہ توانیم رسید
ہان مگر فیض شما پیش نہد گامی چند

اجلاس دوم

منعقدہ ۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء وقت ۲ بجے دن کے

پریزیڈنٹ

جناب آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب بیرسٹرایٹ لا

دوسرے اجلاس کی کارروائی ۲ بجے سے شروع ہوئی اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی بلیڈر چیف کورٹ پنجاب نے نہایت عالمانہ اور موثر حسب ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ واشہد ان محمد عبدہٗ ورسولہ

اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد وبارک وسلم۔

امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقال لرسول یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورًا ۝ پ۱۹ رکوع۱

یہ آیت جو مین نے قرآن کریم سے پڑھی ہو وہ اس مکالمہ کی طرف اشارہ کرتی ہو جس کی بابت آثار مین آیا ہے کہ حضرت نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور خدا تعالیٰ کے درمیان بروز قیامت ہوگا۔ خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے ہین کہ تیری قوم نے کیون حقیقی تہذیب کو حاصل نکیا۔ کیون وہ اصلی فلاح اور بہبودی کے مالک نہوے تو نبی کریم اُسکے جواب مین فرماتے ہین کہ میرے مولا بیشک تو نے وہ کتاب تو بھیجی کہ جسنے ہر ایک قسم کی تہذیب اور ترقی کی صراط مستقیم دکھلا دی۔ لیکن میری قوم نے اُس کتاب یعنے قرآن کو پس پشت کیا۔

دوستو! کبھی آپنے اس آیت کے منشا اور منطوق پر غور کیا۔ کبھی آپنے سوچا کہ یہ آیت کہانتک عظیم الشان صداقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اگر آپ اسکی صداقت پر غور کرتے اور اُسکی اُس تہدید کو سوچتے کہ جسکی طرف یہ اشارہ کرتی ہو تو کیون ہمین آج فلاکت مصیبت اور نکبت کا منہ دکھنا پڑتا

دوستو! کیا تم نے کبھی غور کیا کہ علم تواریخ دنیا مین کس لیے پڑھایا جاتا ہے اُس سے غرض قصہ گوئی اور داستان نگاری نہین نہ ہمین اس علم سے چندان فائدہ ہوسکتا ہے کہ فلان بادشاہ کیسا تھا یا کہان تھا اصلی غرض علم تواریخ سے اون اسباب کو تلاش کرکے سبق لینا ہے کہ جس سے دنیا کی مختلف قومون مین ترقی اور تنزل پیدا ہوگیا۔ ہم تاریخ مین دیکھتے ہین کہ کن وجوہ سے کس قوم نے ترقی کی پھر وہ کیا اسباب پیدا ہوگیے کہ جن سے وہ ترقی یافتہ قوم قعر مذلت مین پڑ گئی۔

دوستو۔ کیا تمنے اس نگاہ سے اقوام عالم کے تغیر و تبدل اون کی ترقی اور تنزل کو مطالعہ کیا۔

کیا تم نے اُن اسباب کی تلاش کی کہ جنکے پیدا ہوجانے سے مختلف قومون نے پستی سے ترقی کا مُنھ دیکھا اور پھر اون اسباب پر بھی غور کیا کہ جنسے ترقی یافتہ قومین تنزل کی طرف گئین۔ اگر تم نے کبھی ایسی تحقیق کی ہو تو تمکو ایک قوم دنیا مین نظر آئیگی جسکی ترقی اور تنزل بالکل ایک الگ رنگ دنیا سے رکھتی ہو وہ وہ قوم ہے کہ جو اپنے عروج سے پہلے ترقی و تہذیب

کے لحاظ سے صفر کے درجہ پر تھی جو شایستگی کیا معمولی انسانیت سے بھی اجنبیت رکھتی تھی لیکن پھر وہی قوم
کل اقوام عالم کے مقابل تھوڑے سے تھوڑے وقت مین ترقی کی معراج پر پونہچ گئی - پھر کچھ عرصہ کے بعد اُس
قوم نے تنزل کیا وہ قوم کون ہی، وہ تمھاری ہی قوم ہی - دنیا مین جہان اور قومون نے پچاسون نہین
سیکڑون برس پستی سے ترقی کی طرف آنے مین خرچ کیے تمھارے بزرگون نے صدی کے تیسرے اور چوتھے
حصہ مین وہ ترقی کی جسکی نظیر اسوقت تاریخ دنیا مین نہین - وہ پستی اور مذلت کے اُس نقطے سے چلے کہ جس سے
نیچے اور کوئی نقطہ ہونا ناممکن ہی - اور اُنھون نے ایک پچیس تیس برس مین وہ ترقی حاصل کی کہ جس سے آگے
انسان کا کوئی اور نصب العین ایک امر موہوم ہی، اب بتلاؤ وہ کون اسباب تھے کہ جنھون نے یہ اعجاز
عرب مین پیدا کر دیا - کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک مین کھو لگا ہین وہ تو خود اس
مقابلہ مین فرماتے ہین کہ انا اول المسلمین کہ مین خود سب سے پہلا ماننے والا ہون - پیارو! یہ قرآن کریم
ہی تو ہے - جسکے احکام پر سب سے پہلا چلنے والا وہ خود مطاع عالم تھا کہ جسکے نزول نے تمھارے بزرگون کو
قعرِ پستی سے نکال کر آسمانِ فلاح پر پونہچا یا جسکی مرضی ہو کسی اور قوم کی ترقی کا مقابلہ اسلامی ترقی سے
کرے، وہ قوم جو ترقی سے پہلے تہذیب کے سب سے نیچے زینہ پر تھی - وہ قوم جس نے تھوڑے سے تھوڑا
وقت مختلف منازلِ تہذیب کو طے کرنے مین لیا، وہ قوم جو فی الفور معراجِ تہذیب پر پہونچگئی - وہ
ہماری ہی تو قوم تھی - اب اگر اس فوق العادت تبدیلی کا باعث وہی کتاب ہے جو اسوقت ہمارے
پاس موجود ہے تو پھر ہم مین ترقی کے آثار کہان ہین - کیون ہم دن بدن نکبت اور مذلت کو دیکھ
رہے ہین - کیون ہم ہمسایہ قومون کی نگاہ مین ذلیل اور خوار نظر آتے ہین - بیشک خوب غور سے اسکا
اصلی سبب تلاش کرو بلکہ اس تحقیق مین اوس زمانہ تک چلے جاؤ جب مسلمانون مین تنزل شروع ہوا -
اسکا صرف ایک ہی باعث تمکو نظر آویگا - اور وہ وہی جو بطور پیشین گوئی اس قرآنی آیت مین ذکر
کیا گیا ہے یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا ۔ اے مولا میری قوم نے
اس قرآن کو پس پشت کر دیا - میرے شیخ حضرت مولنا صاحب علیہ الرحمۃ نے کیا سچ کہا ہے - شعر

مفقود شد است درس قرآن ۔۔۔ زان روز ہجوم این بلا ہاست

جس دن ہمنے قرآن چھوڑا۔ اوسی دن ہمنے تہذیب و ترقی سے مُنھ موڑا - اب اگر علم تاریخ پڑھنے
کی صرف یہی غرض ہو کہ ہم اُن اسباب کو خود اختیار کرین کہ جن سے اقوام عالم نے ترقی کی اور
اُن اُمور سے اجتناب کرین کہ جنکے پیدا ہونیسے بعض اقوام ترقی سے تنزل کی طرف آگئی ہین اور
اس امر مین ہمکو اُس قوم کی حالت دیکھنی ہوگی جو ادنےٰ سے ادنےٰ مقام سے اعلے سے اعلے مراتب تک
اور تھوڑے سے تھوڑے وقت مین پونہچی - تو پھر مدوجزر اسلام ہی ہمارے مطالعہ کے لیے کافی ہے -
قرآن ہی وہ سبیل اولی ہو کہ جس نے ہمارے بزرگون کو پستی سے نکال کر معراج پر پونہچایا - اور قرآن کو
پس پشت کرنا ہی وہ امر تھا جس نے آسمان ترقی سے ہمین نیچے پھینکا -

پیارو - اب بتلاؤ یہ ایک مجرب نسخہ نہین - اگر مجرب نسخہ ہے تو پھر اسکے استعمال کرنیکا کونسا وقت ہے
دوستو تم جو بیماری یا مرض کے وقت شہر کے مختلف ڈاکٹرون حکیمون کو چھوڑ کر کسی خاص طبیب کو اپنے
علاج کے لیے منتخب کر لیا کرتے ہو اوسکا کیا باعث ہو - کیا تمکو اس انتخاب کے لیے کوئی الہام ہوا کرتا ہے
ہرگز نہین ، صرف تمھارا یا تمھارے دوستون یا تمھارے ہموطنون کا گذشتہ تجربہ - اس تجربہ نے تم پر ثابت
کر دیا ہے کہ کسی خاص مرض کا علاج اُس خاص طبیب کے پاس ہو یہ تجربہ تمکو اُس طبیب کے پاس لیجاتا ہو
تو پھر جب تمنے ایک دفعہ یہ نسخہ استعمال کر لیا تاریخ عالم کے اوراق نے اس نسخہ کے مفید ترین ہونے پر
مہر صداقت کر دی تو پھر تمکو آج کیا ہوا ہو کہ تم اس نسخہ کو اختیار نہین کرتے - تم لاکھ انجمنین بناؤ تم لاکھ
کانفرنسین قائم کرو تم لاکھ تجاویز سوچو یہ سب غلط اگر وہ کتاب مجید کے منشا کے ماتحت نہین کہ جس نے
انسانی ترقی اور تہذیب کی سب راہین کھولدی ہین جس نے فلاح اور بہبودی کی آسان سے آسان اور
مختصر سے مختصر راہ دکھلادی اور جس راہ کا نام اُس نے اپنی پہلی ہی سورۃ مین صراط مستقیم رکھا ہو -
آخر خطِ مستقیم وہ چھوٹے سے چھوٹا خط ہوا کرتا ہے جو ایک نقطہ سے دوسرے نقطہ تک پونہچنے کے لیے
ہوا کرتا ہے - نقطہ پستی سے نقطہ بلندی تک پہونچنے کی مختلف حکما اور معلمین نے تجویز کی ہین لیکن یاد رکھو
کہ اون تمام راہون مین سے آسان سے آسان اور سیدھی سے سیدھی وہی راہ ہے جسکا نام قرآن نے
صراطِ مستقیم رکھا ہے اور وہ وہی ہے کہ جسکی تشریح مین کل قرآن کریم بھرا پڑا ہے - دوستو! مجھے

معاف فرماوین اگر مین آپسے یہ سوال کرون - تم بتلاؤ تم مین سے کون ہے جسکو میری ان باتون
پر ایمان نہین اور مین تمھارے جواب دینے سے پہلے ہی یقین رکھتا ہون کہ حاضرین مین سے
ایک بھی مسلمان متنفس ایسا نہوگا جو میرے ان معروضات پر ایمان نہ رکھتا ہو - لیکن خدارا
بتلاؤ تم مین جو برادران میرے سامنے ہو کسقدر ہین جو قرآن کریم کو پڑھتے ہین اور غور کرتے ہین
جو اپنے ہر ایک امر مین قرآن کو ہادی اور حکم سمجھکر ہدایت حاصل کرنے کے لیے قرآن کھولتے ہین
جو اپنے قول وفعل کو قرآن کے ماتحت کیے ہوے ہین - اور تم مین کسقدر ہین جو قرآن کریم کو بغرض
عمل پڑھا کرتے ہین - لیکن یہ مطالبہ تو بڑا بھاری مطالبہ ہی مین تم سے صرف اسقدر پوچھتا ہون
کہ تم مین کسقدر ہین جو ناظرہ کے طور پر صرف قرآن پڑھا ہی کرتے ہین - خدارا اپنے دلون مین
خود ہی احتساب کرو - تم چاہتے ہو کہ تم بیماری سے صحت یاب ہو جاؤ اور تمھاری حالت یہ ہے
کہ تمنے اُس نسخہ مجربہ کی اسقدر بیقدری کی ہی جو حقیقی شفا بخش ہی - پیارو تمنے ایک ہمسایہ قوم کا جا
دیکھا جسکا نام آریہ سماج ہی تم پر تو خدا کا اسقدر فضل ہی کہ اگر مین آج کانپور کے ہر ایک گھر کی تلاشی
لون تو تم خواہ پڑھو یا نہ پڑھو تم سب کے گھرون مین قرآن کی ایک آدھ جلد نکل آویگی
لیکن اسی شہر مین اگر تم ہندو گھرون کو دیکھو تو وہان وید کا موجود ہونا تو درکنار شاید
پانچ فیصدی ایسے ہندو اور سماجی تمکو ملین گے جنھون نے وید کی شکل بھی عمر بھر مین دیکھی ہو
اور پڑھنا اور سمجھنا تو شاید ہزار کیا کئی ہزار آدمیون مین سے شاید ایک کو بھی نصیب نہو -
یہ تو اون کی حالت ہی اور تسپر دیکھو اون کو وید کے پرچار کا کسقدر جوش خروش ہی - وہ وید جسکو
وہ سمجھ نہین سکتے جسکو وہ پڑھ نہین سکتے جسکے متعلق کہا جاتا ہی کہ اس مین علوم کے خزانے ہین لیکن
وہ اُن مقفل خزانون کی طرح ہین کہ جنکی گم شدہ کنجی ہزارون برس سے نہین ملتی اور آیندہ بھی
مل نہین سکتی جسکے معمولی ارتھ کرنے یعنے سمجھنے کیلیے اون کے اپنے خیال کے مطابق تیس سال کی میعاد
ضروری ہی ان مشکلات کے مقابل اونکا یہ جوش خروش کہ رات دن وید وید پکارین ہزارون نہین
لاکھون روپیہ گرو کل کے لیے جمع کر دین اور بالمقابل تمھاری یہ حالت - تمکو خدا نے وہ کتاب

عطا کی کہ جسکو آجتک خدا نے تمھارے لیے محفوظ رکھا جو خود زندہ جسکی زبان زندہ جو اسقدر آسان کہ اُسکی شان مین خود آیا ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر -

اور پھر جس کے اعجازی اثرون کا ایک زمانہ قائل اب تبلاؤ ہماری اپنی کم نصیبی نہین تو اور کیا ہے -

پیارو - یاد رکھو اور خوب یاد رکھو تم نے اس قرآن کے طفیل ترقی اور تہذیب کو دیکھا اوسکو پس پشت کرنے سے تمنے نکبت و ذلت پائی - اب آیندہ تم اگر ترقی کا منھ دیکھوگے تو اسی ایک کتاب کے ذریعہ سے دیکھوگے - آج جو خدا تعالیٰ نے تمھاری قوم کے دل دُکھانے کے لیے ایک قوم کی زباندرازی کو تمپر مسلط کر دیا ہو اسکا باعث اور کیا ہے یہی کہ تم نے اس کتاب سے منھ پھیر لیا ہے کہ جس مین اُس بدزبان قوم کے کل اعتراضونکا جواب ہے یہ قوم خدا تعالیٰ نے اس لیے تمپر مسلط کی کہ تم غفلت کے لحافون مین میٹھی نیند سو رہے تھے، تمکو زمانے نے بہت جگانا چاہا لیکن تم کیون جاگنے لگے تھے آخرکار خدا تعالےٰ نے تمپر ان بدزبانون کو مسلط کیا جس سے تمکو کچھ ہوش آنے لگا یہ کوئی نیا کرشمہ ربی نہین بلکہ تاریخ اسلام نے پہلے بھی یہ صورت دیکھی تھی - جب خلفاء عباسیہ اپنے عیش اور عشرت مین پڑ گئے امرا اور وزرا نے فاجرانہ زندگیان اختیار کین تو اُن فجار کو قتل کرنیکے لیے خدا تعالیٰ نے کفار کو مقرر کیا ہلاکو خان کو خدا اوٹھایا اور اُسکی تلوار نے بغداد مین خون کی ندیان بہا دین اوس نے عباسی سلطنت کو معدوم کرکے خود سلطنت پر قبضہ کر لیا - یہ امر کس لیے ہوا صرف اس لیے کہ مسلمانون نے اُسوقت قرآن کو کچھ وقت کے لیے چھوڑ دیا تھا - ہان ہلاکو خان نے جہان تلوار چلائی وہان ہمارے ہموطنون نے زبان کی درانتی چلائی اور ہمارے بزرگون کو گالیان دیکر ہمارا دل پاش پاش کیا لیکن ہم اس امر مین مایوس نہین جس طرح ایک قرآن کو پس پشت کرنیوالی قوم کو خدا نے ہلاکو خان سے سزا دلاکر آخرکار نسل ہلاکو خان کو ہر طرح اُسکا قائم مقام کیا - یعنی اوسکی اولاد مسلمان ہوکر آج ترکون کی شکل مین ظاہر ہوی اسیطرح یہ حضرات بھی ایک دن جس طرح آج مندرون سے بتون کو نکال توحید کی خدمت کر رہے ہین اسیطرح اپنے دلون سے دوسرے بتون کو نکال کر اُسی خدمتِ توحید کے عوض ایکدن اُس کتاب کے خادم بن رہین گے کہ جس نے دراصل توحید کو دنیا مین زندہ کیا اور جس کے طفیل بقول دیانندجی مہاراج

توحید ہندوستان مین آئی۔ لیکن خدا نکرے کہ ہمارا حال وہی ہو جو اُنکا ہوا اور جنپر ہلاکو خان کا وار چلا

الغرض قرآن کریم ہی سے اُنہنے ترقی پائی اور قرآن کریم ہی سے ہمکو پھر ترقی کا منھ دکھلانا ہی دوستو میلر یہ کہنا کہ تم ہر ایک امر مین قرآن کو ہادی پاؤگے کیا یہ مین اسلیے کہتا ہون کہ مین ایک ایسے گھر مین پیدا ہوا ہون جو قرآن کی کاملیت پر ایمان رکھتے ہین۔ یا مین اسلیے کہتا ہون کہ قرآن کریم نے خود بھی ایسا ہونے کا دعویٰ کیا۔ بلکہ مین تو علی وجہ البصیرت کہتا ہون۔ مین نے کل اون تمام کتابون کو حتی الوسع دیکھا جو مختلف قومون نے اسوقت تک الہامی مان رکھی ہین اُونکا حتی الوسع مقابلہ کیا اور مین بلاخطرہ اب یہ کہہ سکتا ہون کہ دنیا مین مجھے ایک بھی کتاب ایسی نظر نہین آئی کہ جسے مین مکمل کہہ سکون مین آپسے سچ عرض کرتا ہون کہ اگر ان کتابون کی صراحتًا یا کنایتًا قرآن کریم نے تصدیق نہ کی ہوتی تو مین انکو الہامی تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہ ہوتا۔

جب مین اُن تمام ضروریاتِ انسانی پر نگاہ دوڑاتا ہون کہ جو اٹھون پہر مختلف طبقے کے انسان کے لاحق حال ہوتی ہین پھر اُن مشکلات کو دیکھتا ہون کہ جنکے دفعیہ کے لیے انسان خارجی روشنی کا محتاج ہوتا ہی۔ اور پھر اُن احتیاجون کے علاج کی تلاش مین قرآن کریم کے سوا کسی اور تسلیم کردہ الہامی کتاب پر نگاہ ڈالتا ہون تو بجز مایوسی کے اور کچھ ہاتھ نہین آتا۔ ہان ہر ایک مشکل ہر ایک وقت اور ہر ایک امر متنازعہ پر انسان کی ہادی مجھے وہی کتاب نظر آتی ہی جو فروداے اللہ والرسول کی صلائے عام دنیا کو دیتی ہے۔ قرآن کے سوا ان تمام کتابون کو چھان مارو اون مین سے قریبًا سب کی سب مکانی اور زمانی ضروریات کے لیے تھین اور ان مین ایک بھی ایسی کتاب نہین جسمین ہر ایک زمانہ اور ضروریات کے لحاظ سے تعلیم ملے مثلًا توریت انجیل کو ہی دیکھ لو اول الذکر کتاب اگر انتقامی شریعت دیتی ہے تو آخر الذکر نے رحم پر زور دیا۔ جناب موسیٰ کی بعثت سے پہلے اسرائیلیو نپر ایک وقت گذرا تھا کہ جب وہ فراعنۂ مصر کی جور و تعدی سے کل قوائے مردانہ اپنے ہاتھ سے دے بیٹھے تھے یہ ایک مسلمہ امر ہے اور تاریخ زمانہ اسکی شاہد ہے کہ جب کئی نسلون تک ایک قوم پر ظالم حکمران ہون تو محکوم ہمیشہ صفات مردانہ سے عاری ہو جاتے ہین نہ اُن مین شجاعت رہتی ہی نہ ہمت وہ قوت غضبیت اور انتقام جسکا ایک جائز استعما

دنیا مین بدمعاشون اور بدکردارون کی تادیب و سزا کے لیے ضروری ہوتا ہی اور جس قوت کے مرجانے
سے انسان بزدل اور دیوث تک ہوجاتا ہی وہ قوت ظالمانہ حکومت کے ماتحت عموماً مرجاتی ہی ہو بہو
یہی حالت بنی اسرائیل کی ہورہی تھی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شریعت لائے فرعون کے راتدن
کے ظلمون نے اُنھین بالکل بزدل اور کم ہمت کر رکھا تھا - وہ انتقامی اور غضبی طاقتون سے بالکل بے بہرہ
ہوکر کُل مردانہ صفات گنوا بیٹھے تھے۔ اون مین اُن طاقتون کے ازسرنو پیدا کرنے کے لیے ضروری تھا
کہ اُن مین انتقامی قانون جاری کیا گیا - اُنھین اسلیے سکھلایا گیا کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ
کے بدلے آنکھ لی جاوے اس انتقامی شریعت پر چلکر چند نسلون بعد یہودیون مین صفات مردانہ پیدا
ہونے لگے - لیکن یہ تعلیم تو آخر ایک غرض پوری کرنیکے لیے نازل ہوئی تھی اسمین مداومت کہان ہوسکتی
تھی علاوہ ازین انسانون مین مغز شریعت کو چھوڑکر الفاظ پرستی کی عادت عموماً ہوتی ہے -
یہودی قوم نے انتقامی شریعت کی لفظ پرستی یہانتک کی کہ وہ قوم غضب و رکینہ توزی اور ناجائز انتقام
لینے کے لیے ضرب المثل ہوگئی - وہ انتقام اور غضب کے انتہا کو پونہچ گئی اور اونکو نقطۂ اعتدال
پر لانے کے لیے ضرور تھا کہ دوسرے انتہا کی تعلیم شروع کیجاوے اسلیے اُنھین یہودیون جنکو دانت کے
بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ کی تعلیم دی گئی تھی ایک پاک انسان خدا کا مسیح اوٹھا اور اُس نے اونکو
تعلیم دی کہ مبارک وہ ہے جو دلکا حلیم ہے اگر کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو تو دوسرا گال
اُسکے آگے رکھ نادانون نے ان دونون تعلیمون پر اعتراض کیا عیسائیون نے اگر حضرت موسیٰ
کی غضبی اور انتقامی تعلیم پر نکتہ چینی کی تو یہودیون نے جناب مسیح کی ناقابل عمل تعلیم پر ہنسی اوڑائی
حالانکہ ہر دو کا ایک موقعہ محل تھا۔ اور اب بھی مختلف اوقات مین اونکا محل اور موقعہ نکل آتا ہے۔
تعزیری قوانین جو مختلف گورنمنٹون نے سیاست کو قائم رکھنے اور بدمعاشون کی شرارتون سے
رعایا کو محفوظ کرنے کے بنا رکھے ہین اور جنکے ایک مجموعہ کا نام ہندوستان مین تعزیرات ہند ہے
یہ کیا ہے اُسی انتقامی شریعت کی دوسری شکل ہی کہ جسپر پادری لوگ نکتہ چینی کرتے ہین کیا کوئی
عیسائی گورنمنٹ ہو کہ جسنے اس قسم کے تعزیری قوانین نہین بنائے کیا کہین معناً یا مجازاً چورون

ڈاکوؤن اور دیگر بدکردارون کے مقابل ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسرے گال آگے کیے گئے
یا دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ پر عمل ہوا۔ کیا ایک چور جب کسی پادری کی ٹوپی چراتا ہی
تو وہ اسکے اس فعل کی پاداش مین کوئی پادری اوسے اپنا فراک کوٹ ویدیا کرتا ہی یا شریعت موسوی
پر ضطراً عمل کرکے اوسے پولیس کے حوالہ کردیا کرتا ہی، یہان ہر جگہ شریعت موسوی بھی قائم نہین رہ سکتی
بعض وقت ایسے لوگون سے جرم ہوجاتاہے کہ اگرانکو شریعت موسوی پر عمل کرکے سزا دیجاوے تو پھر وہ سزا
کی کیفیت سے ایکدفعہ آشنا ہوکر آیندہ ہمیشہ کے لیے خطرناک مجرم ہوجاتے ہین جیل کی ہوا کھاکر جیل کا خطر
اُنکو آیندہ جرائم سے نہین روکتا ایسے حالات مین اگر عیسوی تعلیم پر عمل کرکے رحم اور عفو سے کام لیا جاوے
تو زیادہ انسب ہوگا، مگر حاکم کو یہ دیکھنا ضروری ہی کہ عفو کرنیسے کوئی اصلاح مرتب ہوسکے۔ الغرض حاکم
کو شریعت عیسوی اور موسوی دونون کو سامنے رکھکر مناسب وقت کام کرنا ہوتا ہی۔ دیکھو ایک مدت تک
ہمارے ملک مین بھی تعزیرات ہند کے ماتحت شریعت موسوی پر عمل ہوتا رہا ہر ایک جرم کرنیوالے کو سزا
دی گئی آخرکار واضعان قوانین نے ان نقصون کو بھی دیکھا اور ۱۸۹۸ء کے ضابطۂ فوجداری مین
ایک دفعہ ۵۶۲ بڑہادی گئی جس کے ماتحت ایک مجسٹریٹ کو بعض جرائم کے متعلق اختیار دیا گیا کہ اگر مجرم
سے اصلاح کی اُسے اُمید ہی تو سزا دینے کے بجائے وہ ایکسال کی نیک چلنی کی ضمانت لیکر اُسے معاف
کردے اب یہ معجون مرکب جو تعزیرات ہند اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۶۲ سے پیدا ہوئی ہے
یہ ان ضروریات کے مناسب حال ہی لیکن نہ توریت اور نہ انجیل مین اس قسم کے امتزاج مناسب کا پتہ
چلتا ہی لیکن مبارک ہی وہ کتاب جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرمایا۔

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ ۲۵ ۵

دیکھو سزا دینے کے معاملہ مین اور انتقام کے امر مین یہ بھی درست ہی کہ بدی کا انتقام اُسی قسم کی بدی ہو
لیکن اگر بدی کرنے والے کو ایسی صورت مین معاف کردیا جائے کہ وہ معاف کرنا اُسکے لیے باعث
اصلاح ہوسکے تو معاف کرنا بہتر ہے پھر مظلوم یعنی بدی رسیدہ خدا تعالی سے آجر پاسکے گا
اللہ اللہ کیسی حکیم اور جامع تعلیم ہے۔ وہ تمام امور جو شریعت موسوی مین تھے اور جو

دنیا کے تعزیری قوانین میں مرتب کئے گئے ہیں اُنکا اصول دو لفظون میں جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا زیدی کا انتقام بدی ہی ہے رکھا گیا پھر وہ معافی کا قانون جسپر انجیل نے ناقص طور پر زور دیا اور ہین نے اُسے ناقص طور پر اسلیے کہا کہ ہر جگہ رحم اور عفو کا محل اور موقع نہین ہوتا قرآن نے اُس تعلیم پر محل اور موقع کے لحاظ سے زور دیا اور فرمایا فمن عفا و اصلح یعنے معاف کرنیکا موقعہ وہان ہی پیدا ہوگا جہان اسے معاف کر دینے سے مجرم مین اصلاح ہو سکے والّا نہین۔

اب بتلاؤ اگر دنیا کی گورنمنٹین سیاسی امور مین اور امن عامہ قائم کرنے کے لیے قوانین مرتب کرنے لگین اور ان قوانین کے لیے یہ التزام کر لین کہ وہ قوانین وضع کرتے وقت اصول قانون الہامی کتابون سے لین گے تو پھر کیا توریت کام دیسکے گی یا انجیل مین عرض کرونگا کہ اس معاملہ مین یہ ہر دو کتاب کافی نہون گی وہ تو وقتی ضرورتون کے لحاظ سے تھین ہان ہر ضرورت حقہ کا علاج اگر کسی کتاب مین ہے تو وہ قرآن کریم ہی ہے قرآن کریم نے ہی آج سے تیرہ سو برس پہلے کل تعزیری قوانین کے متعلق وہ اصول قائم کیا جو مہذب سے مہذب مقننین کو آج انیس صدیان مسیح پر گذرنے کے بعد سجھ مین آیا مین نے اس امر کے متعلق وید کا ذکر نہین کیا کیونکہ مین نے وید کو ان باتون سے بالکل ہی خالی پایا۔ جاؤ چارون ویدون کو چھان مارو اُن مین ان امور کا آپ ذکر نہ پاوین گے اور اوسکی ایک خاص وجہ ہے، وید کی تعلیمات بھی مکانی زمانی لحاظ سے تھین اور ایک ایسے وقت یہ صحیفے مدون کئے گئے جب انسانی سوسائٹی ابھی اون تہذیبی پیچیدگیون مین نہین پڑی تھی کہ جسکا نتیجہ جرائم ہوا کرتا ہے خود اون چارون ویدون کو ہی یکے با دیگرے دیکھا جاوے تو اون کی متقابلہ تعلیمون مین جسقدر اختلاف ہے وہ اختلاف ہی خود کہہ رہا ہے کہ جون جون وقتی ضروریات آریہ ورت مین پیدا ہوتی گئین یہ چارون وید پیدا ہوتے گئے اور ایک وید کی موجودگی مین بھی نئی ضرورتون کے پیدا ہونے پر دوسرے ویدونکی ضرورت پیدا ہوئی۔ جب ویدونکا آپس مین یہ حال ہے تو ان سے یہ توقع رکھنی کہ یہ آیندہ ضروریات کی متکفل ہونگے یہ محض ایک خوش اعتقادی ہی اعتقادی ہے رگوید کا زمانہ وہ زمانہ آریہ قوم کے بزرگون کا ہے جب وہ اپنے سنگلاخ خشک ....

تاریک علاقہ سے نکلکر دریاے سندھ کو عبور کرتے ہوے پنجاب کے میدانون مین آباد ہوے وہان اُنھون نے چمکتا ہوا سورج صاف شفاف سا پانی چلتے ہوے دریا صاف ستھری ہوا گرم و سرد موسم بہاری خزانی کیفیات ملاحظہ کین شمالی اور وسطی پنجاب کی سرزمین اور اوس کے منظر جو ہندوکش کے گرد نواح سے بدرجہا زیادہ دلکش خوبصورت اور زرخیز تھے۔ وہ آرین بزرگون کو کچھ ایسے پسند آئے کہ اُنھون نے رات دن ان منظرون کے پیدا کرنیوالے عناصر یا بالفاظ آریہ سماج عناصر مین یہ عجیب و غریب طاقت رکھنے والے کی مہامین گیت گانے شروع کردیے۔

اُنکی ضروریتین بھی مختصر ہی سی تھین وہ عمدہ مویشی اچھی فصل زیاتی اولاد کے خواہان تھے اور اپنے گیتون مین انھین چیزون کی اکثر کرکے طلب کرتے تھے ہان اونھین خطرہ تھا تو اصلی ملک کے باشندونکا تھا جو اون کے دراصل دشمن تھے اور جنکی ہلاکت کے لئے بھی وہ دعا مین ہاتھ اُٹھایا کرتے تھے۔

الغرض یہی خلاصہ ہے اُن تمام رچاؤن کا اور منترون اور سُکتون مین جو رگوید مین ترتیب دی گئی ہین۔ اسی قسم کی اون بزرگون کی زندگی تھی اور اوسکے موزون حال وہ کتاب مرتب ہوئی جسے وہ الہامی سمجھے بیٹھے ہین رگوید کی تدوین تک تو آرین بزرگون اور اصلی باشندون مین مستقل جنگ نہ چھڑی تھی۔ لیکن جب یہ بیرونی لوگ اس علاقہ مین قدم جماتی اور بستیان آباد کرتے اصلی باشندگان کو نظر آئے۔ اور جب اصلی وطن سے اور آریہ بھی ہجرت کرکے اس نئے ملک مین آباد ہونے لگے تو پھر اصلی باشندگان اور ان نووارددون مین ایک ایک مستقل جنگ شروع ہو گئی۔ رگوید کے زمانہ مین تو خاندان کا بزرگ ہی گھر کا امیر گھر کا پروہت اور دشمنون کے مقابل گھر کا محافظ تھا لیکن جب مستقل آبادیان ہوگئین اور جنگ بھی مستقل ہو گئی تو پھر ایک اور جماعت پیدا ہو گئی جو مستقل طور پر جنگون مین مصروف رہتی ایسے وقتون مین زیادہ تر توجہ ان آریہ بزرگون کی جنگ اور اُسکے نتائج کی طرف تھی۔ وہ توجہ جو اُنکی پہلے زمانہ مین مظاہر قدرت کی طرف تھی وہ کم ہو کر لڑائی کی طرف

لگ گئی دل سے جو دعائین نکلتین وہ بھی فتحیابی اور دشمنون کی پامالی کے لیے نکلتین آرزؤن اور دعاؤن نے الہامی شکل مین شام وید کو مرتب کیا اور یہی وجہ ہی کہ جہان رگوید مین مظاہر قدرت کی دلچسپیان، ویدک رشیون کو اپنی طرف مخاطب کر کے زیادہ تر کھیتی باڑی مویشیون اور اولاد کی کثرت کے لیے دعائین اونکے مُنھ سے نکلتی تھین وہان شام وید مین زیادہ تر دعائین اور بکت منتر جنگو ئمین کامیابی، دشمنون کی پامالی۔ بہادرون کی تعریف مین ہین اور مظاہر قدرت مین اسقدر دلچسپی نہین لیجاتی جسقدر رگوید مین تھی۔ شام وید کا زمانہ الغرض ایک جنگی زمانہ تھا جسکے ماتحت فتوحات بڑھ گئین۔ ایسے وقت مین لازمًا وہ فاتح جو دشمنون کو پامال کر کے سنئے ملک اپنے ہمقومون کے لیے پیدا کر رہے تھے وہ عزت اور مکرمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے رفتہ رفتہ یہی فوجی افسر باقیو نپر حکمران ہونے لگے اور آرین قوم مین بادشاہت کا ابتدائی مفہوم اور خیال پیدا ہو گیا۔ یہ حالات شام وید کے زمانہ مین ہی کسیقدر شروع ہو گئے تھے۔ کیونکہ شام وید مین کہین کہین ہم بادشاہ اور سلطنت کا ذکر بھی پاتے ہین لیکن ان حالات نے زیادہ تر تکمیل یجر وید کے زمانہ مین پائی جس مین ہم بادشاہ۔ رعایا ابتدائی قسم کے تمدن۔ قوانین بعض حرفتون اور صنعتون کا ذکر پاتے ہین۔ ان امور کا رگوید مین مطلق ذکر نہونا۔ اور شام وید مین انمین سے بعض کا خال خال ذکر ہونا۔ اور پھر خود پرستاران وید کا ان ہر سہ وید ونکا یکے بادیگرے اسی ترتیب سے مرتب کیا جانا تسلیم کرنا کیا اس بات کا ثبوت نہین کہ آریہ بزرگ رگوید کے زمانہ مین کھیتی باڑی ہی سے شغل رکھتے تھے اور پھر آہستہ آہستہ اُنھون نے تمدنی منازل پر قدم مارا۔ اور ان کی زندگی کے مناسب حال بتدریج الہامی صحائف نے بھی ترقی کی یجر وید کا وہ زمانہ ہے کہ جب کل دشمن ہو چکے تھے اور آرین بزرگ بخت‌‌ا ور بے خطرہ اس ملک مین آباد ہو گئے تھے اور حرفت اور صنعت کی طرف متوجہ ہو گئے اور اسکا نام بھی آریہ ورت ہو گیا۔

اس زندگی اور آسائش کے بعد لازمًا قوم مین عیش و عشرت کے سامان پیدا ہو جاتے ہین اور بد اعمالیون کی طرف طبائع میلان کرتی ہین چنانچہ اتھروَن وید اسی زمانہ عیش و عشرت

کی طرف اشارہ کرتا ہی جس مین مختلف منترین مختلف جذباتِ دینیہ کی تسکین کیلیے پڑھی جاتی تھین۔ چنانچہ عورتون کو دام الفت مین لانے اور اُن کے تسخیر قلوب کے لیے کئی منتر اتھروَن وید مین موجود ہین۔

الغرض یہ چارون ویدا ور اون کے الہامی منترونمین وہ بتدریجی ترقی جسکا مین ذکر کرتا آیا ہون اس بات کا ثبوت ہو کہ یہ کتابین بہت ہی ابتدائی تہذیب کے منازل کے مناسب حال تھین ان مین اون قوانین کے اصل اصول تلاش کرنا جو تہذیب مین ترقی یافتہ اقوام کے مناسب حال ہون ایک امر موہوم ہی۔ یہ امر مین علی وجہ البصیرت کہتا ہون مین نے رگوید شام وید۔ اتھروَن وید قریبًا سارے سارے اور کچھ حصہ یجر وید کا دیکھا، اور مین اس نتیجہ پر آیا جو مین نے بیان کیا، اس مین شک نہین کہ مین سنسکرت سے ناواقف ہون۔ لیکن مین پوچھتا ہون کہ ہمارے سماجی بھائیون مین سے کسقدر وید کی سنسکرت سے بھی آشنا ہین ہمنے تو پھر بھی انگریزی زبان کے تراجم دیکھ لیے اُنھون نے تو یہ بھی نہین دیکھا اور مفت مین شور وغل ہندوستان مین ڈال رکھا ہی۔ چلو اس امر کے فیصلہ کے لیے کہ سوا قرآن کریم کے کوئی اور بھی دوسری الہامی کتاب کل انسانی ضروریات کے مناسب حال موجود ہے یا نہین، ایک آسان راہ مین بتلاتا ہون۔ ایک سرسری نگاہ دنیا کے چار گوشون پر ڈالو دنیا کے مختلف حصص مین ایک قسم کی تہذیب نظر نہ آئیگی نہ کل دنیا معقولیت کے لحاظ سے ایک پیمانہ پر دیکھی جاتی ہی۔ مختلف ممالک مین عقل و تہذیب کے مختلف مدارج نظر آتے ہین دنیا مین وسط افریقہ بھی ہی جہان کے اصلی باشندے ابھی تہذیب و تمدن کو نہین جانتے وہ ننگے مادرزاد پھرتے ہین اونکو کھانے پینے کی تمیز نہین آداب نمایش سے بالکل بے بہرہ تمدن کی ابتدائی سے ابتدائی حالت سے بھی کورے حرمت وحلت کی کوئی انمین تمیز نہین۔ مان بہن اونکے لیے سب برابر ہین دوسری طرف یورپ کے باشندگان بھی ہین جو تہذیب و ترقی کی معراج پر پونہچکے ہین اب اگر کل دنیا کی حالت پر نگاہ ڈالی جاوے تو ہمین تہذیب و عقل کے وہ سارے کے سارے مدارج جو دنیا کے مختلف حصص مین موجود نظر آتے ہین جو وسط افریقہ کی ابتدائی حالتِ تہذیب سے لیکر یورپ کے آخیر درجہ تہذیب کے درمیان

واقع ہین۔ اب آؤ الہامی کتب کا مقابلہ اس اصول سے کرین۔

ہم اور آریہ بھائی ایک طرف سے کل دنیا کی تبلیغ وتہذیب کے لیے نکل کھڑے ہون اور یہ التزام کرلین کہ جو قوم ہماری راہ مین آویگی اوسکی اصلاح کی جو راہین اختیار کرین وہ راہ ہم اپنی کتاب سے نکالین گے۔ مثلاً مین قرآن ہاتھ مین لیتا ہون اور ایک سماجی دوست چارون وید اٹھا کر میرے ہمراہ افریقہ چلین اور اُن تہذیب سے بے بہرہ لوگون کو مہذب بنانے کی فکر کرین۔ قرآن مین تو ان وحشیون کی تہذیب کا سامان مل جاویگا جہان لکھا ہی کہ ننگے مت رہو لباس پہنو غسل کرو میل کچیل سے صاف رہو فلان چیز نہ کھاؤ فلان رشتے تپر حلال ہین اور فلان رشتے حرام۔ آداب مجلس یہ ہوتے ہین میل جول کے یہ طریق ہین شادی بیاہ یون ہوا کرتا ہی۔ لیکن ایک آریہ دوست اپنی کتاب مین یہ ہدایت کی باتین کہان سے نکالیگا مجھے تو وید مین یہ امور نظر نہین آتے۔ اب تبلاو کیا افریقہ سرشٹی کا حصہ نہین اور کیا خود ہندوستان مین اُس قماش کے لوگ موجود نہین جو وسط افریقہ کے لوگون سے بعض اُمور مین ملتے جلتے ہین کیا حرمت وحلت کے معاملہ مین ماجھہ کے جاٹ اور وسط پنجاب کے سکھ افریقہ کے وحشیون سے کچھ کم ہین۔ اب تبلاؤ کہ ان لوگون کی اصلاح کا سامان وید مین کہان ہی افسوس وقت نہین والا مین وسط افریقہ کی حالت سے چلکر اُن تمام ممالک مین پھر نکلتا جہان تہذیب نے بتدریج ترقی کی۔ اور پھر یورپ تک پونہچتا اور پھر دکھلاتا کہ تہذیب کے ہر درجہ کے لیے جہان قرآن نے قوانین اور قواعد تجویز کیے ہین وہان وید اور دیگر الہامی کتب سب کی سب خاموش ہین۔ مین اس مضمون کو کسی اور وقت کے لیے چھوڑتا ہون۔ لیکن پیشتر ازین کہ آپکی سمع خراشی کو کم کرون مجھے ان منتہی طلبا سے کچھ کہنا ہی جو آج مدرسہ الٰہیات کا کورس ختم کرکے اسلام کی حمایت مین مخالفین اسلام کے مقابل نکلنے والے ہین۔

اچھا کیا کہ اُنھون نے علم کلام کی مختلف کتابین پڑھ لین اونکو مختلف مذاہب کے عقائد سے واقفیت بھی کرائی گئی اُنھون نے نہایت محنت اور قابلیت سے بھاشہ اور سنسکرت بھی سیکھی۔ لیکن مین انکو یہ کہونگا کہ بہت ہی اچھا ہوتا اگر یہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ قرآن پر خرچ کرتے دیکھو نہ کچھ وید مین رکھا ہے اور نہ کسی اور مشہور شدہ الہامی کتاب مین۔ خود وید والے اُسکے مطالب سے ناواقف

خود وہ سنسکرت سے ایسے ہی نا بلد ہین جیسے کہ ہم، وہ جو کچھ کہتے ہین صرف زبانی جمع خرچ کرتے ہین آپ ان سے مطلق نہ ڈرو۔ کوئی بھی امران کے پاس نہین۔ کل آریہ سماج کے مذہب کا خلاصہ دو امور ہین قدامتِ مادہ اور تناسخ۔ مجھے حیرت ہے کہ آریہ سماج والے کیون اسقدر غلو اور شور و شر کرتے ہین اوّل تو ان ہر دو مسائل کا نام و نشان بھی وید مین نہین اور پھر مین پوچھتا ہون اسکا ہمارے اعمال اخلاق ہمارے تمدن اور ہماری تہذیب پر کیا اثر ہوگا۔ مذہب تو انھین امور کو صورتِ حسنہ دینے کے لیے دنیا مین آتا ہے کسی نے قدامتِ مادہ پر اور تناسخ پر ایمان رکھا تو کیا اور نہ رکھا تو کیا اور پھر لطف یہ ہے کہ ان ہر دو مسائل کے بعد کل سماج کا سٹاک ختم ہو جاتا ہے۔ باقی جو امور وہ پیش کرتے ہین اون کو ویدون سے کوئی تعلق نہین۔ اسلیے مین ان طلبا سے عرض کرونگا کہ تمکو وید کے لیے سر کھپانے کی کوئی ضرورت نہین۔ تم قرآن کو پڑھو قرآن پر غور کرو قرآن پر تدبیر کرو اور قرآن پر چلنے کی خدا تعالے سے توفیق مانگو بحیثیت مناظر و مجادل تمھاری راہ مین ایک امر بھی ایسا پیدا نہوگا۔ جسکا حل یا جواب قرآن مین موجود نہین قرآن تمھین ہر ایک مسئلہ کا جواب دیگا۔ قرآن تمکو وہ دلائل بتائیگا کہ جنکی بنا پر تم اپنے عقائد کو تعلیم کرسکو اور مخالف کے عقائد کی تردید کرسکو۔

دیکھو مین علی وجہ البصیرت آپکو کہتا ہون کہ تمام کتابون مین سے انجیل مین سے توریت مین سے زبور مین سے وید مین سے اور دیگر صحائف آسمانی مین سے صرف ایک قرآن ہی ایسی جامع کتاب ہے کہ جسنے کل دنیا کی بداعتقادیون کا بدلائل کھنڈن کیا اور جسنے جو عقائد اور اصول تعلیم کیے وہ تحکمانہ طور پر نہین بلکہ بدلائل کیے اور یہ مین خود نہین کہتا قرآن نے اپنے متعلق ایسا ہی کہا ہے۔

لیھلک من ھلک عن بینۃ	جس بات کا کھنڈن ہو دلائل سے ہو۔
ویحیی من حی عن بینۃ ۱۰	اور جس بات کا منڈن ہو وہ دلائل سے ہو

یہ قرآن کریم کا دعویٰ ہی نہین بلکہ نفس الامر مین ایسا ہی ہے اسکے ثبوت کے لیے ایک لمبا وقت چاہیے لیکن مین چاہتا ہون کہ نہایت مختصر الفاظ مین اون تمام عقائد فاسدہ کا کھنڈن قرآن سے دکھا دون جو اسوقت مختلف مذاہبِ دیگران مین مروج ہین۔ مثلاً تناسخ، الوہیت مسیح

قدامت مادہ وغیرہ وغیرہ - قرآن نے ہمکو یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا مین جسقدر عقائد پھیل رہے ہین وہ
دراصل اُس غلط معرفت کا نتیجہ ہین جو صفات باری تعالیٰ کے متعلق دنیا مین پھیلی ہوئی ہے بیشک کسی
غلط عقیدہ یا بدعملی کی تنقیح کرلی جاوے اوسکا باعث وہی علمی یا عملی رنگ نظر آویگا جو کسی شخص نے
کسی کسی صفات باری کے متعلق کر رکھا ہے، کون نہین جانتا ہے کہ بدی یا گناہ کا ارتکاب اوّل اوّل
تنہائی کو چاہتا ہے کیونکہ بدکار کسی اور کی موجودگی مین فعل بد کے ارتکاب کی جرات نہین رکھتا - لیکن
جو شخص خدا تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے پر کامل اور عملی ایمان رکھے تو پھر کیون وہ بدی کا ارتکاب
کرنے لگا ہماری فطرت جب کسی دوسرے کی موجودگی مین بدی کرنے پر جرات نہین کرتی تو پھر جب
ہمنے مان لیا کہ اٹھون پہر ہمارے افعال اور اعمال کا دیکھنے والا ایک ذات وحدہٗ لاشریک ہے
جو اٹھون پھر ہمارے پاس موجود ہے تو پھر کیون بدی کرنیکی استعداد ہم مین سے زائل نہ ہوجاوے
الغرض ایک غائر نگاہ سے کل بدعقائد کو دیکھ لیا جاوے وہ کسی نہ کسی صفات آلٰہیہ کے نہ سمجھنے یا اوسپر
ایمان نہ لانے کا نتیجہ ہوگا - قرآن جیسی غائر بین کتاب نے اپنا آغاز ہی خدا تعالیٰ کی ایسی صفت سے
کیا کہ جس ایک صفت کی ماہیت سمجھ مین آنے پر اون تمام کے تمام غلط عقائد کا بطلان ہوجاتا ہے
جو مختلف مذاہب مین مروج ہین وہ صفت رحمان ہے - جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مین موجود ہے - اگر ہم رحمان
کی ماہیت سے کما حقہ آگاہ ہوجائین تو پھر ہم آسانی سے کل مخالف مذاہب کے اصول عقائد کی تردید نہایت
آسانی سے صرف اس ایک لفظ رحمان کے ذریعہ سے کرسکتے ہین - اسمین شک نہین کہ قرآن مین
نہایت تفصیل اور شرح بسط کے ساتھ ہر عقیدۂ فاسدہ کی بیخ کنی کے لیے دلائل دیئے گیے ہین -
لیکن وہ سب دلائل بیج کے طور پر لفظ رحمان مین مذکور ہین -

اس پاک فقرہ یعنے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مین دو صفات رحمان اور رحیم کا ذکر آیا ہے -

رحمانیت وہ فیض رحمانی ہے کہ جسکے ماتحت انسانی ضروریات کے دفعیہ کے سامان اون ضروریات
کے پیدا ہونے سے یا بعض وقت خود انسان کے پیدا ہونیسے پہلے اللہ تعالیٰ نے پیدا کر رکھے ہین او
یہ فیض ربانی ہے کہ جس سے ہر شخص خواہ وہ خدا پرست ہو یا دہریہ یکسان فائدہ اوٹھاتا ہے اوسکے

مقابل رحیمیت وہ فیض ربی ہی جو انسان کے اعمال پر بطور نتائج مرتب ہوتا ہی بچہ کی پیدایش سے پہلے پستانِ مادر اور اُن پستان مین دودھ کا ہونا ایک فیض رحمانیت ہی اور ایک کسان کا بیج بو کر کئی گنا بیجی ہوی کھیتی سے پھل کاٹنا فیض رحمت کی ایک شان ہی۔

الغرض فیض رحمانیت انسانی ضرورت یا انسانی اعمال سے پہلے ظہور پذیر ہوتا ہی اور فیض رحیمیت انسانی اعمال کے بعد شروع ہوتا ہی یہ وہ امور ہین کہ جنکا ثبوت صحیفۂ قدرت کی کتاب سے ملتا ہی بالفرض ہمارے ہاتھ مین اگر کوئی الہامی کتاب نہو اور مطالعۂ فطرت سے خالق فطرۃ کی صفات کی تلاش کرین تو سورج چاند سیارگان، اکاش، پانی ہوا بادل وغیرہ کا وجود کہ جنکی بابت اہل علم نے مان لیا ہی کہ انکا وجود انسان کے وجود سے پہلے تھا ہر ایک اسی مہربانی اور فیض کا پتہ دیتے ہین کہ جس مہربانی اور فیض نے ان مظاہر قدرت کو اُن انسانی ضروریات کے دفعیہ کے لیے پیدا کیا جو انسان کی پیدایش اور اسکے وجود اور اسکی نوع کی آیندہ بقا کے ساتھ وابستہ تھین اور جو بعد مین پیدا ہوتی تھین اور جنکے پیدا ہونے سے پہلے ہی اُنکو پیدا کر دیا اسکا نام رحمانیت ہی اس فیض رحمانیت نے انسان کے آرام اور سُکھ کے لیے ہزارہا قسم کے سامان مہیا کر دیئے یہ امر مانا گیا ہی کہ کل فطری قوائے کا آخری اور مکمل نچوڑ انسان کی ذات ہی اور یہ بھی مانا گیا ہی کہ جیسے کہ مین نے ابھی ذکر کیا ہی کہ انسان کی پیدایش سے بہت پہلے زمین ہوا پانی اکاش موجود تھے اب اگر ہمارے اون سُکھون کا اندازہ کیا جاوے جو ان مظاہر قدرت کے ساتھ وابستہ ہین تو اون کے مقابل وہ سُکھ جو ہمارے مکسوبہ یا ہمارے اعمال کا نتیجہ ہین بالکل ہیچ اور لاشے نظر آتے ہین اب یہ تمام کے تمام سُکھ انسان کی پیدایش سے پہلے موجود تھے اور اگر انسان کی پیدایش سے پہلے یہ موجود تھے تو لامحالہ افعال انسانی سے بہت پہلے موجود تھے اب اگر انسان کے سکھ اوسکے افعال سے بہت پہلے پیدا ہو چکے تھے تو مسئلہ تناسخ کے ماننے کی کیا ضرورت رہجاتی ہے کہ جو ہمارے سکھون کو ہمارے افعال کا نتیجہ ٹھہراتا ہی اسیطرح ہم دیکھتے ہین کہ ہماری زندگی کے لیے بہت سے بے زبان جانورونکا پہلے سے موجود ہونا ضروری ہی۔ اب اگر انسان آسایش کے لیے یہ بے زبان جاندار انسان کی زندگی سے پہلے موجود تھے تو پھر تناسخ کا دوسرا پہلو بھی خاک مین ملجاتا ہی

جس کے ماتحت مانا گیا ہی کہ بے زبان جاندار دراصل انسان ہے جو کسی بدعملی کے باعث یہ شکل اختیار کر لیتے ہین جب انسان ہی نہ تھا تو کس نے بدعملی کی اور کس نے یہ شکل اختیار کی۔

الغرض لفظ رحمان نے ایک لطیف پیرایہ مین مسئلہ تناسخ اور کرمون کی تھیوری کا قلع قمع بدلائل موجہ کر دیا۔ اس فیض رحمانیت پر مزید غور کیا جاوے کہ جسکے ماتحت خدا تعالی انسانی اعمال کے عوض بغیر انسان پر اسقدر فضل کر رہا ہی تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ اس فضل کی تقسیم مین خدا تعالی عدل کی زنجیرون سے جکڑا ہوا نہین کیونکہ تقاضا یہ چاہتا ہی کہ کوئی شخص کسی رنج یا راحت کا مستوجب یا مستحق نہ ٹھہرایا جاوے جبتک اوس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہو جو اُسے رنج کا مستوجب اور راحت کا مستحق ٹھہرا دے۔ اب اگر خدا تعالے کے کاروبار صفت عدل سے وابستہ ہوتے تو اُسکے فیض کا ظہور انسان کے وجود سے پہلے نہوتا۔ کیونکہ صفت عدل ون افعال کو چاہتی ہی جسکے روسے نیک و بد کی جزا سزا دیجاتی ہے اور وہ افعال فاعل کو چاہتے ہین لہذا فیض آلہی کا ظہور انسان سے پہلے نہین ہو سکتا۔ لیکن صفت رحمانیت کا ظہور وجود انسان سے پہلے تھا۔ الغرض اگر خدا تعالی رحمان ہی تو اوسکے کاروبار عدل سے بالاتر ہین اب اگر اوسکا رحم جو رحمانیت نے ظاہر کیا عدل کی زنجیرون سے جکڑا ہوا نہین تو وہ ساری کی ساری تھیوری خاک مین مل جاتی ہی جسکے ماتحت کفارہ مسیح پر زور دیا جاتا ہی کہا جاتا ہی کہ انسان نے گناہ کیا۔ خدا کے عدل نے گناہ کی باداش چاہی خدا کے رحم نے انسان کو بچانا چاہا لیکن رحم بلا تقاضۂ عدل ظاہر نہو سکتا تھا ان ہر دو تقاضون کے پورا کرنے کے لیے خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو بھیجکر انسان کو خدا کے رحم سے مستفید کیا اور خود اپنی جان صلیب کے سپرد کر کے عدل کے تقاضے کو پورا کیا خلاصہ جسکا یہ ہی کہ خدا کا رحم عدل کے تقاضے پورا کیے بغیر ظہور نہین پا سکتا لیکن مین ذکر کر چکا ہون کہ رحمانیت کے ماتحت خدا کا رحم جو ظاہر ہوا اوسنے عدل کی زنجیر کو توڑ دیا اب اگر رحم کا ظہور بلا عدل ہو سکتا ہے تو پھر کفارہ کی کوئی ضرورت نہین اور اگر کفارہ کی ضرورت نہین تو ابنیت یا الوہیت مسیح بھی کوئی چیز نہین۔ اگر خدا تعالی رحمان ہے پھر تو اوسکی کسی صفت رحم کا اظہار کسی بیٹے کا محتاج نہین قرآن نے کیا لطیف طور پر لفظ رحمان استعمال کر کے مسیح کی ابنیت کی تردید کی۔ فرمایا

وما ینبغی للرحمٰن ان یتخذ ولداً اے نادانون تم اُس خدا کے لیے بیٹا تجویز کرتے ہو جو رحمٰن ہی جسکا رحم یہ تقاضائے رحمانیت عدل کے ماتحت نہین تو کفارہ کیسا اور بیٹا کیسا۔

مین افسوس کرتا ہون کہ جو وقت مجھے منتظمین جلسہ نے دیا وہ ختم ہوچکا ہی بلکہ پریذیڈنٹ صاحب کی مہربانی سے مین نے مقررہ وقت سے بھی چند منٹ زیادہ لیے اگر کچھ وقت ہوتا تو مین کم از کم اس حصہ تقریر کو ختم کرکے دکھلاتا کہ کس طرح ایک لفظ پر غور کرنے سے وجود باری تعالیٰ کے لیے منکرین کے اعتراضات اور ایسا ہی قدامت مادہ کا غلط فلسفہ بھی خاک مین مل سکتا ہی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھکو توفیق دے کہ ہم قرآن کریم پر غور کرین اور اُسکے مطالب سے آگاہ ہون پیارو میری آخری وصیت یہ ہی کہ سب کتابون کو چھوڑ دو اور قرآن کریم کو پڑھو اور یہ کُل مشکلات کا حل ہے۔

اسکے بعد جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے نہایت فصیح پرمغز اور فاضلانہ تقریر اشاعتِ اسلام اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق فرمائی۔

تقریر عالیجناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب آنریری سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ

جناب صدر انجمن صاحب و دیگر حضرات

اگرچہ مین اس جلسہ مین تقریر کرنے کے لیے تیار نہین ہون اور نہ پریذیڈنٹ صاحب کا یادگار ایڈریس اور دوسرے مقرر اسپیکران کی پرمغز تقریروں کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت ہی۔ لیکن بعض کے اصرار کی وجہ سے مین کھڑا ہوگیا ہون مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اس جلسہ کی شرکت سے مجھے نہایت خوشی ہوئی کیونکہ یہان اُس زندہ دلی اور یک جہتی کے آثار پائے جاتے ہین جس کے دیکھنے کے لیے ہم مسلمانون کی آنکھین ترستی ہین۔ زمانہ عجب خوش آئند لہجہ سے ملکر کام کرنیکی برکتین

ذہن نشین کر رہا ہی مگر ہم کچھ ایسے دنیا و ما فیہا کو فراموش کیے ہوے ہین کہ ادھر کان بھی نہین دھرتے آپنے دیکھا کہ صرف کانپور کے چمڑیکے سوداگرون کے آپس مین اتفاق کر لینے اور اپنی بکری پر ایک خفیف رقم پابندی کے ساتھ دینے سے کتنا بڑا سرمایہ آسانی کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اور اوس سے کیسے کیسے مفید اور قومی کام ہو سکتے ہین اگر کاش دوسرے لوگون مین بھی اس قسم کا احساس پیدا ہو تو ہمارے قومی کام کیون متزلزل حالت مین رہین اور ہمارے قومی لیڈرون کو کون ضرورت ہو کہ اپنا قیمتی وقت قومی مفاد کی تدبیرون کے سوچنے کی بجائے ہر کس و ناکس کے سامنے دست سوال دراز کرنے مین صرف کرین حقیقت مین حافظ محمد حلیم صاحب اور اُنکے ہم پیشہ تاجرون نے ایک ایسی عمدہ مثال قایم کی ہو کہ اُسکی تقلید تمام افرادِ قوم پر لازم ہی

اے حضرات ۔ آپنے جو مدرسہ آلٰہیات کے قائم کرنیکی طرف توجہ فرمائی ہی اوس سے ایک بڑی قومی ضرورت کو پورا کیا ہے ایک طرف ہم مسلمان کچھ تو زمانہ کے تغیر کی وجہ سے اور کچھ اپنے ہاتھون پستی کے انتہائی درجہ کو پونہچ گئے ہین دوسرے ہر طرف سے ہمپر حملہ ہو رہا ہی اور اب یہانتک نوبت پونہچی ہی کہ ہمارا مذہب جو ہمکو سب سے زیادہ عزیز ہے اور ہونا چاہیے اُسپر بھی بڑے زور سے یورش ہو رہی ہی ۔ پہلے تو صرف عیسائیون ہی کی طرف سے حملہ تھا مگر اب ہمارے ہمادر آریون کی طرف سے بھی نہایت زور و شور سے کے ساتھ یورش ہو رہی ہی گویا آسمان کے ساتھ زمین بھی ہماری مخالف ہو گئی ہے۔

اس سال گروکل کا جو سالانہ جلسہ ہوا تھا اوسمین یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ایک سال مین ۱۰۶۴ غیر مذہب کے لوگ آریہ مت مین داخل ہوے اور گو اُنمین اور مذاہب کے لوگ بھی ہونگے لیکن گمان غالب ہے کہ بڑا حصہ مسلمانون کا ہی ہوگا جنمن شُدھی کی کارروائی زور و شور سے جاری ہی ہمکو ان یورشون کی کچھ پروا نہوتی اگر ہماری حالت درست ہوتی لیکن بڑا غضب تو یہ ہی کہ خود ہماری حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے ہمکو جن لوگون سے مقابلہ ہے اُنکی تو یہ حالت ہی کہ وہ موجودہ زمانہ کے تمام ہتیارون سے مسلح اور ہماری یہ کیفیت ہے کہ خود اپنی حالت سے بھی خبردار نہین ہین جن لوگون کو دیہات کا تجربہ ہی وہ بخوبی جانتے ہین کہ دیہاتی مسلمان نہ صرف دنیوی طور پر تباہ حال ہین اور ہوتے جاتے ہین بلکہ مذہب

مین بھی اوسکا کہین ٹھکانا نہین ہی - اگرچہ وہ برائے نام مسلمان ہین لیکن ارکان اسلام سے
یہانتک بے خبر کہ بعض تو کلمہ بھی نہین جانتے اور اس قسم کے اوہام مین مبتلا ہین کہ قبر پرستی سے
گذر کر بتون کی پرستش کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھنے لگے ہین گویا کہ آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی کہ
مسلمان یہود کا رنگ اختیار کرینگے پوری ہوگئی ہی کیونکہ یہود کی بھی یہ عادت تھی کہ مشرکین
کے ساتھ ملکر اُنکا مذہبی رنگ اپنے اوپر چڑھا لیتے تھے - مجھے یاد ہے کہ جب مین حیدرآباد مین
ضلع بھیڑ مین کلکٹر تھا تو جب کبھی دورے پر جاتا تھا تو ہر گاوءن کے مسلمانون اور خاصکر وہان کے
اہالی خدمت یعنی پیش اماموں اور موذنون کو بلا کر اون سے مذہب کے متعلق سوال کیا کرتا تھا
اور اس امر کے زبان پر لانے سے سخت تاسف ہوتا ہی کہ اونین سے اکثر فرائض مذہبی سے
ناواقف پائے جاتے تھے اور ایسے تو سو مین چار بھی نہ ہوتے تھے جو روزہ نماز سے واقف
ہون یہ لوگ صرف نام کے مسلمان ہین بلکہ بعض کے تو نام بھی ہندؤن جیسے ہوتے ہین -

ایک گاؤن کا ذکر ہے کہ وہان کے ملّا کو مین نے حسب معمول بُلایا اور اُس سے روزہ
ونماز کے مسائل کے متعلق چند سوالات کیے اور باتون ہی باتون مین پوچھا کہ تمکو ذبیحہ کی نیت بھی
معلوم ہی اُس نے جواب دیا کہ جی ہان معلوم ہی، مین نے کہا کہ اچھا سناؤ تو اُس نے تعجب
مین آکر سوال کیا کہ کس کی نیت سُناؤن بیل کی بکری کی مرغی کی انڈے کی - انڈا اور ذبیحہ
کی نیت یہ سُنکر میری عجیب کیفیت ہوئی اور مین نے ہنسکر کہا کہ اچھا پہلے انڈے کی نیت سُناؤ
اُس نے بلا تامل کہا "گنبدِ بے درجسکے پاؤن نہ پر بسم اللہ اکبر" (زور سے ہنسی) صاحبو یہ ہنسی
کی بات نہین ہی بلکہ رونے کا مقام ہی کہ جہالت نے اُمتِ مرحومہ کو کس درجہ پر پونہچا دیا ہی

ایک اور مقام کا واقعہ ہی کہ مین جمعہ کی نماز پڑھنے کے واسطے جامع مسجد مین گیا -
ایک صاحب جو بظاہر مولوی جیسی وضع رکھتے تھے اور شاید کچھ عربی بھی پڑھے ہوے تھے
اور خطبہ پڑھنے کے لیے ممبر پر چڑھے خطبہ تو جیسا تھا ویسا تھا مگر اسمین عجیب بات یہ تھی کہ
اونھون نے آخر مین سلطان عبد العزیز خان والی ترکی کے لیے بآواز بلند دعا مانگی - ختم نماز

کے بعد مین نے امام صاحب سے دریافت کیا کہ سلطان عبد العزیز خان کو توانتقال کیے تیئیس سال ہوسے اور اُنکی جگہ سلطان عبد الحمید خان فرمان روا ہین کیا اس واقعہ کی یہا اَبتک اطلاع نہین پہنچی امام صاحب یہ سنکر میری صورت دیکھنے لگے اور اوہنون نے مسکرا کر فرمایا۔ یہ کس کو نہین معلوم کہ سلطان عبد العزیز خان کا انتقال ہو گیا مگر خطبہ پُرانا کیون کر بدلدیا جاسکتا ہے۔

یہ حالت ہی اون لوگون کی کہ جنسے اُمید ہو سکتی تھی کہ یہ ہمارے جاہل بھائیون کو صراطِ مستقیم پر لانے مین مددے سکین گے۔

صاحبو جس وقت مین دوسری قومون کے حالات ورا ونکی تیاری اور دلی امنگون پر نظر ڈالتا ہون اور اپنی قوم کی درماندہ حالت دیکھتا ہون تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہم ایک کوہ آتش فشان پر کھڑے ہوے ہین اور کچھ خبر نہین رکھتے کہ کب وہ پھٹیگا اور ہم کو خاک سیاہ کر ڈالے گا۔

صاحبو! ہم اکثر جاپان اور امریکا مین اشاعتِ اسلام کے خواب دیکھا کرتے ہین لیکن بھولکر بھی یہ نہین سوچتے کہ خود ہمارے ملک مین ہمارے بھائیون کی کیا حالت ہی۔ پس ہمارا سب سے مقدم کام یہ ہی کہ اس ملک مین جو اسلام کے نام لیوا ہین مگر ہماری غفلت کی بدولت قعرِ جہالت مین پڑے ہوے ہین انکو واقعی مسلمان بنائین۔ انھین وجوہ سے مین نے مدرسہ الٰہیات کے قیام پر اظہار مسرت کیا تھا اور اسی سبب سے مین اُسکو قوم کے حق مین نیک فال سمجھتا ہون۔

مجھے اُمید ہی کہ یہان سے جو لوگ سندین لیکر نکلین گے وہ سب سے پہلے ادھر توجہ کرینگے تاکہ دوسرے مذاہب کے لوگون کی مسلسل یورشون کی وجہ سے ہمارے دیہاتی بھائیون کی حالت جو مخدوش ہو رہی ہی اُس سے وہ ایمن ہو جائین اور ہمارے مخالفین کا داؤ اونپر نہ چل سکے ہمکو اس کی ضرورت نہ صرف جمیعت اسلامی کے لحاظ سے ہے بلکہ ہماری پولٹیکل ضرورتین بھی یہی اشارہ کرتی ہین۔ آپ کو معلوم ہی کہ ہم مسلمانونکی تعداد اس ملک مین دوسری قومونکے مقابلہ مین ایک خمس کے قریب ہے پس اگر ہماری غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ تعداد بھی کم ہو گئی تو ہم کہین کے نہ رہین گے کیونکہ اس زمانہ مین حکومت اصول نیابت پر مبنی ہی اور جس کی

تعداد زیادہ ہو اوسیکا بول بالا ہو۔ قدیم مثل ہو کہ جس کی لاٹھی اوسکی بھینس مگر اب لاٹھی کے بجائے مجارٹی کہنا چاہیے اسکے متعلق یہ امر بھی آپکے غور کے قابل ہو کہ پولیٹکل طور پر جہان اسکی ضرورت ہو کہ ہم اپنی تعداد کم ہونے دین وہان اسکی بھی شدید ضرورت ہو کہ آپ اپنی تعداد بڑھانیکی کوشش کرین کیونکہ اگر ہمیشہ منارٹی ہی مین رہے تو کبھی اپنے پاؤن کے بل کھڑے ہونیکی قوت نہ آئے گی اور اسکے لیے ایک نہایت سہل تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ نیچ قومون کی طرف توجہ کرین جو ہندوستان مین قدیم حکمران قومون کی یادگار ہین لیکن جنکے ساتھ فاتح آریون نے وہ سلوک کیا جو آج تک کسی فاتح نے کسی مفتوح قوم کے ساتھ نہین کیا یعنے اونکو دائرہ انسانیت ہی سے خارج کردیا۔ وہ غریب اپنے آپ کو ہندو ظاہر کرتے ہین لیکن ہندو اُنکے سایہ سے بھاگتے ہین اور اونکے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہی جو کوئی جانورون کے ساتھ بھی نہین کرتا۔ اس قسم کے لوگون کی تعداد دس بارہ کروڑ سے کم نہین ہے گوکہ آنرایبل مسٹر گوکھلے نے اونکا تخمینا کل چھ کروڑ کیا ہو۔ ان لوگون کی حالت بالفعل اسقدر سقیم ہو کہ اگر دوسرے امور سے قطع نظر کیجائے تو انسانی ہمدردی ہی کے لحاظ سے ہمپر اُنکی دستگیری لازم ہے۔ پس ہمارا یہ اہم فرض ہونا چاہیے کہ ہم اون لوگون مین تبلیغ اسلام کی کوشش کرین تاکہ وہ دائرۂ حیوانیت سے نکلکر اون برکات سے متمتع ہون جو ہر انسان کی میراث ہین۔

آپ کو معلوم ہو کہ عیسائی مشنریون کو جو کامیابی اس وقت تک حاصل ہوئی ہو وہ اسی فرقہ مین ہوئی ہو اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہو کہ جب یوروپین مشنریون کو باوجودیکہ وہ نہ اُنکی زبان سے واقف ہین نہ اُنکی طرز معاشرت سے اور نہ اُنکے حالات سے اسقدر کامیابی ہوئی تو اگر ہم نے اُدھر توجہ کی تو بوجہ اسکے کہ ہمارا اونکا چولی دامن کا ساتھ ہو اور اُنکی زبان ہماری زبان ہو اور چونکہ وہ ہمارے ابنائے وطن سے ہین اس لیے ہمکو قدرتی طور پر اونکے ساتھ ہمدردی ہو ہماری کوششین کسقدر بارآور ہونگی اور اگر اس

میدان مین ہمنے استقلال کیساتھ سعی کی تو یقین سمجھیے کہ بہت جلد انمین سے بڑا گروہ دائرہ اسلام مین داخل ہو جائیگا اور اس سے ہمکو منجملہ اور فوائد کے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمکو منارٹی ہونے کی وجہ سے جو دقتین آئے دن پیش آتی رہتی ہین وہ یک قلم رفع ہو جائینگی اور ہم بجائے منارٹی مین ہونے کے مجارٹی مین ہو جاینگے لیکن یہ کوئی آسان کام نہین ہی بلکہ اسکے لیے اعلی درجہ کی ایثار نفسی کے ساتھ مسلسل اور مستقل کوشش کی ضرورت ہی اور اگر آپ اس کام کو کامیابی کے ساتھ کرنا چاہتے ہین تو یہی وقت ہے ورنہ پھر موقع ہاتھ سے نکل جائیگا۔ پادریون کی توجہ تو پہلے ہی سے اس طرف مصروف ہی مگر آریون مین بھی اسکا احساس پیدا ہو گیا ہی چنانچہ گروکل کا جو سالانہ جلسہ اس سال ہوا تھا اوسمین ان لوگون کو بھی آریہ مت مین داخل کرنیکے لیے ایک بت پرست کمیٹی کا تقرر ہوا ہے اور آریہ لوگ جیسے خلوص اور تندہی کے ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ مین کوشش کرتے ہین اُس سے آپ سب لوگ بخوبی واقف ہین - یہ سچ ہی کہ ہم لوگون مین مشنریون کی کوئی خاص جماعت نہین ہی لیکن اسکی ضرورت بھی نہین ہی کیونکہ اصولاً ہر مسلمان مشنری ہے۔ افریقہ کے حال کے زمانہ کی تاریخ کا اگر آپ مطالعہ فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ وہان اسلام تیزپا ترقی کر رہا ہی اور کروڑون بت پرست دائرہ اسلام مین داخل ہوئے ہین حالانکہ سیکڑون یورپین مشنری موجود ہین اور رات دن اپنے مذہب کی اشاعت کی فکر مین رہتے ہین مگر اونکو ایک عشر عشیر کامیابی بھی نہین ہوئی - اگر آپ دریافت کرینگے تو معلوم ہوگا کہ تمام افریقہ مین ایک مسلمان مشنری بھی موجود نہین ہی اور اسلام کی اشاعت مین اس وقت جو کچھ کامیابی ہوئی ہی وہ صرف مسلمانون کی کوشش اور اسلام کے سیدھے سادھے سمجھ مین آنیوالے اصولون کا نتیجہ ہے۔

ہندوستان پر بھی اگر آپ نظر ڈالین گے تو معلوم ہوگا کہ یہان بھی تو مسلمانون کی تعداد کروڑون تک پہونچی ہوئی ہی اور اسکا سبب یہ نہین ہی کہ سلطنت اسلامیہ نے کوئی باقاعدہ کوشش اشاعتِ اسلام کے لیے کی یا قوم نے کوئی مشنریون کی جماعت قایم کی بلکہ جو کچھ ہوا ہے وہ

شخصی کوششو کا نیتجہ ہی - یہ عالیشان مقبرے جو تمام بڑے بڑے شہرون اور قصبون کی زیب و زینت ہین اور جن مین ابھی تک وہ کشش مقناطیسی باقی ہی کہ عوام الناس کی خوش اعتقادی کا مرکز بنے ہوے ہین اور ہر طرف سے لوگ ڈوڑے ہوے چلے آتے ہین انمین کن بابرکت لوگون کی ہڈیان مدفون ہین ؟ یہی وہ لوگ تھے جنکی بیلوث کوششون نے دین اسلام کا جھنڈا سرزمین ہند مین گاڑا اور جنکے مواعظ اور پند نے ایسے ایسے مقامات مین اسلام کی اشاعت کی جہان مسلمان پادشاہون کا کہین خیال بھی نہ گیا تھا - یہی لوگ اسلام کے سچے مشنری تھے اور انھین کے اثر سے آج تک لاکھون بندگان خدا اسلام کو حق سمجھتے ہین ان مین سے اکثر کی اولاد ابتک موجود ہے، اور اولاد نہین بھی ہی تو ان سے اعتقاد رکھنے والون کی تو کوئی کمی نہین ہی مگر افسوس ہی کہ کسی کی توجہ اُن رموز کی طرف نہین ہی جنکے لحاظ سے یہ بزرگ ایسے اعلےٰ مرتبہ پر پہنچے -

صاحبو! میرا یہ پختہ خیال ہی کہ جس طرح گزشتہ زمانہ مین اسلام کی ترقی فرقہ مشائخ کے ذریعہ سے ہوئی تھی اوسی طرح اگر اس زمانہ مین بھی ہوگی تو اسی متبرک گروہ کے ذریعہ سے ہوگی مگر حیف صد حیف کہ ابھی تک یہ لوگ خواب غفلت مین مبتلا ہین اور موجودہ زمانہ کی ضرورتون کے احساس سے غافل ہین - آپ مدرسہ آلہیات مین ضرور ایسے علما پیدا کیجیے جو غیر مذہب والون کے اعتراضات کا جواب منطقی دلائل سے دیسکین اور آئین اسلام کو اونکے حملون سے محفوظ رکھین مگر تبلیغ اسلام منطق کے ذریعہ سے نہ کبھی ہوئی ہی اور نہ اب ہوگی، اسکے لیے روحانی قوت کی ضرورت ہی جسکی اُمید صرف حضرات صوفیہ کرام سے ہو سکتی ہی -

کس قدر افسوس اور سخت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا مذہب جسکی نسبت ہمارا دعویٰ ہی کہ وہ ہر طور پر مکمل اور فطرت اللہ کے مطابق ہے پستی اور تنزل کا مترادف قرار پائے اور دوسرے مذاہب جنکو خدا پرستی اور دوسرے اصولون کے اعتبار سے اسلام سے کوئی مناسبت نہین ہے انسانی ترقی کے ممد و معاون سمجھے جائین اسکا سبب سوائے ہماری بد اعمالی کے کچھ نہین ہے اور اگر اسکا علاج کچھ ہی تو صرف یہی ہی کہ ہم پھر اون پاک اصولون پر جو ہمارے پاک مذہب کی بنیاد ہین

عمل پیرا ہوکر زمانہ کو بتا دین کہ سچے مسلمان ایسے ہوتے ہین۔

عالیجناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب مدظلہ کی تقریر ختم ہونے پر مدرسہ کے کامیاب طالب العلم مولوی حافظ حامد حسن صاحب اعظم گڈھی نے حدوث مادہ پر نہایت عالمانہ تقریر کی اور حکمای یونان و یورپ کے مقولہ جات کا حوالہ دیتے ہوے نہایت واضح اور عام فہم پیرایہ مین اپنے بیان کو ختم کیا۔

اسکے بعد مولوی محمد اسمعیل بیگ صاحب سلطانپوری کامیاب طالب علم مدرسہ نے اول چند اشلوک سنسکرت کے نہایت روانی کے ساتھ پنڈتانی لہجہ مین پڑھے اور اونکا ارتھ کیا اور بھاشہ زبان مین نہایت برجستہ اور موثر طریقہ پر فضائل اسلام بیان کیے۔ ہر دو مذکورہ بیانون کے دوران مین حاضرین نے بیحد مسرت کا اظہار فرمایا اور مدرسہ کی تعلیم و عملی کامونکے متعلق اطمینان بخش رائے کا اظہار کرتے ہوے اراکین مدرسہ کی حوصلہ افزائی فرمائی

۵ بجے اجلاس دوم کی کارروائی ختم ہوئی۔

اجلاس سوم

منعقدہ ۱۱- اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء وقت ۸ بجے شب

پریزیڈنٹ

عالیجناب صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب

عالیجناب خواجہ غلام الحسنین صاحب نبیرۂ جناب مولانا خواجہ حالی صاحب مدظلہ العالی نے فرائض و اعیان اسلام پر نہایت عالمانہ اور قابل قدر تقریر کی آپنے فرمایا کہ واعظ کیسا ہونا چاہیے اور اُن کو کیا سامان اپنے پاس مہیا کرنا چاہیے، قرآن شریف نے خود دعوت اسلام کا طریق بتلایا ہے، واعظ کو چاہیے کہ خود عامل ہو، بے ریا ہو، بے طمع ہو، شایستگی کیساتھ وعظ کرے لوگون کی سمجھ کے مطابق بات کرے اپنی نوٹ بک مکمل رکھے - فاضل مقرر کی تقریر نہایت ضروری اور قیمتی نصائح پر مشتمل تھی - افسوس کہ ہم پوری تقریر اس وجہ سے درج نہ کر سکے کہ اردو مین شارٹ ہینڈ رائٹنگ کا اس وقت تک باقاعدہ اہتمام نہین ہے اور نہ جناب ممدوح نے اپنی تقریر مرحمت فرمائی -

اسکے بعد پروگرام مین جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کا وقت درج تھا لیکن جناب موصوف بوجہ ناسازی مزاج تقریر نہ کرسکے اور اپنا وقت جناب مولوی احمد سعید صاحب امام زینت المساجد دہلی کو مرحمت فرمایا -

تقریر جناب مولوی سعید احمد صاحب امام زینت المساجد دہلی

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ

واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکفرین - ارشاد ہوتا ہے
اے ہمارے رسول جو احکام ہمنے تمپر نازل کئے ہین - جو باتین بذریعہ وحی تمکو مطلع کی گئین ہین
وہ ہمارے بندون کو پونہچا دیجیے - کیونکہ ہر رسول کی بعثت کا مقصد اصلی یہی ہی کہ وہ فرمان الٰہی سے
اُسکے بندون کو مطلع کردے - وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ - اور اگر تمنے ایسا نہ کیا - تو اے رسول
تمسے حق رسالت ادا نہ ہوگا - کیونکہ نبیوںپر منجملہ دیگر فرائض کے ترسیل وحی بھی ایک فرض ہی - اسلیے
فرماتے ہین کہ اگر تبلیغ مین تمنے کمی کی تو تکمیل رسالت نہ ہوگی تبلیغ ایک ایسا ضروری اور لازمی
امر ہے - کہ رسالت کی تکمیل کا انحصار تبلیغ ہی کر دیا گیا - اب یہ بات ضروری ہے کہ رسول کو تبلیغ کے
وقت مختلف خیال پیدا ہوتے ہین مثلاً - (۱) جب مین اپنی قوم کو ہدایت کرونگا - تو کہین
ایسا نہ ہو کہ وہ میری مخالفت کرے (۲) یہ بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ مخالفت کہین زیادہ ترقی
کرے اور لوگ میرا مذاق بنائین یا مجھے کسی قسم کی تکلیف پونہچائین (۳) ایک بڑا خیال یہ بھی
ہوتا ہے کہ کہین میری قوم مجھکو ہلاک نہ کردے وغیرہ وغیرہ -

چنانچہ جب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے - قبل از بعثت اپنے بعض خیالون کا
اظہار اپنے خاص دوستون پر کیا - تو اُنھون نے برابر اسکی تردید کی اور سمجھایا کہ تم باپ دادا
کے مذہب کے خلاف ایک نیا طریقہ جاری کرنا چاہتے ہو - اے محمد ایسے فضول خیال چھوڑ دو
اسمین تمکو کامیابی نہ ہوگی لیکن جب آیۂ فاصدع بما تومر واعرض عن المشرکین نازل ہوئی تو آپنے علی الاعلان
امور الٰہی کا اظہار کیا - اُس وقت جو کچھ مخالفت کا بازار گرم ہوا اُس سے آپ لوگ بخوبی واقف
ہین - خود پروردگار ہی اسکے آگے اپنے رسول کی دلداری فرماتا ہے انا کفینک المستھزءین الذین

یجعلون مع اللہ الٰھًا اٰخر۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین
اے رسول جو لوگ تمھارا مذاق یا ٹھٹا بناتے ہین۔ یا بعض اشخاص جو بطور تعارف جا بلانہ آپکے
ساتھ استہزا کرتے ہین۔ ہم انکو کافی ہین۔ وہ عنقریب معلوم کر لینگے کہ حق بجانب کون ہی۔
ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظلمون ظالم یہ نہ خیال کرین کہ خدا انکی حالت سے
غافل ہی۔ بلکہ انکو ایک وقت مقررہ تک ڈھیل دیگئی ہی۔ اور اے رسول ہم جانتے ہین کہ تمھارا
دل ایسی باتون سے ضرور تنگ ہوتا ہے لیکن تم ایسے وقت ہماری تسبیح کیا کرو۔ ہم تمھارے
ہر طرح کفیل ہین۔ تم اپنی جان کا کچھ اندیشہ نہ کرو واللہ یعصمک من الناس اے رسول
تمھاری جان کے محافظ ہم ہین لیکن تبلیغ مین قصور ہرگز نہ واقع ہو۔

چونکہ اشاعت اسلام کا دارو مدار بھی تبلیغ ہی پر ہی۔ اسلیے امت پر بھی یہ حکم فرض
کر دیا گیا۔

فرماتے ہین ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
اگرچہ یہ ایسا فرض نہین کہ ہر ایک شخص کو اس کی تعمیل ضروری ہو۔ لیکن اس مین شک نہین
کہ اگر اس کے اہل خاموش رہین۔ اور نا اہل کوشش نہ کرین۔ تو تمام امت گنہگار ہوگی
اس ہی دور اندیشی کے باعث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بلغوا عنی ولو اٰیۃ
جو بات مجھ سے سنو اسکو ضرور دوسرون تک پونہچا دو۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اشاعت
کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہین۔ اگر میرے بعد لوگون نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر
کو ترک کر دیا تو یہ دین محدود رہجائیگا۔ اور انی رسول اللہ الیکم جمیعًا کا مطلب پورا نہ ہوگا
اس ہی وجہ سے آپ نے ایسے لوگون کے بہت کچھ فضائل بیان فرمائے۔ اور ان کو مجاہد
فی سبیل اللہ کا خطاب عنایت کیا۔

اور چونکہ تبلیغ اسلام کے لیے علم ضروری اور لازمی امر ہے۔ کیونکہ جبتک اپنے مذہب
سے واقف نہ ہوگا دوسرون کو کیونکر بتا سکتا ہے اور ایسا شخص کبھی کامیاب نہین ہوسکتا

سے او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ بلکہ آجکل تو مبلغ کو علاوہ اپنی مذہبی واقفیت کے اور دیگر مذاہب سے بھی ضرور مطلع ہونا چاہیے اور خاصکر علم مناظرہ یہ بھی بہت ضروری او ر لوازمات تبلیغ سے ہے

بہرحال۔ تبلیغ اسلام کے لیے علم کی سخت ضرورت ہے۔ یہی باعث ہی۔ کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علما کی بیحد فضیلت بیان فرمائی ہی اور عابد و عالم مین اتنا فرق ہی (۱) کہ جیسے ایک دنی درجہ کے مسلمان مین اور مجھ مین (۲) فرماتے ہین جس شخص نے علم دین محض اشاعت اسلام کی غرض سے حاصل کیا۔ تو قیامت کے دن اسکے اور انبیا کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ (۴) قیامت کے دن علما کی سیاہی اور شہدا کا خون وزن مین مساوی ہوگا (۵) عالم باللہ کی موت ایک عالم کی موت ہے، (۶) جو شخص اللہ کے لیے علم حاصل کرے اور دین کی اشاعت مین سرگرم ہو۔ تو اللہ تعالی ایسے بندے کو مختلف طریقون سے رزق پونہچاتا ہے، کہ جسکی اسے اُمید بھی نہین ہوتی۔ (۷) علما کو عابدون اور زاہدون پر اتنی فضیلت ہے جیسے بدر کو کواکب پر۔ (۸) قیامت کے دن تین گروہون کو شفاعت کی اجازت ہوگی۔ انبیا۔ علما۔ شہدا۔ (۹) اے علیؓ اگر تمھاری ہدایت سے ایک شخص بھی اسلام قبول کرلیگا۔ تو تمھاری دنیا اور ما فیہا کی خوبیون سے بہتر ہوگا (۱۰) ایکدفعہ حضرت یوسف کو وزیر کی ضرورت ہوئی ارشاد ہوا اے یوسف فلان شخص کو وزیر بناؤ حضرت یوسف نے اُسکو ایک معمولی اور شکستہ حال خیال کرکے فرمایا۔ الٰہی یہ شخص کیا وزارت کو انجام دیگا ارشاد ہوا اے یوسف یہ وہ تمھارا محسن ہی کہ تہمت کے وقت تمھاری حمایت کی تھی۔ تم اسے اپنا وزیر بنانے سے اعراض نہ کرو۔ داسی شخص نے حضرت یوسف سے الزام بیجا کو دفعہ کیا تھا اللہ تعالی نے دنیا مین ہی ایک دولت عزت کا وارث بنا دیا۔ پھر جو شخص بدلائل قویہ اسلام اور بانی اسلام سے بیجا اعتراضون کو دفعہ کریگا وہ کیونکر دونون جہان مین عزت اور حرمت کا مالک نہ بنایا جائیگا)

اب دیکھنا یہ ہی کہ صحابہ کرام نے اس حکم کو کس خوش اصولوبی سے انجام دیا۔ اشاعت
دین کیلیے کیسی کیسی مصیبتین برداشت کین اور اسلام کو کہان سے کہانتک پونہچایا۔ اور خاصکر خلیفہ دوم
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے تو قیامت تک کے لیے اشاعت دین کی ایک نظیر قائم کردی
اُس خلافت مآب نے جو اسلام مین کارنمایان کیے ہین، وہ محتاج بیان نہین۔ تاریخ الخلفا۔
ازالۃ الخلفا۔ وغیرہ اس اسلامی شیر کے مناقب سے لبریز ہین، خاصکر مولوی شبلی نے بھی الفاروق
مین ان کے تمام واقعات پر اچھی طرح روشنی ڈالی ہی۔ من شاء فلینظر الیہ

صحابہ کے بعد اور لوگون نے بھی کسقدر کوشش سے اشاعت اسلام کی۔ اس ہی
کی خاطر وطن چھوڑے مصیبتین اُٹھائین۔ اشاعت دین کی خاطر جانین دین۔

فرقہ صوفیا کرام کو دیکھیے۔ آجکل تو لوگ ان کو مردہ گروہ خیال کرتے ہین۔ لیکن اگر انصاف
سے دیکھا جائے تو آجکل کے زندہ گروہ بھی وہ کام نہین کر سکتے۔ کیا آپ کو معلوم نہین کہ ابھی غازیون
کی تلوارین نیام سے بھی باہر نہ آئی تھین کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے
ہندوستان مین مسلمانون کی تعداد سیکڑون تک پونہچا دی تھی۔ ابھی زندہ قوم خیال ہی کر رہی تھی
کہ ہندوستان مین تبلیغ اسلام کیونکر ہو کہ خواجہ صاحب نے والسّٰبقون السابقون اولئک المقربون
کے دفتر مین نام بھی درج کرا دیا۔ اچھا جب زمانہ گزشتہ مین اسلام پر یونانی فلسفہ کا طوفان آیا
تو امام غزالی اور رازی نے کیسی مستعدی سے اسلام کی مدد کی۔ اسلام کے لیے اپنے سینے سپر کیے۔
اپنی عمرین اشاعت دین ہی مین گذارین یہ انکی ہی نیک اور ہمت کا باعث تھا۔ کہ اُس ناگہانی
آفت سے اللہ تعالی نے دین اسلام کو محفوظ رکھا اب پھر ایک عرصہ دراز کے بعد وہی فلسفہ
نئے رنگ مین ظاہر ہوا ہے لیکن ابکی دفعہ یہ مختلف رنگ بدلکر آیا اور اس کو اس بھیس بدلنے
مین معقول کامیابی ہوئی۔ نوجوانون پر اس نے کچھ ایسے انداز سے اثر ڈالا کہ وہ تو اس کے بالکل
ہمیٹ چڑھ گئے۔ ایسے بیچارے دور اندیش اولڈ فیشنڈ وہ نوجوانون کی یہ حالت دیکھکر اس کے
سایے ہی کو منحوس خیال کرنے لگے۔ اور بجائے اس کی کہ رازی اور غزالی کا نمونہ بنتے -

السلامتہ فی الوحدۃ کی کنڈی لگا کر گھر مین بیٹھ گئے۔

اب بتایئے اسلام کی معاونت کون کرے۔ یہ کام علما کے سواکسیکا نہین۔کیا آپکو معلوم نہین کہ اس فلسفہ نے ہارون۔ اور مامون کی ہمتین پست کردی تھین اگر اُس وقت کے علما بھی امرا کی تقلید کرتے اور موجودہ بزرگون کی طرح آخری زمانیکے فتن کا فتوے دیکر گھر مین بیٹھ جاتے۔ تو آج کو اسلام دنیا سے رخصت ہو جاتا۔

یہ وقت خاموشی کا نہین۔ اسوقت غزالیؒ اور رازیؒ تمھاری مدد کو نہ آئینگے۔ بلکہ

آپ تم رہنما بنو اپنے   آپ مشکلکشا بنو اپنے

اس وقت قوم کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اس جہاز کی ملاحی کرین۔ یہ وقت آپس کے جھگڑون کا نہین۔ بلکہ تمام مسلمانون کو چاہیے کہ متفقہ کوشش سے کام لین۔

آج صبح کے لیکچر مین جناب صدر انجمن صاحب نے قوم کے اس معاملہ پر نہایت عمدہ طریقہ سے روشنی ڈالی ہے۔ اور اثنائے گفتگو مین چند مرتبہ اس بات پر زور دیا تھا کہ علما ہمارے ساتھ شریک ہو جائین ہم اُنکے ہتیار ہین ہم اُن کے بغیر شرکت کئے ہوے کچھ نہین کر سکتے اور وہ بھی بغیر ہمارے بالکل محتاج ہین اگر وہ قومی روح حاصل کرنا چاہتے ہین۔ تو اُس کا مرکز علیگڈھ کالج ہی ہے۔ قومی زندگی بجز علیگڈھ کالج انھین دستیاب نہین ہوسکتی۔ مین آفتاب احمد خانصاحب کی اس مبارک رائے کی تائید کرتے ہوے اتنا عرض کرنا چاہتا ہون۔

اس مین شک نہین کہ اس وقت قوم کے ہر دو گروہ (اولڈفیشینڈ نیوفشینڈ) اتفاق کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہین اور یہ بات مسلمہ ہے کہ جبتک یہ دونون گروہ یکدل نہ ہونگے ترقی بالکل ناممکن ہے۔

لیکن افسوس ابتک کوئی شکل ظاہر نہین ہوئی۔ نہ طرفین سے کوئی صاحب ظاہر کرتے ہین کہ ہر دو فریق کے لیڈر کونسی ترمیم اختیار کرین۔ کہ یہ درمیانی نقیض رفع ہو جائے مین اُمید کرتا ہون کہ ہمارے پریسیڈنٹ صاحب اس تحریک پر خاص طور سے غور فرماکر

قوم کو اُن صلاحی طریقونپر مطلع کرینگے۔ چونکہ وقت صرف ۲۰ منٹ تھا۔ لہذا۔ مصرع

کبھی فرصت مین سن لینا بڑی ہی داستان میری

اسکے بعد جناب مولوی احسان اللہ صاحب وکیل عدالت دیوانی کانپور نے تقریر فرمائی

خلاصہ تقریر جناب مولوی احسان اللہ صاحب وکیل

فاضل مقرر نے مسلمانون کے نفاق کا نہایت موثر الفاظ مین نقشہ کھینچتے ہوے اتفاق کی خوبیان اور اُنکی برکت و ضرورت۔ مدرسہ الٰہیات کی اہمیت اور خیرات کے جائز طریقونپر قابل قدر تقریر فرمائی۔ بخوف طوالت پوری تقریر درج نہو سکی۔

سب کے آخر مین نہایت مشہور مضمون نگار اور پرجوش بزرگ جناب منشی حسن الدین صاحب خاموش بیاور (راجپوتانہ) نے حسب ذیل تقریر فرمائی اور کورس مین قومی نظمین اس خوش الحانی اور دردانگیز لہجہ مین پڑھین کہ تمام حاضرین پر ایک خاص حالت طاری تھی

تقریر جناب حسن الدین صاحب خاموش

حضرات! آج صبح ہمارے آنرایبل صدر انجمن صاحب نے اپنی تقریر صدارت مین یہ فرمایا تھا کہ مسلمانون پر وہ وقت ہی کہ بلالحاظ فروعی اختلافات کے ایک دوسریکے شریک وہ کام کیے جائین جسکی ضرورت سب کو برابر ہی اور اُسکی مثال یون دی تھی کہ کسی مقام پر گنگا ایسے پر روز دریا کا سیلاب آیا اور وہان کے باشندون نے یہ ترکیب کی کہ سب کے سب ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسریکے ہاتھ کو پکڑ کر کھڑے ہوگئے اور اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ سب کی جانین بچگئین ورنہ ایک ایک کر کے سب لقمہ نہنگ اجل ہوتے اگر حضرات مین عرض کرتا ہون کہ ہماری قوم کی وہ حالت ہی کہ سیلاب آیا اور بہتیرون کو بہا بھی لے گیا اور جو بچ رہے وہ بُری حالت مین ہین نہ رہنے کو گھر اور نہ کھانیکو غلہ نہ اوڑھنے کو کپڑا اور نہ بچھانے کو چارپائی ہی۔ گھر مین تیل نہین

جو چراغ جلائین دیا سلائی نہین جو آگ جلا کر سردی سے بچنے کی تدبیر کرین پس ایسے خانمان برباد قوم کو نئے سرے آباد ہونیکے لیے ضرورت ہی کہ ملکے کام کرین مگر ہر شخص اپنے واسطے ایک موزون کام تجویز کرے ایک ناج کی فکر کرے تو دوسرا گھر بنائے تیسرا مزدوری سے کچھ پیسے کمائے اور ضروریات خانہ داری مہیا کرے جب کہین جا کر ایک گھر بسے گا اور بہت سی جانین بچینگی ورنہ اگر انکی مت ماری گئی اور سب کے سب ایک ہی طرف لگ گئے تو بات بے نتیجہ ہوگی کیونکہ ضروریات مختلف ہین۔ بالکل یہی حالت آجکل مسلمانون کی ہی وہ اپنا اندوختہ سب کھو چکے انقلاب زمانہ کا سیلاب انکا جاہ حشم عزت و حرمت، دولت حشمت اخلاق و حمیت کا سرمایہ بہالے گیا ہی اور قوم کے پس ماندہ بزرگ مختلف قسم کی ضروریات قومی کو پورا کر کے اسلام کے باغ کو پھر ہرا بھرا دیکھنا چاہتے ہین۔ چنانچہ محمڈن کالج وحمایت اسلام و ایجوکیشنل کانفرنس والے ایک کام کر رہین۔ ندوہ دوسرا کام کر رہا ہی۔ ہدایت اسلام، دیوبند و دیگر انجمنین کچھ نہ کچھ کام کر رہی ہین، اور سب قابل تشکر یہ اور قابل قدر ہین، مگر میرے دوستو کیا تم اُن سیلاب زدون کو احمق نہ کہوگے جنھون نے سب کچھ تو کیا مگر اپنے مین سے ایک گروہ کو اس کام پر تعینات نکیا جو ساری رات اپنے بھائیون کی حفاظت کرتے تاکہ درندے آکر پھاڑ نہ جائین پس کیا عقل کی بات ہو کہ قوم کی قوم ایک ہی قسم کے کام مین مصروف رہے اور ان مذہبی غارتگرون کے حملے روکنے کے واسطے کوئی والنٹیرون کا دستہ تیار نکرے جو قوم کے گرد سینہ سپر ہو کر حصار کا کام دین اور قوم کی اور شاخون مین کام کرنے والون کو چین اور بیفکری سے کام کرنے دین

حضرات! غالباً آپ سمجھ گیے ہونگے کہ میری مراد والنٹیرز یا مجاہدین سے اُن عالم مناظرین کا پیدا کرنا ہے جو زمانہ حال کے علوم و موجودہ سائینس سے واقف کار ہو کر اُن دریدہ دہن اور کور باطن فرقون کو جواب دیتے رہین جو اسلام پر آئے دن نئی قسم کی تہمت تراش کر آفتاب پر خاک ڈالنے کی کوشش کرتے ہین پس کیا اس قسم کے کام کی مسلمانون کو ضرورت نہ تھی؟ آپ فرمائینگے کہ ہان ضرور تھی۔ پس خدا کا شکر ہے کہ وہ ضرورت پوری ہوئی۔ اور وہ مدرسۃ الٰہیات

کی شکل مین آپکے شہر مین موجود ہے حضرات گو یہ بارا مانت کان پور کے ایک خاص گروہ
کے سر پر ہے اور قرعۂ فال انھین دیوانون کے نام پر پڑا ہے اور بحمد اللہ کے وہ اپنے سکت اور
بوتے کے موافق کر رہے ہین اور کر کے بتا دیا ہے مگر اسلام کے شیدائیو! انصاف کرو کہ کیا اتنا
بار گران چند کمزور بندو نپر چھوڑنیکا ہی اس کام کی اہمیت پر غور کرو اور یہ جانو کہ یہ کام بڑا
عظیم الشان کام ہے، تمکو صرف اس قسم کے علما تیار کرنا ہی نہین ہی بلکہ ایک باقاعدہ مشن بنا کر
ملک کے کونہ کونہ مین خدا اور رسولِ برحق کے نام کی منادی کرانی ہی اُنکو ایسے مقامات پر بھیجنا ہے
جہان تمھارے بہت سے بھائی تمھاری سرد مہریون سے تنگ آ کر تمسے جُدا ہونے پر مجبور ہوئی ہین
تمکو ایک ایسا دارالکتب بنانا ہی جہان ساری دنیا کے مذاہب کی کتابین اور اُنکی تردید موجود
ہوگی نہ صرف یہی بلکہ اس مشن کو تمکو وسعت دیکر زنانہ شاخ کی طرف توجہ کرنی پڑیگی اور
اور ایسی مسلمان مشنری عورتین تیار کرنی پڑینگی جو نہ صرف مسلمان عورتون کو سچی اور پکی مسلمات
بناتی پھرین بلکہ غیر مسلم زنانہ پارٹی مین خدائی دین کی آواز بلند کرین اور یہ کرتے کرتے وہ دن
آجائے کہ گھر گھر سے آوازِ حق حق آنے لگے - پیارے بھائیون بڑے دل خوشکن منصوبے ہین جو جب
ہی پورے ہونگے کہ قوم کا وہ گروہ جو مذہب کے نام پر آنسو بہانا بہت جانتا ہی مگر کرتا کراتا خاک نہین
اِدھر متوجہ ہو جائے اور اپنا مذہبی جوش اس طرف صرف کرنا شروع کرے کیونکہ مین پھر وہی
کہتا ہون کہ قومی فلاح کے واسطے مختلف قسم کے کامون کی ضرورت ہی پس ابتو یہ ناؤ جب
کنارے لگے گی کہ قوم کا ہر فرد اپنی مقدرت، اور قابلیت کے موافق کچھ نہ کچھ کرے اور قوم کی
ہر قسم کی قوت ہر قسم کے قومی کامون پر صرف ہو -

مثال کے طور پر مین ایک ایسی حقیر اور ذلیل قوت کا نام لیتا ہون جسکو ہمارے مذہبی
پیشواون نے حرام کر کے پھینکدیا ہی اور مین نے ابتک دس سے وہ کام لیے ہین جو شاید دوسرے
ذریعہ سے ناممکن تھے میری مراد خوش الحانی یا علم موسیقی سے ہی - راجپوتانہ مین اکثر مقامات پر
مین نے مسلمانون کی جمیعت کے بند پانی مین تموّج پیدا کرنیکے لیے یہی کیا کہ وہان گلے بانا

نوجوانون کو مولانا حالی کی دل ہلا دینےوالی نظمین یاد کرائین اور اونکی محفلون مین گوایا جس کا وہ نتیجہ ہوا کہ اُسکے بیان کے واسطے ایک بڑا وقت درکار ہے آجکل مین جہان ہون ہان میرے دستون نے ایک اسلامی بھجن منڈلی بنا رکھی ہو اور وہ اپنے لحن داؤدی سے مسلمانون کے پتھر سے دلون کو موم کرکے اُنسے کام لے رہے ہین اور تھوڑے سے عرصہ مین اون سے وہ کام لیا ہو جو وعظ و لکچر سے شاید سالہا سال مین نہوتا اس سے میرا مقصد یہی ہو کہ ہم کو چاہیے کہ اپنے کسی قطرہ کو ضائع نہونے دین بلکہ اُسی ندی مین جا کر ڈال دین جسکی رُو سے ایک بڑی پنچکی چلانی ہے۔ مین چاہتا ہون کہ ہمارے حضور صدارت آب اجازت دین کہ وہ ہماری بھجن منڈلی جو اپنا پرشوق دل لیے ہوے صدہا کوس کا سفر کرکے آئی ہو اپنی کچھ نظمین گا کر قوم سے رائے مانگے کہ آیا اونکا یہ کام کسی کام کا ہے یا فضول۔

بھجن منڈلی کے ممبر جو بیاور راجپوتانہ سے آئے تھے بزرگان ذیل تھے۔ حاجی شمس الدین نوری۔ منشی نور محمد ذاکر۔ منشی احمد بخش حسن الدین خاموش

نعتیہ اشعار

وہ شمع اُجالا جس نے کیا ۔ چالیس برس تک غارون مین	ایک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے دربارون مین
گر ارض و سما کی محفل مین لولاک لما کا شور نہو	یہ رنگ نہو گلزارون مین یہ نور نہو سیارون مین
وہ جنس نہین ایمان ۔ جسے لے آئین دکان فلسفہ سے	ڈھونڈے سے ملیگی عاقل کو یہ قرآن کے سیپارون مین
جو فلسفیون سے کھل نہ سکا اور نکتہ ورون سے حل نہوا	وہ راز ایک کملی والے نے بتلا یا چند اشارون مین
سب کرنین ہین اک سورج کی بوبکر و عمر عثمان و علی	ہم مرتبہ ہین یاران نبی کچھ فرق نہین ان چارون مین

بھجن منڈلی نے اس نظم کو اُس موثر طریق سے ادا کیا کہ سارا مجمع محبت رسول سے وجد مین آگیا اور جو غلط فہمیان منڈلی کی نسبت تھین کافور ہو گئین اور اگرچہ وقت پروگرام سے زیادہ ہو چکا تھا پھر مجمع کی خواہش ہوئی کہ کوئی اور نظم پڑھی جاوے۔ چنانچہ منڈلی نے اپنی دوسری

نظم یہ پڑھی۔

قومی جلسے کی صفت

قوم کو ہی آس جسکی وہ جماعت ہی یہی — جس سے جان آتی ہی مُردون مین وہ طاقت ہی یہی
اتفاق قوم ہی اقبال و دولت کی دلیل — رائی کو کرتی ہی جو پربت وہ قوت ہی یہی
مال و دولت نا مبارک ہی نہو گر اتفاق — قوم جس دولت کی بھوکی ہی وہ دولت ہی یہی
یان وکیل اک اک ہی شہر اور ملک کا قایم مقام — دانہ کو کرتی ہی جو خرمن وہ برکت ہی یہی
فرد فرد آتے ہین جو جاتے ہین یان سے مجتمع — ملتے ہین جسکی بدولت دل وہ ملت ہی یہی
تم ہمارے کام آؤ ہم تمھارے آئین کام — جس سے کل چلتی ہی دنیا کی وہ حرکت ہی یہی
قوم کی خدمت مین مضمر ہی ربوبیت کی شان — جو کہ سمجھاتی ہے خادم کو وہ خدمت ہی یہی

سال بھر رہتا ہی نقش اس انجمن کا یادگار
جو کبھی برہم نہین ہوتی وہ صحبت ہی یہی

منعقدہ ۱۲- اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

وقت ۸ بجے دن

پریسیڈنٹ جناب صاحبزادہ آفتاب احمد خانصاحب

اس اجلاس کی کاروائی بھی مثل اجلاس اول کلام پاک کی تلاوت سے شروع کی گئی - اور حافظ محمد سلیمان صاحب خلف محمد عثمان صاحب سوداگر نے جنکی عمر تقریبًا ۱۲- ۱۳ سال ہو ایسے عظیم الشان جلسہ مین بے جھجک ہو کر نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی - حاضرین پر ادب آمیز خاموشی طاری تھی - اور بیحد متاثر و محظوظ ہوے اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس بچے کی عمر مین برکت دے -

بعد ختم کلام پاک جناب منشی عبد الصمد صاحب آلہ آبادی ملازم سانڈرس اسمتھ کمپنی کانپور و جناب مولوی سید فضل حسن صاحب مدرس فارسی کالیجیٹ اسکول کانپور نے اپنے اپنے قصائد سنائے جسمین خصوصیات جلسہ مدرسہ - قومی حالت کا فوٹو نہایت درد بھرے الفاظ و موثر انداز مین کھینچا گیا تھا افسوس کہ ہم بوجہ عدم گنجایش نذر ناظرین نہین کر سکے -

اسکے بعد جناب پریسیڈنٹ صاحب نے حاذق الملک جناب حافظ حکیم اجمل خانصاحب کا تار جس مین جناب ممدوح نے اپنی عدم شرکت جلسہ کا افسوس اور جلسہ کے بخوش اسلوبی انجام پذیر ہونیکے لیے خواہش و دعا تحریر فرمائی تھی پڑھکر سنایا -

بعد ازان جناب منشی محمد رحمت اللہ صاحب رعد مالک نامی پریس و وائس پریسیڈنٹ

جنرل کمیٹی مدرسہ آلہیات نے بزرگ پیشوائے قوم جناب نواب وقار الملک بہادر مدظلہ کا انتخاب نامہ
جو اسیوقت کی ڈاک سے موصول ہوا تھا حاضرین کو سنایا جسمین جناب نواب صاحب ممدوح نے
مدرسۂ آلہیات سے کمال ہمدردی اور انتخاب پریسیڈنٹ پر مسرت ظاہر کرنیکے بعد بوجہ علالت
مزاج اپنے صاحبزادہ کے جلسہ مدرسۂ آلہیات مین شریک ہونے پر معذرت فرماکر افسوس کیا تھا
اور اراکین مدرسہ اور تعلیم مدرسہ کے نسبت اپنا اطمینان ظاہر کیا تھا

بعد اسکے جناب سید رستم علی صاحب پریسیڈنٹ والنٹیران طلبائے مدارس انگریزی
نے حسب ذیل تقریر نہایت جوش اور روانی کیساتھ فرمائی۔

تقریر جناب سید رستم علیصاحب طالب علم گورنمنٹ اسکول کانپور

آنریبل پریسیڈنٹ - و والاقدر حاضرین - یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جیسی جیسی
قابلانہ اور فاضلانہ تقریرین آج ہم اہل کانپور کو سننا نصیب ہوی ہین اور جیسے جیسے بزرگونکی
کی صورتین دیکھکر ہمارے دل خوش ہوئے یہ سب احسان مدرسۂ آلہیات کا ہے جسکی وجہ سے
آج ان قومی بزرگون کی زیارت نصیب ہوئی۔

چونکہ یہ ایک فطری بات ہے کہ آفتاب کے سامنے سب روشنیون کا رنگ ماند اور پھیکا پڑجاتا ہے
اسیطرح پر ایسی ایسی اعلیٰ پیمانے کی تقریرون کے بعد اور اس شاندار آفتاب کے طلوع ہوجانیکے
کے بعد بھلا مین بہ حثیت ایک طالب علم ہونیکے کیا اور کس پیرایہ مین اپنے خیالات کا اظہار
کرسکتا ہون - لیکن ہان میرا دلی جوش اور ایسے ایسے اعلیٰ بزرگون کی موجودگی ضرور مجکو اسبات پر
آمادہ کرتی ہے کہ مین اپنے خیالات کا اظہار بہ نظر اصلاح کافی طور پر کرسکون - میری گذاش
کا روئے سخن صرف ان اپنے دوستون کی طرف ہے جو میرے قریب ہم جماعت ہین اور
اور اس وقت والنٹیرون کی ڈیوٹی کو انجام دے رہے ہین - اے میرے دوستون دنیا مین ہمارے
سامنے کئی راستے نظر آئے ہین اور سب راستونکے پر خوف منظر اور دل خوش کرنیوالی سینریز

بھی ہمکو معلوم ہین - اور ابھی زیادہ تر کام انھین راستو نپر سفر کرنے کا پڑنے والا ہے اور اپنی
زندگی کا ایک بڑا حصہ صرف کرنے کو باقی ہی - قبل اسکے کہ ہم اپنی زندگی کی کوئی روش اختیار
کرین - ہمکو اُسکی اچھائی بُرائی پر سب سے پہلے گہری اور تجربہ کار نظر ڈالکر اُس کا انجام سوچ لینا
ضروری امر ہے - اس کے واسطے ہمکو چاہیے کہ ہم اسلام کے اون بزرگون اور ہمدردان قوم کی
سوانح عمری پر نظر ڈالین انصاف اور ہمدردانہ دل سے مطالعہ کرین تو ہمارا دل اس بات
کو خود قبول کریگا کہ وہ بزرگ کہ جنکی سچی اور پاک جدوجہد نے اسلامی زندگی مین کیا کچھ نہ کر
دکھلایا - اور اُنھون نے دنیا کی اسٹیج پر کیا کیا کارنمایان نہ دکھلائے - کھڑے - بیٹھے - سوتے
جاگتے غرضکہ ہر لحہ اسلام کی خیرخواہی وہمدردی مین کیا حال کیا - کیا اوُنھون نے عرب کے
ڈراونے ریگستان کی سختیان نہین برداشت کین - کیا اُنھون نے شخصی شہرت
اور خواہشات دنیوی کو بالائے طاق رکھکر اپنے سرونکو خدا کی راہ اور اسلام کی محبت مین
نہین فروخت کیا - کیا اُنھون نے اُس پرخار بیابان کو اسلام کے لیے گلزار جنان سے
کم خیال کیا - کیا اون کے سرون مین اسلامی ہمدردی اور اُسکا لاعلاج دردنہ تھا
کیا اُن کے بازوؤن مین سوائے ہمدردی مذہب اور ترقیٔ اسلام کے دوسرا سودا بکتا تھا -
کیا اُن کے قبائل اور مخالفین اسلام نے اون کے گلون پر خنجر نہ چلایا تھا - کیا وہ بزرگ
پبلک کے اعتراضات کا شکار نہ بن چکے تھے - لیکن سلے برادران، نیک نیت سے ہمیشہ نیک
کام انجام پاتے ہین - اور اچھے درختون سے ہمیشہ اچھے پھل پیدا ہوتے ہین، سچے کو سچائی
ایک لیے بہا ہتیا رہے جھُوٹا ہر جگہ رسوا وخوار ہی - لیکن اے حضرات وہ بزرگ وہ لوگ تھے
کہ جنکے جسم کا ہر جزو اسلامی ہمدردی کا کلمہ پڑھتا تھا، اور اُن کا رہبر وہ شخص تھا کہ جسکی
نظیر دنیا مین تا قیامت نہ دستیاب ہوگی - وہ لوگ اسلام کے سچے بہی خواہ تھے نہ اُن کو
کسی نکتہ چین کی پرواہ تھی نہ اُن کو اپنی ذات پر جا اور بے جا حملون کا خیال تھا، ہان
اگر خیال تھا تو ترقی اسلام کا خیال تھا - نہ عربی ریگستان کے تند اور جھلسا دینے

والے جھونکے اُنکو ڈرا سکے نہ اُن خوفناک اور بلند پہاڑون کے منظر اُنکو ہیبت دلا سکے۔ غرضکہ اُنھون نے اپنے آپ کو ایسا شیدا بنایا اور وہ ہمدردی ظاہر کی کہ جسکی مثال آج دنیا کے کسی گوشہ اور قوم کے کسی فرد مین ملنا مشکل ہی۔ لیکن افسوس آج ہم موجودہ نوجوان جس وقت اپنی حالت پر غور کرین اور قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو دیکھین۔ اور بقول ہمارے صدر انجمن صاحب اُس امڈتے ہوسے طوفان کو دیکھین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ ہم اُس کشتی وجہاز کو منزل مقصود پر پہنچانا اور اُس طوفان کو دفع کرنا تو درکنار اس قابل ہی پاتے کہ اُسکے اُن سوراخون کو کہ جس کے ذریعہ سے اُسمین پانی بھرتا جاتا ہے جس سے عنقریب وہ جہاز ڈوبنے والا ہے بند کرسکین یا اُس طوفان کے واسطے کوئی تودہ باندھ کر اپنی جان بچا سکین۔

مین اس موقع پر آزادی کے ساتھ ایک ہندی روایت بیان کرکے اپنے ساتھی طلبا کو توجہ دلانا چاہتا ہون۔ کہ اولاد کی تین قسمین مانی گئین ہین۔ اول پوت دوسرے سپوت تیسرے کپوت سپوت وہ اولاد ہے کہ اپنی ذاتی اور شخصی عزت اور مرتبہ کو اُسی پیمانہ ومعیار پر قائم رکھ سکے جیسے کہ اُسکے بزرگون اور دیگر لوگون نے کیا، اور اس دنیا مین بہ حیثیت دولت، اخلاق، شہرت، نیک نامی، غرضکہ ہر امر مین اپنے بزرگونکے ہم پلہ ہو۔

دوسری قسم کی اولاد سپوت ہے یہ وہ اولاد ہے کہ جو اپنے باپ دادا کا نام روشن کرنے والی اور اُن مرجھائے اور نیم مردہ درختونکو پانی دینے والی اور اون کے مردہ نامون کو زندہ کرنیوالی اور اپنے بزرگون کا نام مثل آفتاب کے دوگنا اور چوگنا چمکا کر دکھلانیوالی اُنکے ادھورے کام اور نیم کوششونکو انجام دینے والی اولاد ہے۔ نہین نہین اس سے بھی زیادہ بلکہ یہ وہ اولاد ہے کہ جو اپنے اجداد سے عزت، دولت، نیک نامی، ہمدردی غرضکہ ہر بات مین دس قدم آگے ہو۔

تیسری اولاد کی قسم کپوت ہے۔ کہ جو اپنے باپ و دادا کی شہرت نیک نامی اور دولت پر جہالت اور بے شرمی کا سلگتا ہوا مصالحہ ڈالکر ذلت وخواری کے فلیتہ سے آگ لگا دیتی ہے اور وہ

نیک نامی اور دولت کہ جسکو اُسکے ماں باپنے سخت سے سخت مصیبتیں اُٹھا کر کمایا ہے چندروز
مین عیاشی، قمار بازی، شراب خواری، فضول خرچی غرضکہ ایسی باتون مین صرف کر دیتی ہی
اور دینی احکام سے مبرا اور دنیوی باتون سے کوسون دور۔
مین اس موقعہ پر خود اپنے آپ کو اُس آخری اولاد کا ایک بدنصیب فرد تصور کرونگا
اور اپنے ساتھی طلبا ر سے سوال کرتا ہون کہ وہ غور کرین اور دیکھین تو اُنکو واضح طور پر معلوم
ہوجاویگا کہ آجکل کی موجودہ حالت کو اُن بزرگون سے مقابلہ کرتے ہوے جن کا ذکر مین نے
اوپر کیا ہے اچھی طرح معلوم ہوجاویگا۔ کہ آجکل کی حالت کس بات کی مقتضی ہی۔ لیکن ہان مین
یہ ضرور کہون گا۔ کہ ہم اپنے بزرگون کے عادات، اطوار، اخلاق، سخاوت، جوانمردی، ہمدردی
نیک نامی، مذہبی پابندی، غرضکہ تمام باتون مین کس کس بات پر اُن کے نقش قدم پر چل رہی ہین
کہ آج اُن بزرگون کی پاک روحین ہم سے خوش ہوتین اور اپنی اولاد کو سعادتمند اولاد خیال کرتین
لیکن اس سے میرا یہ مطلب ہرگز نہین ہی کہ اب ہم اس حالت کو پونہچ گئے ہین کہ منزل پر چلتے
چلتے تھک کر اور نہ پونہچنے کی امید پا کر بیٹھ جاوین، اور ہمارا شمار بیکار اور معطل لوگون
مین کیا جائے۔ نہین نہین بلکہ ہم غور کرین اور ہمت باندھکر اُٹھین تو ہمارے لیے کوئی نئی بات
نہین ہی، وہی خدا ہے۔ وہی آسمان۔ وہی زمین، وہی چاند وہی سورج، وہی پاک مذہب
وہی کلام پاک، غرضکہ تمام باتین جو اُس وقت تھین وہ اب بھی موجود ہین خدا ہماری مدد
اور ہمارے پاک کامون مین برکت جب بھی دیتا تھا اور اب بھی دیگا۔ اے میرے دوستون
ہماری رگ اور پٹھے اُسی خون سے بنے ہین اور اب بھی ہماری رگون مین وہی خون جوش
مارتا ہے۔ ہم اُنھین کی تو اولاد ہین کہ جنکے اقبال کا آفتاب عرب سے نکلا اور اُسکی چمکدار
کرنون نے دنیا کے ہر پردے اور گوشے مین روشنی پیدا کر دی اور اُسکی توحید کے بلند آواز
نقارے نے ہر فرد وبشر کے کانون کے پردے کھول دیئے اور اُس خدائی صور کی آواز دنیا کے
ایک کونے سے اُٹھی اور دوسرے کونے تک گونج گئی۔ کفر وظلمات کا قصہ پاک ہوا اور تو اِیمان

کاراستہ صاف ہوا - یہ پیارا نور نورِ اسلام تھا اور پیشوا اُسکا ہمارا نبیِ اعظم تھا - کہ جس کا نام ابتدائے دنیا سے قائم ہے اور انتہائے دنیا تک قائم رہے گا - اب ہم اس موقعہ پر انصاف کی نظر سے دیکھین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ وہ لوگ جو ایسے نازک اور مہلک وقت مین قوم کو مصیبتونکا سے بچانے کا بیڑہ اُٹھائین اور وہ لوگ جو اپنے بزرگون کے نقش قدم پر چلکر قومی مرحلون مین اپنا سینہ سپر کرین اور وہ بزرگ کہ جنکی قومی ہمدردی اور قومی دُھن درجۂ خبط تک پونہچ جائے اور وہ بزرگ کہ جنکو خواب مین بھی قومی مرثیہ پڑھتے سنا جاوے اور وہ بزرگ جو آجکل کے زہریلے اور نوکدار تیر و تفنگ پر سینہ سپر کر دین اور وہ بزرگ جو اپنا عیش و آرام دولت و ثروت عیال و اطفال - صحت و تندرستی کے خیال کو بالائے طاق رکھکر قومی سودا مول لین اور وہ بزرگ جو سخت سے سخت حادثون اور مصیبتون مین بھی پڑکر دلیری اور مستقل مزاجی سے قومی مشکلات کا مقابلہ کرین - کیا اے دوستو اُن کا بدلہ اور اُنکے اس نیک کارنامو نکا یہی ثمرہ ہوگا جیسی کہ فی زمانہ ہماری حالت ہے، نہین نہین میرے دوستو ہم پست ہمت نہین ہین، ہمارا شیوہ تھک کر بیٹھ جانا نہین ہے بلکہ وہ زمانہ اور تھا اُسکے لوازمات اُسکے ساتھ تھے، اب زمانہ ہم لوگون کا زمانہ ہے اُسکی انجام دہی ہماری ڈیوٹی اور فرض ہے اُن بزرگون نے اپنی ڈیوٹی انجام دی اب ہم اپنی ڈیوٹی کو مستعدی سے انجام دین اور نظر انصاف سے دیکھین کہ ہم مین کس بات کی کمی ہے، ہمارے قومی سردار ہماری کشتی کے ناخدا ہمکو نیک و بد سمجھانے والے علما اب بھی ہمکو نیک ہدایت دے سکتے ہین

سید رستم علیصاحب کی تقریر ختم ہونے پر مولوی مظہر الدین صاحب کامیاب طالب علم مدرسہ نے حفاظت اور اشاعت اسلام کی ضرورت پر ایک مبسوط تقریر کی - فاضل مقرر نے دیگر مذاہب - اُنکی مشنریز و علمی طریقے - ضروریاتِ زمانہ - سلفِ صالحین کے حالات کا مختصر طور پر موازنہ - اسلام کی اعلیٰ قوت و صداقت بیحد خوش اسلوبی سے بیان کی -

مولوی مظہر الدین صاحب کی تقریر ختم ہونے پر مولوی امام الدین صاحب کامیاب طالب علم نے اخلاق نبوی پر نہایت اثر خیز تقریر کی، آپنے اپنی تقریر "دنیا کا انسانِ کامل"

کے عنوان سے شروع کی۔ اور اخلاق نبوی کا مقابلہ دیگر مذاہب کے بانی اور پیشوا انکے نمایان حالات زندگی سے کرتے ہوے۔ نبی کریم (روحی فداہ) کے اخلاق اعظم اور انسان کامل ہونیکا نہایت روشن فیصلہ کیا۔

ختم تقریر پر جناب پریسیڈنٹ صاحب کے ارشاد سے سنسکرت کے چند اشلوک پنڈتانی لہجہ مین غایت خوش الحانی اور روانی سے پڑھکر اونکا ارتھ کیا اور بحاشہ زبان مین برجستہ تقریر کی، ہر دو کامیاب طلبا کی تقریر کے دوران مین حاضرین نے متعدد مرتبہ نعرہائے تحسین بلند فرمائے اور ختم تقریر پر جناب پریسیڈنٹ صاحب نے مدرسہ کی تعلیم کی نسبت حوصلہ افزا اور اطمینان بخش الفاظ مین اظہار پسندیدگی فرمایا۔

اسکے بعد چندہ کی کارروائی شروع ہوئی اور جلسہ ۱۲ بجے دنکو برخاست ہوا۔

اجلاس پنجم

منعقدہ ۱۲ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء وقت ۲ بجے دن

پریسیڈنٹ جناب صاحبزادہ صاحب

حسب ارشاد جناب پریسیڈنٹ صاحب مولوی ایوب حسین و مولوی تبارک حسین صاحبان طلباے سال دوم مدرسہ نے نہایت فصاحت سے بھاشہ زبان مین برجستہ تقریرین کی - اسکے بعد جناب پریسیڈنٹ صاحب نے طلبائے فارغ شدہ کو اپنے دست مبارک سے سندین تقسیم فرمائین - اور جناب آزاد سبحانی صاحب پروفیسر مدرسہ نے سند یافتہ طلبا کو مخاطب فرما کر حسب ذیل تقریر فرمائی -

تقریر جناب مولانا عبد القادر صاحب آزاد سبحانی پروفیسر مدرسہ

نحمدہ و نستعینہ ، اما بعد قال اللہ تعالی ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاضرین جلسہ چونکہ وقت کم ہے نیز یہ موقع زیادہ تر اُن بزرگون سے فائدہ اُٹھانے کا ہے جو باہر سے تشریف لائے ہین اور جنکی تقریرون کو مغتنمات روزگار سے سمجھنا چاہیے اسلیے کسی خاص مضمون پر بحث کرنا غالبًا موقع کے خلاف ہوگا ، البتہ اپنے واجب الاحترام حضرات

خصوصاً اپنے محترم بزرگ جناب صدر انجمن صاحب کی تعمیل ارشاد کی غرض سے چند کلمات طلبار مدرسۂ آلہیات کیلیے عرض کیے دیتا ہون حضرات طلبار خدا کا شکر ہے کہ آپ پنر زمانہ تعلیم کے ہر قسم کے نشیب و فراز کو طے فرما کر اور اُن تمام دقتوں پر غالب آکر جو ہر بڑے اور خصوصاً کسی انوکھے کام مین پیش آیا کرتی ہین آج اپنی قوم سے اپنی محنتون اور دماغ پاشیون کا صلہ حاصل کر رہے ہین وہ صلہ کیا ہے، فضیلت یا فراغت کی سندین، سند کا رواج چونکہ بہت عام ہے اور اب اس کا منظر کچھ زیادہ دلچسپ اور اہم نہین رہ گیا اس لیے، شاید آپ قوم کے اس صلہ کو کوئی بڑی اور بیش قیمت عزت کی چیز نہ خیال کرتے ہون، اگر فی الحقیقت آپ کا یہ خیال ہے تو آپ ایک حد تک قابل معذرت ضرور ہین مگر آپ یقیناً غلط راستہ پر چل رہے ہین اور مین امید کرتا ہون کہ آپ واقعہ کی اصلیت تک پونہچکر بہت جلد سیدھی راہ اختیار کرلینگے یاد رکھیے کہ یہ مدرسہ جسطرح اپنی نوعیت اور غایت مین بالکل نرالا اور نہایت اہم ہی اسیطرح اسکی سندین بھی اپنی تہ مین ایک گہری جدت اور اہمیت رکھتی ہین اور یہی وہ چیز ہے جو ان سندون کو عام حلقہ سے ممتاز اور اس قابل بناتی ہی کہ انکو قوم کی طرف سے ایک بیش بہا بلکہ بے بہا عزت کا تمغہ خیال کیا جاوے اور وہ جو انکو حاصل کرین قومی درجون مین سب سے اونچی جگہ پانے کے مستحق قرار دیئے جاوین، آپ بلکہ ہر شخص جس نے مدرسۂ آلہیات کا نام سُنا ہوگا سندون کی اُس اہمیت کو خود ہی سمجھ جاویگا، کیا مدرسۂ آلہیات کی بنیادی غرض یہ نہین ہی کہ یہان رفتار زمانہ کے مطابق اسلام کے مجاہد ین تیار کیے جائین جو نکلتے ہی بجائے گھرون مین بیٹھ رہنے کے میدانِ کارزار مین جوہر سپہگری دکھانے لگین، بیشک یہی غرض ہی اور جب یہ غرض ہے تو مدرسۂ آلہیات کی سندین کیا ہین کیا صرف اس امر کی شہادت کہ آپ نے اصولِ جنگ بخوبی سکھ لیے یا یہ کہ آپنے اپنی تعلیم و تربیت کی دو سالہ زندگی پوری کرلی، اور اب آپ آزاد ہین، خواہ آپ گوشون مین بیٹھکر اپنے ہتیارون کو زنگ آلود اور سپاہانہ کرتبون کو بیکار بنا لیوین، خواہ کچھ اور کرین، قوم اب آپ سے کچھ نہین چاہتی، نہین ہرگز نہین، سندین آپکے سپاہی مگر باکار سپاہی ہونے کی شہادت ہین، سندین آپ

کے عالم اور مبلغ عالم ہونے کی شہادت ہین، سندین علم اور تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کے مناصب جلیلہ کو وابستہ بنانے کا نشان ہین، سندین منصب حکمت و منصب موعظت کو واحد کر دکھانیکی علامتین ہین، غرضکہ یہ سندین اسلیے نہین دیجاتی ہین کہ آپ صرف عالم ہین اور آپکے علم وفضل پر مدرسہ کو ناز کرنا چاہیئے، سندین اسلیے دی جارہی ہین کہ آپ عالم ہین اور اپنے علم سے قوم ومذہب کا کام بھی کرنا چاہتے ہین، آپ ہمارے قومی بیڑہ کے ناخدا ہین، اور ناخدائی کے لئے کمربستہ تیار بھی ہین، مختصر یہ کہ آپنے جو کچھ سیکھا ہی قوم ومذہب کے لئے سیکھا ہے، اور جبتک آپ زندہ رہین گے قوم ومذہب کے لیے زندہ رہین گے، اب آپ سمجھے کہ مدرسۂ الہیات کی سندین کیا چیز ہین، اور کیا قیمت رکھتی ہین، اوران کو پاکر کیا درجہ ملتا ہی پس آپ خوش ہون، آپ اپنی قسمتون پر ناز کرین اور آپ خدا اور قوم دونون کا شکریہ ادا کرین کہ قوم آپ کو سب سے بڑی چیز اور سب سے بڑا صلہ عنایت فرمانے کیلیے جمع ہوئی ہی، مگر ابھی ایک بات کہنے کو رہی جاتی ہی آپ یاد رکھین یہ سندین جیسی قیمتی ہین ویسی ہی دشوار بھی ہین، ان سندون کو کاغذی صورت مین پالینا آسان ہے اور ایسا آسان کہ آپ کو مل بھی چکین مگر معنوی صورت مین انکی دستیابی ہزار مشکلون کی ایک مشکل ہی، اور وہ صرف اسلیے کہ دنیا کے کل تمغے اور سندین صرف ماضی کی شہادت ہوتی ہین، مگر یہ مدرسہ الہیات کی سندین آپ کے ماضی اور مستقبل دونون کی ایک ساتھ شہادتین ہین، ماضی کی یہ کہ آپ دو برس کے اندر سپاہیانہ کرتبون اور ہتیارون سے آراستہ ہو چکے، مستقبل کی یہ کہ آپ اپنی زندگی کا کل حصہ میدان جنگ مین صرف کرینگے، اب اگر آپ کا مستقبل امید کے مطابق ہوا تو بیشک آپنے سند کا سِنس اور مدعا حاصل کیا ورنہ سند کا صرف کاغذ جو کچھ قیمت نہین رکھتا کوئی چیز نہین عزیزین غالبًا آپ اب بھی سند کی مشکلات کو بخوبی نہ سمجھے ہونگے کیونکہ آج کل ایسے سپاہیونکا توڑا نہین ہے، اور نہ یہ کام مشکل ہی سمجھا جاتا ہی اچھا اب آپ صاف صاف سنیے اور سمجھیے۔ آپ نے احادیث مین پڑھا ہوگا کہ اسلام کے شروع زمانہ مین قراء کی ایک جماعت

مشرکین عرب کے کسی ایک قبیلہ کی طرف بغرض تبلیغ روانہ کی گئی تھی اس جماعت کو کسی
لڑائی بھڑائی سے کوئی تعلق نہین تھا نہ کسی کو اس کا احتمال گذر سکتا تھا کیونکہ وہ غالباً
قبیلہ بنو عامر کے سردار کی درخواست اور کفالت پر روانہ کی گئی تھی، اور اس لیے بجائے
جنگ آزمودہ اور تجربہ کار سپاہی مسلمانون کے یہ قاری قرآن چنے گئے تھے جنکا کام یہ تھا
کہ ایک وقت لکڑیان چنکر اس مزدوری سے اپنا پیٹ پالتے اور پھر رات دن قرآن پاک
کی تلاوت مین مصروف رہتے، اس جماعت کا افسر یا وکیل جو کچھ کہیے حرام ابن ملحان
نامی ایک خدا رسیدہ مسلمان تھے، جب یہ جماعت اس قبیلہ کے سردار کے سامنے پونہچی تو
یہی بزرگ بحیثیت وکیل قوم کے آگے بڑھے اور نہایت نرمی اور سنجیدگی سے اسلام کی تبلیغ
فرمانے لگے، جاہل اور متعصب سردار بجائے اسکے کہ معقول طور پر بحث کرتا جوش تعصب
مین آپے سے باہر ہو گیا آخرکار اُسکے اشارہ سے دربار اس قیامت خیز سین کا منظر بنگیا کہ
اثناء وعظ ہی مین ایک ظالم نے پیچھے سے نیزہ مارا اور اسکی انی اس بزرگ کی پشت مبارک سے
گذرتی ہوئی سینہ کے پار ہو گئی پھر کیا تھا خون کا دریا سینہ سے بہ نکلا اور اس پاک مبلغ نے شہادت
کی سرخروئی حاصل کی، اس آخری اور مشکل وقت مین ہمارے اس بزرگ پیشوا نے جو نمایان
کام کیا واللہ وہ مسلمانون کے لیے قیامت تک فخر اور تقلید کے قابل سمجھا جائے گا اور وہی
ایک چیز ہے جو منصب تبلیغ کی حقیقی اہمیت کو واضح کرتی ہے اور در اصل اس قصہ کے دھرانے
سے میرا مقصد بھی آپکو اسی کی طرف توجہ دلانا ہے اور بس، دیکھیے کیسی قیامت کی سنیری ہی
کہ ایک طرف برچھا سینہ کے پار ہے خون کی ندی جاری ہو اور قضا کا فرشتہ تیزی سے اپنا کام
کر رہا ہے، اور دوسری طرف ایمان، استقلال، دیانت اور جذب خدا پرستی کا وہ زور ہے
کہ وہ بزرگ اپنا خون اپنے ہاتھون مین لیکر چہرہ پر مل رہا ہے اور آسمان کی طرف نظر
اُٹھا کر گویا خود خدا سے مخاطب ہو کر آواز بلند پکار رہا ہے فزت ورب الکعبہ کعبہ کے
خدا کی قسم مین تو کامیاب ہو چکا، میرے معزز طلبا آپ اس بزرگ شہید کے منصب پر مامور کیے

جاتے ہین اور یہ سندین اسی منصب عظیم پر مامور ہونیکی شہادت ہین، آپ کو اپنی عملی زندگیون مین اس مرد میدان کے نقش قدم پر چلنا پڑے گا، ہان آپکے سینون مین اس بزرگ کا دل ہونا چاہیے آپکے دلون مین اس دلکا پرتاثیر جذب، اور آپکے جذبات اس جذب الٰہی کی روح سے قایم اور زندہ رہین آپکے سینے طعن وتشنیع کے نیزون سے مجروح ہون اور آپ بے حرمتی اور ناقدردانی کے خون مین نہارہے ہون، مگر آپ کی زبان فزت ورب الکعبۃ کا شور مچاتی ہوئی سنائی دے ہان آپ جبتک جئین اور خدا کرے کہ قیامت تک جئین قرآن پاک کی منادی کرتے رہین اور جب مرنے لگین تو کشاکش نزع مین بھی قرآن پاک آپکی زبانون پر ہو اور آپ اپنے بزرگ شہید حرام ابن ملحان کیطرح فزت ورب الکعبۃ کہتے ہوے آسمانون کو روانہ ہون،

مجھکو بہت کچھ کہنا تھا اور میرے جذبات ابھی بہت کچھ باقی ہین، اسلیے کہ مین اسوقت ایک خادم مدرسہ کی حثیت سے نہین بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے جو کچھ کہ رہا ہون کہ رہا ہون، لیکن وقت تنگ ہی اور جلسہ کا سین ختم ہونے کو آرہا ہی اسلیے مین بھی رخصت ہونیکو تیار ہون مگر اس سے پہلے آپکے ایک سوال کا جواب دے لینا ضروری ہی جو قدرتی طور پر آپکے دلون کو بے چین کررہا ہوگا، آپ شاید قوم سے یہ پوچھین گے کہ ان مشکلات کے جھیلنے کا نتیجہ اصلا جر قوم کیطرف سے مین جواب دونگا، وہی جو سلسلہ تبلیغ کے امام حرام ابن ملحان کو ملا وہ کیا آسمانونکی بادشاہت، کونین کی سعادت، خدا کی خوشنودی اور موٹے لفظون مین دارین کی ابدی زندگی کیونکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور اگر اور اونچی نظر کیجیے تو یہ کہ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ یعنے معرفت الٰہی، اچھا مین آپ لوگون کے حق مین دعا کرتا ہوا رخصت ہوتا ہون، خدا آپ کو نیک توفیق دے اور آپکے ہاتھون سے اسلام کا ڈوبتا ہوا بیڑا پار لگے۔

عالیجناب خان بہادر شمس العلما مولانا ابوالخیر صاحب فصیحی غازیپوری نے وعظ فرمایا جناب ممدوح کا وعظ جو اثر و پایہ رکھتا ہی وہ کسی توصیف یا تشریح کا محتاج نہین۔ نکات تصوف اور مثنوی مولانا روم کے رموز اور ایک خاص انداز بیان صرف جناب ممدوح کا حصہ ہی۔ جناب مولانا نے چندہ کی تحریک فرمائی اور مبلغ ۔ اسوقت نقد چندہ جمع ہوا بعد ختم وعظ حاضرین کے بیحد اصرار سے جناب حسن الدین صاحب خاموش نے اپنی بھجن منڈلی کے ساتھ نعتیہ اور قومی نظمین پڑھین اور جلسہ برخاست ہوا۔

اغراض و مقاصد مدرسہ آلہیات

(۱) اشاعت و حفاظتِ اسلام و تعلیمِ مناظرہ و اشاعت تصانیفِ مذہبی و تقرر و تیاریِ واعظین و صلاحِ جاہلانہ عقائد و رسوم جسکے حصول کے لیے منجملہ دیگر مناسب ذرائع کے ذیل کے طریقے عمل مین لائے جائینگے۔

(الف) فارغ التحصیل یا قریب فارغ التحصیل طلبہ کو وظائف دیکر قرآن مجید کی خالص تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کی کتابون اور علوم جدیدہ کا درس دینا تاکہ ایسے روشن خیال علما تیار ہون جو تحریرا اور تقریر کے ذریعہ سے اغراضِ مدرسہ کی تکمیل کر سکین۔

(ب) دیگر مقامات پر عموماً اور ضلع کانپور مین خصوصاً ایسے واعظین بھیجنا جو مدرسہ کا مشن پورا کر سکین۔

۲۔ جنرل کونسل

مدرسہ کا انتظام عام ایک جنرل کونسل یا مجلس عامہ کے ماتحت ہوگا اور مدرسہ کی کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ اُسکی سپردگی مین ہوگی۔ اسکے ماتحت دو کمیٹیان ہونگی اول تعلیمی دوسری مالی۔

(۳) عہدہ داران جنرل کونسل

جنرل کونسل کے عہدہ دار حسب انتخاب عام حسب ذیل ہونگے (۱) صدر انجمن (۲) نائب صدر انجمن دو (۳) سکرٹری (۴) جوائنٹ سکرٹری دو (۵) خزانچی جملہ سات عہدہ دار ہونگے جنرل سکرٹری بحیثیت عہدہ ماتحت کمیٹی کا ممبر ہوگا

۴۔ ممبران جنرل کونسل

جنرل کونسل کے ممبران (۱) کانپور کے وہ مسلمان تاجران چرم ہونگے جو مدرسہ کو بہ پابندی جنرل کونسل کٹوتی دیتے رہین (۲) نیز وہ ذی علم یا معزز مسلمان جسے کونسل مذکور بہ لحاظ اغراض و مقاصد مدرسہ مناسب سمجھے۔

پہلے جنرل کونسل مع عہدہ داران موجودہ سال روان کے لیے ایک باضابطہ جنرل کونسل سمجھی جاویگی۔

۵۔ اختیارات جنرل کونسل

(۱) کمیٹی ہای ماتحت کا انتخاب کرنا (۲) اپنے عہدہ دارون کو منتخب کرنا (۳) بجٹ سالانہ مرتب کرنا (۴) دستورالعمل مین ترمیم یا تنسیخ کرنا (۵) مدرسہ کا عام انتظام کرنا

۶۔ ضابطہ اجلاس جنرل کونسل

(۱) جنرل کونسل کا اجلاس کم از کم ماہوار ہوا کریگا (۲) اگر کوئی خاص ضرورت ہو تو اجلاس ہر وقت ہو سکیگا بشرطیکہ جنرل سکرٹری اطلاع تحریری کم از کم دو گھنٹے قبل ممبران کے پاس بھیجدے (۳) جنرل کونسل مین ہر امر کا فیصلہ کثرت رائے سے ہوگا (۴) مختلف الرای

مساوی تعداد ہونیکی صورت مین صدر جلسہ کی راے دو رایونکے برابر سمجھی جائیگی (۵) اجلاس ہاے جنرل کونسل کی کارروائی کے لیے اپنے طور پر اراکین کونسل ضابطہ بنا سکتے ہین بشرطیکہ دستور العمل کے خلاف نہ ہو۔

۷۔ کمیٹی تعلیمی

(الف) اس کمیٹی کا عہدہ دار ایک سکرٹری ہوگا۔

علاوہ سکرٹری کے نو ممبر اور ہوا کرینگے جس مین مدرسہ کے پروفیسر باستثنای پروفیسران سنسکرت وانگریزی لازمی ممبر ہونگے۔ ان ممبران کا انتخاب جنرل کونسل کی کثرت رای سے ہر دو سال کے لیئے ہوا کریگا۔

(ب) اختیارات و فرائض

کمیٹی تعلیمی کے اختیارات و فرائض حسب ذیل ہونگے۔

(۱) نصاب تعلیم مرتب کرنا (۲) انتخاب داخلہ و خارجۂ طلبہ (۳) تعین وظائف (۴) طلبہ اور اونکی تعلیم کی نگرانی (۵) کتب خانہ کا انتظام (۶) اساتذہ کا تعین و ترقی و تنزل و بحالی (۷) تعطیلات و رخصت (۸) سکرٹری کا کام رپورٹ سالانہ جنرل سکرٹری کے پاس بھیجنا ہوگی تاکہ جلسۂ سالانہ مین پیش ہو سکے (۹) اخراجات مندرجہ بجٹ منظور شدہ سے تجاوز نہ کرنا (۱۰) اختیارات مفوضہ کے اندر اپنا ضابطہ خود مرتب کرنا (۱۱) بورڈنگ ہاؤس کا انتظام کرنا

ج۔ اجلاس

(۱) کمیٹی تعلیمی کے اجلاس مہینہ مین دو بار بروز شنبہ منعقد ہوا کرینگے اور کسی خاص جلسہ کے انعقاد کے لیے سکرٹری کی طلاع دینے پر ہر وقت اجلاس ہوسکیگا۔

(۳) صدر انجمن جلسہ ہر اجلاس مین کثرت رائے سے منتخب ہوگا۔

۸۔ کمیٹی مالی

(الف) اس کمیٹی کا عہدہ دار ایک سکرٹری ہوگا۔ علاوہ سکرٹری کے دس اور ممبر ہوا کرینگے۔

(ب) اختیارات و فرائض

(۱) کٹوتی کی نگرانی کرنا (۲) آمدنی مدرسہ مین توسیع کرنا (۳) اخراجات و آمدنی مدرسہ کا بجٹ سالانہ تیار کرکے جنرل کونسل مین بغرض منظوری پیش کرنا (۴) باستثنا ر اساتذہ دیگر ملازمین مدرسہ کی نگرانی اور اُنکا تقرر اور برخاستگی (۵) کتب و راخبارات اور اسٹیشنری مدرسہ کے علاوہ جسکا انتظام کمیٹی تعلیمی کے ذمہ ہے دیگر فرنیچر مدرسہ کا انتظام کرنا (۶) اخراجاتِ مدرسہ بجٹ منظور شدہ سے تجاوز نہ کرنا (۷) اپنا ضابطہ خود مرتب کرنا بشرطیکہ دستور العمل مدرسہ کے خلاف نہو

ج۔ اجلاس

کمیٹی مالی کا اجلاس ہر ماہ مین ایک بار ہوا کریگا (۲) انتخاب صدر جلسہ کثرت رائے ممبران موجودہ سے ہوا کریگا۔

۹۔ قواعد عام

(۱) مجلس عام یا کمیٹی ہای ماتحت کے وہ قواعد اور ضوابط جو اسوقت تک پاس ہوچکے ہین بشرطیکہ اس دستور العمل کے خلاف نہ ہون اس دستور العمل کے جزو سمجھے جائینگے

(۲) جنرل کونسل و نیز کمیٹی ہای ماتحت کے اجلاسوں کی نگرانی موجودہ وقت صدر انجمن کے ذمہ رہیگی اور ممبران موجودہ اجلاس کا فرض ہوگا کہ وہ صدر انجمن کی ہدایات متعلقہ اجلاس منعقدہ کی تعمیل کرین

(۳) کورم جنرل کونسل کا گیارہ ممبرونکا ہوا کریگا اور ماتحت کمیٹیونکا پانچ کا۔

(۴) ہر ماتحت کمیٹی کے سکرٹری کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی کمیٹی کی کل کارروائی ایک جسٹرمین صدر انجمن کے دستخط حاصل کرنیکے بعد مرتب رکھے اور صیغہ متعلقہ کے جلسون کے انعقاد کا انتظام کرے اسکے علاوہ جو اور کام کمیٹی متعلقہ اُسکے سپرد کرے وہ بھی کرنا ہوگا۔

(۵) جنرل سکرٹری کا کام حفظ و کتابت رکھنا انعقاد جلسہ کا انتظام کرنا کارروائی اجلاس کو باضابطہ دستخطی صدر انجمن ایک رجسٹر مین مرتب کرنا رجسٹر ممبران مرتب کرنا سالانہ جلسہ کی رپوٹ مرتب کرنا جملہ دیگر امور کا جو متعلق انتظام عام مدرسہ ہون باضابطہ تحریر مین لانا۔

(۶) اسسٹنٹ سکریٹری کا فرض ہوگا کہ وہ سکرٹری کے ہر کام مین مدد دے۔

(۷) خزانچی کا کام سرمایۂ انجمن کی نگرانی اور اُسکا حساب کتاب رکھنا براہ راست کسی رقم کے وصول ہونے پر سکرٹری کو اطلاع دینا۔ جمع خرچ کا حساب ماہانہ چھپا ہوا ہر ممبر کے پاس انعقاد جلسہ کے ایک ہفتہ قبل بھیجدینا۔

(۸) فرد حساب منظور شدہ پر صدر انجمن اور جنرل سکرٹری کے دستخط حاصل کرنا

۱۰۔ بورڈنگ ہاؤس

(۱) بماتحتی کمیٹی تعلیمی زیر نگرانی ایک پروفیسر رہیگا جو اس شعبہ کا ذمہ وار ہوگا۔

(۲) بورڈنگ ہاوس مین صرف وہ طلبہ لیئے جائینگے جو مدرسہ آلہیات کے متعلم ہون۔

(۳) سب سے اہم امر جسکی پابندی ہر بورڈر پر فرض ہو وہ درستی اخلاق ہے۔

(۴) آٹھ بجے شب کے بعد کوئی بورڈر بلا اجازت تحریری پروفیسر موصوف کے بورڈنگ کے باہر نہ جاسکیگا۔

(۵) ہر طالب علم مدرسہ پر پابندی نماز پنجگانہ و اتباع شرع شریف فرض ہوگی۔

۱۱- کتب خانہ

(۱) بماتحتی کمیٹی تعلیمی ایک پروفیسر رہیگا جو اس شعبہ کا ذمہ دار ہوگا۔

(۲) بجز اساتذہ اور طلبۂ مدرسہ کے کسی شخص کو علاوہ سکرٹری مدرسہ کے کتب خانہ سے باہر کتابین یا اخبارات لیجانیکا اختیار نہ ہوگا۔

(۳) پروفیسر موصوف کا فرض ہوگا کہ ہر سال کم از کم ایک مرتبہ کتابون اور اخبارات مدرسہ کی جانچ کرے۔

۱۲- اجلاس سالانہ

(۱) جلسہ سالانہ اکتوبر کی کسی تاریخ مین ہوا کریگا جس مین علاوہ دیگر امُور کے جو مدرسہ مین بحیثیتِ مجموعی تعلق رکھتے ہون امورات ذیل بالخصوص پیش ہوا کرینگے

(الف) سالانہ رپورٹ مع حساب جمع وخرچ۔

(ب) بجٹ سالانہ۔

(ج) ماتحت کمیٹیونکی سالانہ رپوٹین جو ان کمیٹیونکے سکرٹریون کا اس غرض سے جنرل سکرٹری کے پاس قبل انعقاد جلسہ بھیجنا فرض ہوگا۔

۱۳- اختیارات وفرائض اسٹاف

(۱) ٹائم ٹیبل مجوزہ کمیٹی تعلیمی کے مطابق مدرسہ کو نصابِ تعلیم کے اوس جزو کی تکمیل میعاد معینہ کمیٹی مذکور کے اندر کرا دینا۔

(۲) تعلیمی معاملات مین کمیٹی کی ہدایت کا پابند ہونا۔

(۳) طلبہ کی مذہبی پابندی اور اخلاقی تربیت کا ذمہ دار ہونا۔

(۴) مدرسِ دینیات کا فرض ہوگا کہ تعلیمی کمیٹی کے پاس قبل اجلاس کے سالانہ گذشتہ کارروائی کی رپورٹ بھیجا کرین۔ جسمین نتائج گذشتہ امتحانات و نیز مدرسین کے نام کا حوالہ ہوا کرے۔

(۵) طلبہ کی بداخلاقی یا بدشوقی کی شکایت جو مدرس مجاز کے ذریعہ سے کمیٹی تعلیمی مین پیش ہو وہ ایک بڑی اہمیت رکھیگی۔

۱۴۔ عہدہ داران و ممبران کا انتخاب

(۱) عہدہ داران و ممبرانِ جنرل کونسل و نیز کمیٹی ہای ماتحت کا تقرر باستثنای صورتہای ذیل دو سال کے واسطے سمجھا جائیگا

(الف) جب خود استعفا دین۔

(ب) جب پچھتر فیصدی ممبرانِ جنرل کونسل کی رای مین اونکا شامل رہنا اغراض مدرسہ کے مضر ہو

(۲) کسی عہدہ دار یا ممبر کی جگہ خالی ہونے پر جنرل کونسل کثرت رائے سے دوسرا عہدہ دار یا ممبر منتخب کریگی مگر کمیٹی ہاے ماتحت کی کوئی کارروائی بشرطیکہ کورم پورا ہو بے ضابطہ نہ سمجھی جائیگی۔

فہرست چندہ

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	وصول
۱	آنرایبل صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا پریسیڈنٹ جلسہ	۰	ما ر
۲	حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم وآنریری مجسٹریٹ	۰	عا ر
۳	منشی ابوالحسن صاحب تاجر چرم	اما ر	،
۴	حافظ عبدالکریم عبدالمجید صاحب	۰	۱۵ ر
۵	منشی محمد اسمعیل صاحب برادرس	۱۵ ر	۰ ر
۶	منشی عبدالقادر صاحب	۱۵ ر	۰ ر
۷	منشی عبداللہ عبدالغفور صاحب تاجر چرم	۱۵ ر	۰ ر
۸	حاجی عبدالغفور صاحب تاجر چرم	۰	ما ر
۹	منشی محمد حنیف صاحب تاجر چرم	۰	ما ر
۱۰	شیخ عملدار الدین صاحب تاجر چرم	ما ر	۰ ر
۱۱	شیخ فضل حسین صاحب تاجر چرم	۰ ر	ما ر
۱۲	حافظ عبدالکریم حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم	۰	ما ر
۱۳	دی کانپور ٹینری تاجر چرم	۰	ما ر
۱۴	بابو نظام الدین صاحب امرتسری تاجر چرم	۰	ما ر
۱۵	محمد صدیق صاحب خلف حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم	۰	ما ر
۱۶	منشی فتح محمد دوست محمد صاحب کلکتہ تاجر چرم	۰	ما ر
۱۷	مسرز شروود اسمتھ کمپنی تاجر چرم	ما ر	۰ ر

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	وصول
۱۸	مسرز سنڈرس اسمٹ کمپنی تاجر چرم	مار	
۱۹	مسرز میتھوز کمپنی تاجر چرم	مار	
۲۰	مسرز استین فوربس کمپنی تاجر چرم	۰	مار
۲۱	حاجی عبدالرحیم عبدالحکیم صاحب تاجر چرم۔	مار	۰
۲۲	حافظ احمد اللہ حاجی ولی اللہ صاحبان تاجر چرم	مار	۰
۲۳	شیخ کریم بخش صاحب سوداگر چرم	صہ	۰
۲۴	شیخ کریم بخش نور محمد صاحب سوداگر چرم	صہ	۰
۲۵	شیخ فضل حسین خلف فضل حسین تاجر چرم	۰	صہ ر
۲۶	شیخ قادر بخش محمد عثمان صاحب تاجر چرم	۰	صہ ر
۲۷	شیخ صدالدین صاحب تاجر چرم	۰	صہ ر
۲۸	منشی عبدالحق صاحب تاجر چرم	۰	صہ ر
۲۹	منشی علی رضا صاحب	صہ ر	۰
۳۰	حاجی وزیر محمد حاجی عبداللہ تاجر چرم		صہ
۳۱	منشی عبدالرشید صاحب تاجر چرم	صہ ر	۰
۳۲	شیخ دویر عبدالصمد صاحب تاجر چرم	۰	صہ
۳۳	شیخ مدار بخش عبداللہ صاحب تاجر چرم	عہ ر	عہ ر
۳۴	منشی بشیرالدین صاحب برادر زادہ حاجی عبدالغفور صاحب		عسہ
۳۵	منشی عبداللطیف صاحب خلف منشی عبدالقادر صاحب	عسہ	۰
۳۶	حاجی عنایت اللہ کمپنی تاجر چرم	عسہ ر	۰

وصول	موعودہ	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	نمبر
عہ	•	منشی یسین صاحب تاجر چرم	۳۷
عہ/	•	محمد نظیر صاحب خلف حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم	۳۸
عہ/	•	محمد بشیر صاحب خلف حافظ محمد حلیم صاحب تاجر چرم	۳۹
عہ		میاں خیر الدین صاحب تاجر چرم	۴۰
	عہ/	منشی سلطان حسین صاحب تاجر چرم	۴۱
عہ		حافظ نثار احمد صاحب تاجر چرم	۴۲
	عہ/	حاجی اللہ بخش محمد ابراہیم صاحب تاجر چرم	۴۳
	عہ/	شیخ عبد الکریم خان میرزا مظہر حسین صاحب تاجر چرم	۴۴
	عہ/	شیخ کریم الدین صاحب تاجر چرم	۴۵
عہ/	•	منشی عبد الغفور صاحب تاجر چرم	۴۶
عہ/	•	حاجی نبی بخش محمد عبد الواسع صاحب تاجر چرم	۴۷
عہ/	•	حاجی عبد الحلیم صاحب خلف منشی عبد الغفور صاحب	۴۸
•	عہ/	منشی عبد الحمید صاحب خلف منشی عبد القادر صاحب	۴۹
عہ	•	منشی عبد الرحمن صاحب خلف حاجی عبد الغفور صاحب	۵۰
•	عہ/	حافظ بقر عیدی غلام محی الدین صاحب تاجر چرم	۵۱
	عہ/	حافظ عبد الغفور صاحب تاجر چرم	۵۲
عہ		شیخ امین الدین صاحب تاجر چرم	۵۳
عہ		محمود احمد صاحب علیگ تاجر چرم	۵۴
عہ/		منشی عبد الحی صاحب تاجر چرم	۵۵

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	وصول
۵۶	منشی غلام محمد صاحب تاجر چرم		صعہ/
۵۷	منشی امیر اللہ صاحب تاجر چرم		صعہ
۵۸	حکیم تصدق حسین صاحب الہ آباد		صعہ
۵۹	حاجی ننھو محمد اسمعیل صاحب		صعہ
۶۰	محمد باقر محمد صدیق صاحب تاجر چرم	صعہ/	
۶۱	منشی نواب الدین صاحب تاجر چرم		صعہ
۶۲	بابو محمد حمزہ صاحب ہیڈ کلرک حافظ محمد حلیم صاحب		عہ
۶۳	شیخ ننھے صاحب تاجر چرم	سہ/	۰
۶۴	ماسٹر سید اولاد حسین صاحب منشی برک برادرس	۰	صعہ
۶۵	عبد الحمید خانصاحب تاجر چرم	۰	عہ
۶۶	شیخ عبد الغنی عبد القادر صاحب تاجر چرم	عہ	۰
۶۷	شیخ عبد الحکیم صاحب لکھنؤ تاجر چرم	عہ	۰
۶۸	منشی جمیل احمد صاحب خلف صوفی علی رضا صاحب	عہ	۰
۶۹	شیخ عبد الرحمن صاحب	۰	عہ/
۷۰	شیخ بشارت صاحب جھانسی تاجر چرم	۰	عہ/
۷۱	محمد اشفاق صاحب تاجر چرم	۰	عہ/
۷۲	شیخ عبد الحسن صاحب تاجر چرم	۰	عہ/
۷۳	شیخ عبد المجید صاحب خزانچی سوڈراسمٹ	عہ	
۷۴	حافظ محمد ابراہیم صاحب صاحبزادہ حافظ محمد حلیم صاحب		عہ/

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	وصول
	منشی محبت اللہ صاحب ملازم حافظ محمد حلیم صاحب	۰	عہ
	منشی لطف علی صاحب تاجر چرم	۰	عہ
	منشی محمد احمد خلف میاں خیر الدین صاحب تاجر چرم	۰	عہ
	منشی رحمت علی صاحب تاجر چرم	۰	عہ
	چودھری عبد السبحان محمد ابراہیم صاحب تاجر چرم	۰	عہ
	حاجی مرادے خدا بخش صاحب تاجر چرم	۰	عہ
	عبد الکریم کمپنی سوداگر چرم	۰	عہ
	منشی خلیل الدین صاحب گودام منشی سر وڈ اسمٹ	۰	صہ/
	منشی خلیل الدین دفتر سر وڈ اسمٹ	۰	صہ/
	منشی محمد انور صاحب خلف غلام سرور صاحب سوداگر چرم	۰	صہ/
	منشی سعادت خاں صاحب خزانچی اسمٹ سانڈرسن کمپنی	۰	صہ/
	منشی محمد حفیظ صاحب ملازم محمود احمد صاحب علیگ	۰	صہ/
	شیخ کریم بخش صاحب محمد حسین صاحب	۰	صہ/
	منشی حکیم اللہ صاحب ایجنٹ سوداگر چرم	۰	صہ/
	منشی عبد الصمد صاحب تاجر چرم	۰	صہ/
	حافظ محمد اصغر صاحب خزانچی حافظ محمد حلیم صاحب	۰	صہ/
	پیر جی اللہ دیا صاحب تاجر چرم	۰	صہ/
	امیر خاں صاحب ملازم شیخ علاء الدین صاحب	صہ/	۰
	حافظ میر احمد خزانچی مولوی شرف الدین صاحب	۰	صہ/

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	موصول
۹۵	غلام محمد صاحب ملازم حافظ محمد حلیم صاحب		للعہ/
۹۶	شیخ ننھے صاحب شاہجہانپوری	۰	عا/
۹۷	شیخ حسو صاحب	۰	عا/
۹۸	مولوی محمد سمیع صاحب لکھنوی	۰	عا/
۹۹	ٹیکارام ملازم حافظ محمد حلیم صاحب	۰	عا/
۱۰۰	میر فدا کر حسین صاحب	۰	عا/
۱۰۱	منشی عبد الشکور صاحب	۰	عا/
۱۰۲	شیخ علی صاحب	۰	عــہ/
۱۰۳	شیخ الطاف حسین صاحب ردولی تاجر چرم	۰	عا/
۱۰۴	منشی عبد اللطیف صاحب ملازم حافظ احمد اللہ صاحب	۰	عہ/
۱۰۵	منشی عزیز الرحمن صاحب ملازم حافظ حلیم صاحب تاجر چرم	۰	عہ/
۱۰۶	منشی محمد یوسف صاحب ملازم عبد الکریم کمپنی تاجر چرم	۰	عہ/
۱۰۷	محمد نوح صاحب ملازم حافظ حلیم صاحب تاجر چرم	۰	عہ/
۱۰۸	مولوی محمد اسمعیل صاحب متعلم مدرسہ آلہیات	۰	عہ/
۱۰۹	مولوی تبارک حسین صاحب تاجر چرم	۰	عہ/
۱۱۰	مولوی ابو محمد صاحب متعلم مدرسہ آلہیات	۰	عہ/
۱۱۱	مولوی ابو العلا صاحب متعلم مدرسہ آلہیات	۰	۸/
۱۱۲	مولوی محمد اسمعیل صاحب بہاری متعلم مدرسہ آلہیات	۰	عہ/
۱۱۳	مولوی حامد حسن صاحب متعلم مدرسہ آلہیات	۰	عہ/

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	موصول
۱۱۴	مولوی مظہر الدین صاحب متعلم مدرسۂ آلہیات	•	عمر
۱۱۵	مولوی نصیر الدین صاحب متعلم مدرسۂ آلہیات	•	علہ/
۱۱۶	مولوی امام الدین صاحب متعلم مدرسہ آلہیات	•	عہ
۱۱۷	منشی علی احمد صاحب محرر مدرسہ آلہیات	عگار	•
۱۱۸	رمضان صاحب چپراسی مدرسہ الہیات	•	علہ
۱۱۹	حافظ ہدایت حسین صاحب بیرسٹر	•	مار
۱۲۰	مولوی غربت اللہ صاحب وکیل	مار	•
۱۲۱	مولوی فضل الرحمن صاحب وکیل	•	صہ
۱۲۲	شیخ محمد اشرف صاحب سوداگر چوک	•	مار
۱۲۳	شیخ کریم بخش صاحب سوداگر چوک	•	مار
۱۲۴	منشی عبد الرزاق صاحب مصنف البرامکہ		کتب صہ
۱۲۵	جناب منشی محمد رحمت اللہ صاحب رعد مالک نامی پریس کانپور	صہ	•
۱۲۶	شیخ ثناء الدین صاحب فلور ملز	صہ	•
۱۲۷	شیخ عبد الرزاق صاحب جنرل مرچنٹ	صہ	عہ
۱۲۸	حافظ عبد الستار صاحب کارخانہ داروردی	•	صہ
۱۲۹	نواب عبد الوحید خان صاحب	صہ	•
۱۳۰	نواب احمد علی صاحب جوتہ فروش	عہ/	صہ
۱۳۱	بابو عیوض علی صاحب پوردہ ہیرامن	عہ	صہ
۱۳۲	مولوی جمیل الدین الہ آبادی	•	عہ

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندہ گان	موعودہ	موصول
۱۳۳	مولوی فرزند علیصاحب وکیل اکبرپور	۰	عہ
۱۳۴	شیخ محمود عالم صاحب وکیل قنوج۔	۰	عہر
۱۳۵	شیخ محمد حسین صاحب ڈاکٹر	۰	عہر
۱۳۶	منشی احمد حسن خانصاحب ناظر ججی کانپور	۰	عہر
۱۳۷	رشید احمد خلف محمد جان صاحب	عہر	۰
۱۳۸	شیخ مبارک علیصاحب و فیاض علیصاحب پسران منشی نثار علی صاحب مرحوم	۰	عہ
۱۳۹	حافظ احمد صاحب و محبوب حسین صاحب	۰	عہر
۱۴۰	حاجی عبد الغنی صاحب عبد الستار صاحب بساطی بازار	۰	عہر
۱۴۱	مولوی محمد دین صاحب ماسٹر گورنمنٹ اسکول کانپور	صر	۰
۱۴۲	شیخ احمد حسین صاحب بساطی خانہ	صر	۰
۱۴۳	صبغۃ اللہ خلف جناب منشی رحمت اللہ صاحب رعد الکامی پریس	۰	صر
۱۴۴	شیخ عبد الغفور صاحب	۰	صر
۱۴۵	واحد علیخانصاحب بارہ کانپور	۰	صر
۱۴۶	شیخ حبیب اللہ صاحب تاجر لٹھ	۰	صر
۱۴۷	سکریٹری انجمن اسلامیہ ہردوئی	۰	صر
۱۴۸	انجمن تہذیب الاطفال کانپور	۰	صر
۱۴۹	انجمن اسلامیہ قصبۂ سانڈی	۰	صر
۱۵۰	انجمن رفیق الاسلام فرخ آباد	۰	صر
۱۵۱	انجمن اسلامیہ قنوج	۰	صر

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	موصول
۱۵۲	انجمن اسلامیہ ہردوئی	۰	عمار
۱۵۳	حاجی کریم داد خان گھاٹم پور	۰	صر
۱۵۴	منشی عبد الرحیم صاحب باندہ	۰	صر
۱۵۵	شیخ محمد جان صاحب سوداگر	۰	صر
۱۵۶	مولوی محمد اسمعیل صاحب وکیل چھپرامؤ	۰	۰
۱۵۷	مولوی مجیب اللہ صاحب	۰	صر
۱۵۸	مولوی اشرف حسین صاحب	۰	صر
۱۵۹	منشی قطب علی صاحب	۰	صر
۱۶۰	بابو عبد اللطیف صاحب	۰	صر
۱۶۱	منشی منظر حسین صاحب	۰	صر
۱۶۲	محمد بخش صاحب	۰	صر
۱۶۳	مولوی محمد عمر صاحب دوکان بزازہ	۰	صر
۱۶۴	نظیر احمد صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ فیض عام	صر	۰
۱۶۵	حافظ محمد سلیمان صاحب توپ خانہ بازار	صر	۰
۱۶۶	محمد صدیق صاحب خلف منشی فیض الحسن صاحب	صر	۰
۱۶۷	محمد امام الظفر صاحب خلف منشی فیض الحسن صاحب	صر	۰
۱۶۸	عبد الرزاق صاحب متعلم ایف اے کلاس	صہ	۰
۱۶۹	منشی حسن الدین خاموش	۰	للعہ
۱۷۰	چنا صاحب	۰	سے

موصول	موعودہ	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	نمبر
	عا/	شیخ مخدوم بخش صاحب بساطی بازار	۱۷۱
عا	۰	منشی جمال الدین صاحب ملازم ہزاری بنگلہ	۱۷۲
۰	عا	مولوی عبد الصمد صاحب خلف مولوی عبد الغفور واعظ	۱۷۳
عا/	۰	شیخ محمد اسمعیل صاحب تاجر کرنیل گنج	۱۷۴
عا/	۰	عبد العزیز صاحب تاجر	۱۷۵
عا	۰	شیخ نتھو صاحب تاجر	۱۷۶
عا	۰	منشی محمد بخش صاحب محرر اکبر پور	۱۷۷
عا	۰	مولوی محمد عابد صاحب	۱۷۸
عا/	۰	منشی ظہور احمد صاحب	۱۷۹
عا/	۰	شیخ عبد الرحیم صاحب	۱۸۰
عا/	۰	شیخ عبد الرحمن صاحب	۱۸۱
عہ	۰	عبد الرزاق صاحب تاجر	۱۸۲
۰	عہ/	مرزا محمد حسین صاحب	۱۸۳
۰	عہ/	منشی عبد الرحمن صاحب	۱۸۴
۰	عہ/	ضامن علی صاحب ملازم ڈاکخانہ	۱۸۵
۰	عہ	اللہ رکھو صاحب تلاق محل	۱۸۶
۰	عہ/	رمضان خانصاحب	۱۸۷
عہ/	۰	سردار حسین صاحب کاریگر	۱۸۸
عہ/	۰	مولوی محمد یوسف صاحب	۱۸۹

نمبر	اسمای گرامی حضرات چندہ دہندگان	موعودہ	موصول
۱۹۰	شیخ عفور صاحب	۰	عہ/
۱۹۱	مولوی عبد الغنی صاحب	۰	مہ/
۱۹۲	بھائی خان صاحب	۰	لعہ/
۱۹۳	منشی عبد الولی صاحب	۰	لعہ/
۱۹۴	عبد الجلیل صاحب طالب العلم ندوہ	۰	عہ/
۱۹۵	محمد شاکر صاحب متعلم ندوہ	۰	عہ/
۱۹۶	گمنام صاحب	۰	لعہ/
۱۹۷	رحمت اللہ خانصاحب چپراسی منصفی	۰	عہ/
۱۹۸	ایچ فرنسیس لیڈ کمپنی	۰	۲/
۱۹۹	ایک پردہ نشین خاتون	۰	۵/
۲۰۰	منشی نثار احمد صاحب	۰	۲/
۲۰۱	منشی احمد خانصاحب گلوری فروش	۰	۱/
۲۰۲	ایک معصوم بچہ	۰	–/
۲۰۳	منشی عبد الغفار صاحب	۰	۱/
۲۰۴	ایک یتیم بچہ	۰	–/
۲۰۵	متفرق وصول		۱۳/
۲۰۶	نقد وصول بوقت شب		ہے
	میزان کل	ا/سا	سہ/سا

صہ/ سا ۱۴/

فہرست چندہ سالانہ

نمبر	نام	چندہ	کیفیت
۱	حاجی محمد یعقوب صاحب کرنیل گنج	سے/	وصول
۲	محمد اسمعیل صاحب تاجر کرنیل گنج	سے/	
۳	شیخ محمد الطاف حسین صاحب بلگرامی	سے/	
۴	بابو محمد حسین صاحب خزانچی پولیس	سے/	
۵	سید حسین صاحب طالبعلم گورنمنٹ اسکول	سے/	
۶	منشی فضل بخش صاحب پی ڈبلوڈی	للعہ/	
۷	سید علیم النقی صاحب ایجنٹ آل انڈیا کانفرنس	للعہ/	
۸	منشی علی حسین خانصاحب بوچڑ خانہ خورد	سے/	عہ/ ماہوار ادا کرتے ہیں
۹	سید بشیر الرحمن صاحب	للعہ/	
۱۰	شیخ عبدالہادی صاحب متعلم گورنمنٹ اسکول	سے/	
۱۱	محمد یوسف صاحب کرنیل گنج	عا/	
۱۲	مولوی آل بخش صاحب دیوبندی	سے/	
۱۳	منشی احسان علی صاحب عبدالشکور صاحب	عہ	چھ ماہ کا وصول ہوگیا
۱۴	عبدالمجید صاحب سوداگر	سے/	
۱۵	بابو قمر الدین صاحب ملازم حافظ محمد حلیم صاحب	للعہ/	
۱۶	میرزا محمد حسین صاحب	عہ/	وصول
۱۷	نیاز احمد خان صاحب بساطی بازار	سے/	
	میزان کل	ماعہ/	

نمبر	چندہ ماہواری		
۱	محمد عنایت اللہ خانصاحب	صہ/	
۲	منشی محمد یوسف صاحب ملازم محمد صدیق محمد باقر	۸/	
۳	منشی ظہور علیصاحب ملازم حاجی عبداللہ عبدالغفور	عہ/	
۴	حافظ رحمت اللہ صاحب پیش امام مسجد آلہ بخش بزقصاب	۴/	
۵	حاجی عبدالغنی صاحب باطی بازار	۸/	
۶	حافظ امیر محمد صاحب منشی مولوی شرف الدین محمد امین	عہ/	برابر وصول ہوی
۷	بابو عبداللطیف صاحب ساکن بیچ باغ	عہ/	
۸	شیخ منور صاحب کرنیلگنج کاغذی محال	۲/	
۹	محمد صاحب کرنیلگنج متصل مسجد آلہ بخش بزقصاب	۴/	
۱۰	حسن علی چپراسی مشن اسکول	۲/	
	میزان کل	لعہ/	

ذیل کی رقومات نیلام کی ہین اور جسقدر بولی ہوی وہ سب حضرات نے نہایت خوشی سی دینا منظور فرمایا اور رقم نیلام کو بھی مدرسہ مین عطا فرمایا۔

نمبر شمار	زر نیلام بابت رعطیہ معصوم بچہ	موعودہ	موصول
۱	محمد اسمعیل صاحب	صہ/	
۲	حافظ محمد حلیم صاحب		سے/
۳	منشی عبدالقادر صاحب	سے/	
۴	ماسٹر اولاد علیصاحب		عہ سے/

نمبر	زرنیلام بابت (-ر) عطیہ معصوم بچہ	موعودہ	موصول
۵	محمد بشیر صاحب خلف حافظ محمد حلیم صاحب		ویسہ/
۶	محمد صدیق و محمد شفیق صاحب خلف شیخ محمد اشرف صاحب		مار
۷	محمد صدیق صاحب خلف حافظ حلیم صاحب		للعہ/
۸	محمد نذیر صاحب خلف حافظ حلیم صاحب		عسہ/

نمبر شمار	زرنیلام (۱)ا عطیہ گلوری فروش احمد خان	موعودہ	موصول
۱	بابو نظام الدین صاحب		[illegible]
۲	محمد صدیق محمد شفیق صاحب سوداگر بساطی بازار		صہ/
۳	میرزا مظہر حسین صاحب	عہ/	
۴	محمد حنیف صاحب		عسہ/
۵	غلام رسول صاحب خواہر زادہ فضل حسین صاحب		سہ/
۶	منشی عبد المجید صاحب خلف منشی عبد القادر صاحب	مسو	
	میزان کل	للعہ/	ماسے

ماعسہ/

نمبر شمار	ےر زرنیلام عطیہ ایک خاتون پردہ نشین	موعودہ	موصول
۱	منشی عبد الغفور صاحب	لگا	
	میزان کل	لگا	

نمبر	زرنیلام (۲) عطیہ اینچ فرانسیسی	موعودہ	موصول
۱	بشیر الرحمن صاحب		عار
	میزان		عار

	زرنیلام بابت (۔) عطیہ یتیم خانہ	موعودہ	موصول
۱	منشی لطف علیصاحب	صہ ر	
۲	منشی ولی محمد صاحب		عـہ ر
	میزان کل	صہ	عـہ
			صعـہ ر

جناب مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب مدظلہ قادیان نے مبلغ صعـہ ر معرفت عالیجناب خواجہ کمال الدین صاحب بی،اے۔ایل،ایل،پی۔لیڈر چیف کورٹ پنجاب نے اوس کامیاب طالب علم کو مرحمت فرمائے جو امتحان مین اوّل تھا چنانچہ مولوی محمد اسمعیل صاحب نمبر ا کو صعـہ ر دیئے گیے۔ ہم جناب حکیم صاحب ممدوح کے خاص طور پر شکر گذار ہین کہ جنابنے اس سے قبل بھی ٹرکیٹ فنڈ مین ایک معقول رقم سے امداد فرمائی تھی اور مدرسہ کی سود بہبود سے خاص دلچسپی فرماتے رہتے ہین۔

جناب منشی سید ابوالحسن صاحب تاجر چرم کانپور مبلغ عـہ ر ماہوار بمد زکوۃ مدرسہ الٰہیات کانپور کو عطا فرمایا کرتے ہین۔

مدرسۂ الٰہیات کانپور

یہ مدرسہ بغرض اشاعت و حفاظت اسلام کانپور مین قایم ہوا ہے
جس مین طلبائے عربی و انگریزی کو وظائف دیکر رموز فطرت اور
قانون قدرت کے مسائل ذہن نشین کراکر فن مناظرہ کی تعلیم دیجاتی ہے
تاکہ وہ بعد فراغ تعلیم موازنہ کرسکین کہ دنیا مین خدا کے بنائے ہوے
اور انسانون کے ترکیب دیے ہوے مذاہب مین کیا فرق ہے
اس مدرسے نے دو برس مین سات ہزار روپیہ صرف کرکے
سات طالب العلم فارغ التحصیل کیے ہین اور سندین عطا کرنے کے بعد
[illegible] مبلغ [illegible] سا تون کا تقرر کرکے اطراف
ملک مین اشاعت [illegible] کیے ہین خدا سے
امید ہے کہ ہر سال اس مدرسے سے طلبا [illegible] اور فرض اسلامی ادا کرینگے
یہ مدرسہ عام مسلمانونکی ہمدردی اور امداد کا حاجتمند ہے جو صاحب
اسکی کسیطرح کی مدد کرین یا کسی ذہین طالب علم کو داخل کرانا چاہین یا
کسی اور بات کو دریافت کرنا چاہین تو خط و کتابت کے لیے ذیل کا پتہ کافی ہے

محمود احمد
آنریری سکریٹری مدرسہ الٰہیات کانپور